شیکسپئر کی شہرۂ آفاق تمثیل

شہر وینس کا ایک مراکشی

اوتھیلو

مترجمہ

مولانا عنایت اللہ دہلوی بی۔ اے

سابق ناظم دارالترجمہ حیدرآباد دکن

افرادِ تمثیل

وینس کا ڈیوک۔

برابنیتیو:۔ رُکنِ مجلس۔

دیگر اراکینِ مجلس۔

گریتیانو:۔ برابنیتیو کا بھائی۔

لوڈوویکو:۔ برابنیتیو کا رشتہ دار۔

اوتھیلو:۔ ایک شریف مُور، حکومت وینس کا ملازم۔

کاسیو:۔ اوتھیلو کا نائب۔

ایاگو:۔ اوتھیلو کا سابق نائب۔

روڈریگو:۔ وینس کا ایک شریف۔

مونٹینو:۔ اوتھیلو سے پہلے قبرس کا حاکم۔

مسخرا:۔ اوتھیلو کا ملازم۔

دسدیمونا:۔ برابنیتیو کی بیٹی اور اوتھیلو کی بیوی۔

ایملیا:۔ ایاگو کی بیوی۔

بیانکا:۔ کاسیو کی داشتہ۔

ملّاح۔ قاصد۔ نقیب۔ افسر۔

شرفا۔ سازندے۔

خدمتگار۔

منظر:۔ وینس۔ بندرگاہِ قبرس۔

اوتھیلو

جزو اوّل

پہلا منظر

وینس کی ایک گلی

روڈریگو اور ایاگو آتے ہیں

روڈریگو :۔ خبردار جواب مجھ سے بات کی ۔ ایاگو! تم تو وہ ہو جو روپے پیسے کے ایسے ہی مالک تھے گویا کہ وہ تمھارا ہی مال تھا۔ مگر تم بڑے بے مروت نکلے ۔ مجھے تم سے سخت شکایت ہو کہ تمھیں معلوم ہوا اور پھر بھی تم نے مجھ سے کچھ نہ کہا۔

ایاگو :۔ واللہ آپ سنتے کس کی ہیں ۔ اگر میرے وہم وگمان میں بھی آیا ہوتا کہ کیا سے کیا ہو جائیگا اور آپ سے نہ کہتا تو البتہ آپکو مجھ سے شکایت ہونی بجا تھی ۔

روڈریگو :۔ ہاں ایک دفعہ تم یہ بھی تو کہتے تھے کہ تمھیں اس سے نفرت ہے ۔

ایاگو :۔ اگر مجھے اس سے نفرت نہ ہو تو پھر خدا مجھے سب کی نظروں میں قابلِ نفرین ٹھیرائے ۔ سنئے ! شہر کے تین بڑے آدمی خود میری سفارش کرنے اس کے پاس گئے کہ وہ مجھے اپنا نائب مقرر کرلے ۔ ایمان سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے خود اپنی قدر وقیمت خوب معلوم ہے ۔ اور میں اس جگہ سے کم کے لائق ہرگز نہ تھا لیکن وہ اپنے غرور میں مست اپنے ہی مطلب کا یار کب کسی کی سنتا تھا. تقریر شروع کی اور اس میں فنونِ حرب کی بڑی بڑی جنگی اصطلاحیں اور لغت جھاڑ کر اصل مطلب کو ٹالنے لگا ۔ اور آخر میں کہتا کیا ہو کہ ہمیں جس شخص کا انتخاب کرنا تھا اسے منتخب کرلیا ۔ اور اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جسے منتخب کیا ہے وہ ہے کون ، وہ ایک فلارنس کا باشندہ ہے ، میکائیل کاسیو اس کا نام ہے ۔ اسمیں شک نہیں کہ پڑھا لکھا بہت ہے ، جورو بھی بڑی حسین کرنیوالا ہو جو کوئی دن جاتا ہے کہ اس پر بُری طرح آفتیں توڑے گی ۔ پھر یہ منتخب شدہ صاحب وہ ہیں جنھوں نے کبھی کوئی فوج لڑائی کے میدان میں نہیں اتاری ۔ لڑائی کے کرتبوں اور گروں سے اتنے بھی واقف نہیں جتنی کہ گھر کی کوئی لڑکی ہو ۔ البتہ کتابی باتوں میں خوب چرب زبان ہیں ۔ بڑے بڑے جبّہ پوش ماہران سیاست کی طرح بحث کرکے سیاسی چالیں اور ترکیبیں بتانے میں استاد ہیں۔ اس پر بھی جناب والا خالی جگہ پر میرا انتخاب نہ ہوا ۔ اور میں جسے وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ روڈس اور قبرس میں اور اور بہت سے مقامات کے معرکوں میں نصرانیوں اور غیر نصرانیوں دونوں کے ملکوں میں اپنی جاں بازی اور نبرد آزمائی کا کیسا کیسا ثبوت دے چکا ہوں ۔ اس کاسیو کے بیچ میں آجانے سے جہاں تھا وہیں رہ گیا ۔ اس کے حائل ہو جانے سے میری ترقی کی بادبانوں میں ہوا نہ بھر سکی ۔ اور اب یہ بھی کھاتے کا آدمی کوئی دن جاتا ہے کہ نائب سپہ سالار کے عہدے پر فائز ہو جائیگا ۔ اور خدا بھلا کرے آپ کا میں نشان بردار کا نشان بردار ہی رہا ۔ یعنی جس خدمت پر تھا اس سے آگے نہ کھسکا ۔

روڈریگو :۔ کاش مجھے اس کے پھانسی دینے کی خدمت ملی ہوتی.

ایاگو :۔ علاج کچھ نہیں ۔ ملازمت پر سب سے بڑی لعنت یہ آپڑی ہوئی ہے کہ ترقی کا دارو مدار سفارش یا پسند پر رہ گیا ہے ۔ وہ پرانے طریقے اب کہاں کہ مدتِ ملازمت کا لحاظ کیا جاتا تھا ۔ اور ہر نیچے کے آدمی کو اوپر ترقی پانے کا موقع رہتا تھا ۔ اس حالت میں جناب خود ہی خیال فرمائیں کہ مجھے اس مراکشی سے انس یا تعلق کہاں تک ہو سکتا ہے ۔

روڈریگو :۔ اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو کبھی اس کی ماتحتی قبول نہ کرتا ۔

ایاگو :۔ یہ بالکل درست ہے ، مگر میں بھی اپنے مطلب کا یار بن کر اس کی ماتحتی کر رہا ہوں ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہم سب افسر نہیں ہوسکتے اور نہ سب افسر ایسے ہوتے ہیں جن کی ماتحتی خیر خواہی کے ساتھ کی

جاتی ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض ماتحت اپنے افسر کے سامنے بات بات پر گھٹنے زمین پر ٹیکتے ہیں۔ یہ بدمعاش وہ ہوتے ہیں جو چاپلوسی کرکے اپنی عمر اس طرح برباد کرتے ہیں جیسے کہ ان کے آقا کا گدھا ہو کہ محض دانے گھاس پر ان کی خدمت کرتا ہے۔ اور جب گدھا بڈھا ہوا تو آقا اسے گھر سے نکال باہر کرتا ہے۔ ایسے احمق نوکروں کو تو کوڑے لگانے چاہئیں مگر بعض ماتحت اور ملازم ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی شکل صورت تو ایسی بنا لیتے ہیں کہ گویا خدمت گذاری اور فرماں برداری میں دل و جان سے مصروف ہیں مگر باطن میں وہ اپنی ہی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ آقاؤں کے سامنے صرف ظاہری فرماں برداری کرتے ہیں اور جہاں جیبیں خوب بھر گئیں تو پھر چین کرتے ہیں۔ اور اب سوائے اپنی خدمت کے انھیں دوسرا کام نہیں ہوتا۔ پس یہ ناچیز بھی اپنے تئیں ایسے ہی ملازموں میں سمجھتا ہے۔ اور یہ امر ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ آپ اپنے کو روڈریگو یقین کرتے ہیں۔ اگر میں اس مراکشی کی جگہ ہوتا تو پھر میں اس کی اطاعت میں ایاگو نہ رہتا۔ خدا شاہد ہے کہ آقا کی خدمت یا وفاداری کا خیال میرے دل میں مطلق نہیں ہے۔ جو کچھ خدمت یا اطاعت گذاری کرتا ہوں وہ اپنے ہی مطلب و غرض سے کرتا ہوں کیونکہ جب ظاہری کاموں میں بھی دل کی اصلی اور قدرتی کیفیت ظاہر ہونے لگے تو پھر سمجھئے کہ یہ تو سینہ سے دل نکال کر ہتھیلی پر رکھنا ہوا کہ کوے آئیں اور نوچ نوچ کر اسے کھا جائیں۔ میں وہ نہیں ہوں کہ جیسا کہ آپ مجھے دیکھتے ہیں۔

روڈریگو:۔ اگر ان سب باتوں میں ایسا ہی کامیاب ہوتا رہا تو پھر یہ موٹے ہونٹوں والا بڑا ہی خوش نصیب رہے گا۔

ایاگو:۔ اس کے باپ کو خبر دینی چاہئے اور اسے ہوشیار کرنا چاہئے کہ وہ اس مراکشی سے بازپرس کرے اور جو خوشی اس وقت اسے نصیب ہوئی ہے اس میں زہر ملایا جائے۔ شہر کے گلی کوچوں میں اسے بدنام کرو۔ لڑکی کے عزیزوں کو بھڑکاؤ۔ اور خواہ یہ مراکشی کیسی ہی خوشگوار آب و ہوا میں رہتا ہو وبا کی مکھیاں بن کر اسے ستاؤ۔ اور پریشان کرو۔ گو اس وقت اس کی خوشی حقیقت میں خوشی ہے لیکن اسے ستانے اور سراسیمہ کرنے کیلئے ایسا سامان پیدا کرو کہ اس کی یہ کُل خوشی کرکری ہو جائے۔

روڈریگو:۔ لیجئے یہی تو اس لڑکی کے باپ کا مکان ہے۔ میں اسے آواز لگاتا ہوں۔

ایاگو:۔ ہاں ضرور اور آواز بھی ایسی بھیانک ہو جیسے کسی آباد شہر میں آگ لگنے کے وقت لوگوں کی زبان سے نکلتی ہے۔

روڈریگو:۔ (چیختا ہے) براینیتیو۔ براینیتیو سنتے بھی ہو۔

ایاگو:۔ براینیتیو۔ براینیتیو جاگو۔ گھر میں چور گھسے ہیں۔ چور چور چور۔ گھر سے خبردار رہو۔ اپنی بیٹی اور روپیوں کی تھیلیوں سے ہوشیار ہو جاؤ۔ ارے چور۔ چور۔

(براینیتیو بالاخانہ کی کھڑکی پر نمودار ہوتا ہے)

براینیتیو:۔ یہ کیسی چیخ پکار ہے۔ بات کیا ہے۔ کچھ کہو بھی

روڈریگو:۔ صاحب آپ کے بال بچے سب گھر میں ہیں؟

ایاگو:۔ آپ کے گھر میں دروازے سب مقفل اور بند ہیں؟

براینیتیو:۔ آخر یہ سوال کیوں کرتے ہو؟

ایاگو:۔ واللہ جناب لوٹ لئے گئے ہیں۔ اگر غیرت اور شرم ہو تو کپڑے درستی سے پہن کر نیچے آئیے۔ آپ کا دل شق ہو چکا ہے۔ آدھی جان آپ کی نکل چکی ہے اسی لئے کہتا ہوں کہ اٹھئے اور بیدار ہو جئے۔

براینیتیو:۔ کیوں خیر تو ہے۔ کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے۔

روڈریگو:۔ نہایت معزز براینیتیو آپ میری آواز کو پہچانتے ہوں گے۔

براینیتیو:۔ نہیں میں نہیں پہچانتا۔ تم کون ہو؟

روڈریگو:۔ میرا نام روڈریگو ہے

براینیتیو:۔ تو پھر آپ کا آنا اور بھی نامبارک ہوا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میرے دروازے پر آپ کا کچھ کام نہیں۔ میں آپ سے صاف صاف کہہ چکا ہوں کہ میری بیٹی آپ کے لئے نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے اور شراب چڑھا کر پاگل بنے ہو۔ اور اسی جلن میں بہادر بن کر میری نیند میں خلل ڈالنے آئے ہو۔

روڈریگو:۔ واہ جناب واہ!

براینیتیو:۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا منصب اور مرتبہ ایسا ہے کہ تمھاری ان حرکتوں کی سزا میں تمھاری زندگی تلخ کر سکتا ہوں۔

روڈریگو:۔ حضور ذرا صبر و تحمل سے کام لیں۔

براینیتیو:۔ تم کہتے ہو کہ میں لٹ گیا۔ یہ وینس کا شہر ہے اور میرا گھر کسی ویران مقام کا کھلیان نہیں ہے۔

روڈریگو:۔ معزز اور بہادر براینیتیو میں تو حضور کے پاس بالکل

نیک نیتی اور ایمانداری سے حاضر ہوا ہوں۔

ایاگو:۔ واللہ آپ تو ان بزرگوں میں ہیں کہ اگر شیطان کہے کہ خدا کی بندگی کرو تو آپ ہرگز نہ کریں۔

برابنتیو:۔ اور تم شیطان ہو۔

ایاگو:۔ اور حضور مجلس سیاست کے رکن ہیں۔

برابنتیو:۔ اس گستاخی کا تمھیں جواب دینا ہوگا۔ روڈریگو میں تمھیں خوب جانتا ہوں۔

روڈریگو:۔ جناب والا میں تو ہر بات کا جواب دینے کو تیار ہوں۔ اور نہایت عاجزی سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنی مرضی اور خوشی سے اجازت دی (اور معلوم ہوتا ہو کہ کسی قدر آپ کی اجازت ضرور تھی) کہ آپ کی بیٹی رات کے ایسے غیر معمولی وقت میں اور ایک غیر معتبر شخص کی نگرانی میں اور وہ بھی ایک ذلیل کشتی چلانے والا ہو جسے مزدوری دی گئی ہے اس نفس پرست مراکشی کے گھر لیجائے تاکہ وہ اس سے بغل گیر ہو۔ اگر آپ کے علم و اجازت سے ایسا ہوا تو بے شک ہم تقصیروار ہوئے۔ اور اگر آپ کو علم نہیں ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ کسی طرح بھی آپ کی خفگی درست ہو سکتی ہے۔ آپ ہرگز یقین نہ کریں کہ ہم بالکل ہی ناشائستہ ہیں کہ آپ جیسے بزرگ کے ساتھ کوئی گستاخی کر سکتے ہیں۔ آپ کی صاحبزادی اگر آپ نے ان کو اجازت نہیں دی تو پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے سرکشی کی ہے۔ انھوں نے اپنے فرائض منصب اپنے حسن اپنے عقل و ہوش اور اپنی تقدیر کو ایک آوارہ گرد ہرجائی شخص کے ساتھ جو کبھی یہاں ہو کبھی وہاں ہو وابستہ کر دیا۔ آپ فوراً تحقیق کر کے اپنا اطمینان کریں۔ اگر وہ اپنے کمرے یا آپ کے گھر میں ہے تو پھر آپ مجھے سپرد عدالت اس بنا پر کر سکتے ہیں کہ کیوں میں نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا۔

برابنتیو:۔ نوکرو! فوراً چقماق سے روشنی کرو۔ اور مجھے ایک شمع دو۔ گھر میں جتنے لوگ رہتے ہیں سب کو یہاں بلاؤ۔ میں نے ابھی ایک خواب دیکھا تھا جس کا مضمون اس واقعہ سے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے اس خواب کا یقین کچھ ایسا دل میں بیٹھا ہے کہ میں سخت پریشان ہوں۔ روشنی لاؤ۔ جلد روشنی لاؤ۔

(چلا جاتا ہے)

ایاگو:۔ خدا حافظ۔ لیجئے میں بھی یہاں سے چلتا ہوں۔ اگر یہاں ٹھہرا تو پھر میرے منصب کے شایاں نہ ہوگا کہ میں اس مراکشی کے خلاف گواہی دینے کیلئے حاضر کیا جاؤں۔ ریاست کا حال مجھ پر خوب روشن ہے۔ بہرکیف جو کچھ ہو اب ممکن ہے کہ اس سے مراکشی کی قدرے بدنامی ہو۔ مگر یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ریاست اسے برطرف کر دے۔ کیونکہ ایک شدید ضرورت کی بنا پر اسی جہاز پر سوار ہو کر قبرص پہنچنا ہے۔ لڑائی شروع ہو گئی اور ریاست کے پاس اس مراکشی کے برابر لائق کوئی دوسرا سپہ سالار موجود نہیں ہے کہ اس مشکل وقت میں ریاست کے کام آ سکے۔ اس وجہ سے اور بھی اس مراکشی سے مجھے جلن پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ نفرت ایسی ہے کہ دوزخ کا درد و عذاب بھی اس تکلیف کی برابری نہیں کر سکتا لیکن حالت موجودہ میں مراکشی کے ساتھ کوئی علامت خلوص کی بھی ظاہر کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ محض دکھاوے کی بات ہوگی۔ جو آدمی اسے اس وقت تلاش کرنے نکلیں گے وہ ساگی تری کی سرائے میں اسے ڈھونڈھنے ضرور آئیں گے۔ اور میں بھی وہیں موجود ہوں گا۔ اچھا رخصت۔

(چلا جاتا ہے)

(نیچے برابنتیو اور اس کے نوکر مشعلیں لئے آتے ہیں)

برابنتیو:۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ میری بیٹی گھر سے نکل گئی۔ اور میری جتنی زندگی باقی تھی وہ تلخ کر گئی۔ اچھا روڈریگو بتاؤ تم نے میری بیٹی کو کہاں دیکھا تھا۔ اری بدنصیب بیٹی کیا تم نے اس مراکشی کے ساتھ دیکھا تھا جو عمر میں اس کے باپ کے برابر ہے۔ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ وہاں میری بیٹی تھی۔ ہائے اس نے مجھے ایسا دھوکا دیا ہے کہ جس کا خیال تک کبھی دل میں نہ آ سکتا تھا۔ اس سے تم نے کچھ بات کی تھی۔ مشعلیں اور لاؤ۔ میرے سب عزیزوں کو بیدار کرو۔ کیا تمھارا خیال ہے کہ دونوں نے شادی کر لی؟

روڈریگو:۔ میں تو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔

برابنتیو:۔ خدایا وہ گھر سے کیونکر نکل گئی۔ افسوس جب اپنا ہی گوشت پوست اور اپنے ہی خون میں اتنی سرکشی ہو تو پھر کیا علاج ہو سکتا ہے۔ ارے باپو تمھاری بیٹیاں جو کچھ ظاہر میں کریں اس سے یہ نہ سمجھو کہ باطن میں بھی ان کا یہی حال ہے۔ کیا کوئی منتر کوئی جادو ایسا نہیں ہے جو جوانی اور کنوارپنے کو گمراہ کرے۔ روڈریگو کیا تم نے کسی کتاب میں ایسا جادو اور منتر نہیں پڑھا؟

روڈریگو:۔ جی ہاں پڑھا ہے۔

برابنتیو:۔ میرے بھائی کو بلاؤ۔ کسی طرح اسے تلاش کرو۔ کوئی

ادھر جاؤ کوئی اُدھر جاؤ اُسے ڈھونڈھ کر کسی طرح لاؤ۔ تمھیں کچھ معلوم ہے کہ یہ دونوں کہاں مل سکتے ہیں؟

روڈریگو:۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان دونوں کو گرفتار کرا سکتا ہوں مگر چند سپاہی ہونے چاہئیں جو میرے ساتھ چلیں۔

برابنیتیو:۔ اچھا تو آگے چلو۔ ہر گھر پر میں آواز لگاتا چلوں گا۔ اور یہاں بہت سے گھر ایسے ہیں جہاں میرا حکم مانا جاتا ہے۔ کچھ ہتھیار ساتھ لو اور خاص خاص پاسبانوں کو بھی ساتھ چلنے کو کہو۔ روڈریگو! میں تمھاری اس تکلیف کا بدل کر دوں گا۔

(چلے جاتے ہیں)

دُوسرا منظر

شہر کی ایک اور گلی

(اوتھیلو، ایاگو اور چند نوکر مشعلیں لئے آتے ہیں)

ایاگو:۔ گو لڑائی میں میں نے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ لیکن وہ چیز جسے ایمان یا ضمیر کہتے ہیں دیدہ و دانستہ کسی کا خون کرنا گوارا نہیں کرتا۔ طبیعت میں اس وقت وہ ظلم پسندی اور جفاکاری نہیں پاتا جس سے کبھی کبھی اپنا کام نکالا کرتا ہوں۔ کئی بار خیال آیا کہ اس موذی کی پسلیوں میں چھری بھونک دوں۔

اوتھیلو:۔ نہیں۔ جو حالت اس وقت ہے وہی بہتر ہے۔

ایاگو:۔ حضور، اس نے اتنی ہتک کی ہے اور حضور کی نسبت ایسے ایسے سخت اور اشتعال انگیز جملے زبان سے نکالے ہیں کہ یہ محض خدا کا خوف تھا جتنا بھی میرے دل میں ہو جس کی وجہ سے بنہایت مشکل سے میں نے اپنی طبیعت کو روکا لیکن حضور یہ تو فرمائیں کہ حضور کی شادی باضابطہ طریقے سے ہو گئی یا کچھ کسر رہ گئی۔ اس طرف سے جناب کو قطعی اطمینان ہے یا نہیں۔ برابنیتیو کا لوگ بہت خیال اور لحاظ کرتے ہیں۔ اور مجلسِ سیاست میں بھی اس کی رائے حضور کی رائے سے دو چند وقعت رکھتی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ برابنیتیو آپ کی اس شادی کو منسوخ کرا دے تو پھر قانونی طور پر وہ آزاد ہو گا کہ جیسی جی چاہے قیدیں اور تکلیفیں آپ کو پہنچائے۔

اوتھیلو:۔ جب عداوت ہی ٹھہری تو اس کا جو جی چاہے سو کرے۔ میں نے جو خدمتیں ریاست کی کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ اس کی شکایتوں کو نہ چلنے دیں گی۔ ابھی تک میرا حال کسی پر ظاہر نہیں ہے۔ جب میں سمجھوں گا کہ خود ستائی موجب عزت ہوتی ہے تو میں بھی لوگوں پر ظاہر کروں گا کہ میں ان اسلاف کی اولاد ہوں جو کسی زمانہ میں بادشاہی کرتے تھے۔ اور جب لوگوں پر میری عالی نسبی کا حال کھلے گا تو پھر جو جلیل القدر منصب اس وقت میں رکھتا ہوں اس کا مستحق ہونا سب پر ثابت ہو جائیگا۔ ایاگو تمھیں یہ بات معلوم رہنی چاہیے کہ یہ محض ڈسڈیمونہ کا عشق تھا کہ شادی کر کے میں نے اپنی آزاد حالت پر جس میں نہ ڈر رکھتا تھا نہ فکر طرح طرح کی قیدیں لگا دیں۔ اگر یہ عشق نہ ہوتا تو سمندر کی تہ میں جو زر و جواہر بکھرے پڑے ہیں اگر کوئی مجھے پیش کرتا تب بھی میں اپنی آزادی میں خلل نہ ڈالتا۔ مگر دیکھو تو یہ روشنی کیسی ہے۔

ایاگو:۔ یہ تو اس کا باپ اور اس کے عزیز ہیں جو اُسے ڈھونڈھنے نکلے ہیں۔ بہتر ہو کہ آپ اندر چلے جائیں۔

اوتھیلو:۔ میں کسی سے چھپنے والا آدمی نہیں ہوں۔ میری لیاقت، میرا منصب یہاں تک کہ میری روح رواں جیسا کچھ کہ میں ہوں مجھے ظاہر کریں گی۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں؟

ایاگو:۔ واللہ معلوم تو وہی ہوتے ہیں۔ مگر یہ تو کاسیو اور ریاست کے خاص خاص افسر مشعلیں لئے آ رہے ہیں۔

اوتھیلو:۔ یہ تو میرا نائب اور ڈیوک کے ملازم ہیں۔ دوستو سب کو سلام۔ کیا خبر ہے؟

کاسیو:۔ ڈیوک نے حضور کو سلام کہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ اسی وقت ان سے ملاقات کریں دیر مطلق نہ ہو۔

ایاگو:۔ ممکن ہے کہ قبرس سے کوئی خبر آئی ہو۔ بہر کیف کوئی نہ کوئی کام سخت عجلت کا درپیش ہے۔ جنگی جہازوں سے بھی قاصد بار بار ایک کے پیچھے ایک آتے رہے ہیں۔ اور بہت سے قنصل بھی مجلس میں شرکت کیلئے ڈیوک کے ہاں وارد ہیں۔ آپ کو بھی ڈیوک نے فوراً طلب کیا تھا جب آپ اپنے مکان پر نہ ملے تو مجلس نے تین قاصد خاص طور پر آپ کی تلاش میں بھیجے۔

اوتھیلو:۔ اچھا ہوا کہ میں تمھیں مل گیا۔ ذرا توقف کرو اپنے گھر میں کچھ کہہ کر ابھی آتا ہوں۔ اور پھر تمھارے ساتھ چلوں گا۔

(اوتھیلو چلا جاتا ہے)

کاسیو:۔ کہو ایاگو تمھارا سردار یہاں کیا کرتا رہا؟

ایاگو:۔ واللہ آج تو اس نے ایک بڑا بھاری جہاز مال و دولت سے بھرا گرفتار کیا ہے۔ اگر کوئی قانونی شورش نہ نکلا تو چین ہی چین ہیں۔

کاسیو:۔ میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔
ایاگو:۔ اوتھیلو نے شادی کرلی۔
کاسیو:۔ کس سے؟

(اوتھیلو پھر آتا ہے)

ایاگو:۔ لیجئے وہ ہمارے سپہ سالار تشریف لے آئے۔ کیا حضور چلنے کو تیار ہیں؟
اوتھیلو:۔ ہاں میں تمھارے ہمراہ چلتا ہوں۔
کاسیو:۔ لیجئے کچھ اور لوگ بھی آپ کی تلاش میں آرہے ہیں۔
ایاگو:۔ یہ تو برابنشیو ہے۔ حضور ذرا ہشیار رہیں۔ یہ لوگ اچھی نیت سے نہیں آئے ہیں۔

(برابنشیو، روڈریگو اور چند افسر ہتھیار باندھے مشعلیں ہاتھ میں لئے آتے ہیں)

اوتھیلو:۔ تم کون ہو۔ جہاں ہو وہیں ٹھیرو۔
روڈریگو:۔ برابنشیو دیکھئے حضور یہی وہ مراکشی ہے۔
برابنشیو:۔ لوگو اسے فوراً گرفتار کرو یہی میرا چور ہے۔

(دونوں طرف سے تلواریں نکل آتی ہیں)

ایاگو:۔ روڈریگو اس وقت کی لڑائی میں میرا تمھارا مقابلہ رہے گا۔
اوتھیلو:۔ اپنی تلواریں نیام میں کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ شبنم سے ان کی چمک کم ہو جائے۔ برابنشیو! آپ تو دوسروں کو اپنی عمر اور بزرگی سے کسی بات پر آمادہ کرتے۔ ہتھیار دکھانے آپ کیلئے مناسب نہ تھے۔
برابنشیو:۔ ارے بدمعاش چور تو نے میری بیٹی کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ اس جہنمی نے میری بیٹی پر جادو کر دیا ہے۔ جتنے عاقل اور ذی ہوش ہیں ان سب کو میں تیرے خلاف گواہی میں طلب کراؤں گا۔ اور وہ سب یہی کہیں گے کہ تو نے میری بیٹی کو جادو کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ وہ تو اپنے کنوارپنے میں ایسی نازک ایسی خوش اور زندہ دل شادی سے نفرت رکھنے والی بیٹی تھی کہ ہماری قوم کے بڑے بڑے مالداروں اور وضعداروں کو بھی قبول نہ کرتی تھی۔ پس کیونکر ممکن تھا کہ وہ باپ کے گھر کو نکل کر دنیا بھر میں بدنام ہوتی اور تجھ جیسے خبیث اور سیہ رو کے پاس جاکر پناہ لیتی جہاں سوائے خوف کے کسی طرح کی مسرت اس کو نصیب نہ ہوتی۔ دنیا میرا انصاف کرے۔ کیا اس شخص نے میری بیٹی پر جادو نہیں کیا۔ کیا کوئی ذی ہوش ایسا ہے جو نہ سمجھتا ہو کہ تو نے اس پر جادو چلایا ہے اور اس کی نوخیز اور نازک جوانی کو ایسے سحر سے غارت کیا ہے جو انسان کے ہوش اور عقل کو گم کر دیتا ہے۔ میں عدالت میں دعویٰ کروں گا کہ جہاں تک انسان کی عقل کو دخل ہے سوائے اس کے دوسری بات نہیں۔ اس پر جادو چلا کر یا کچھ اسے کھلا کر تو نے اُسے اپنا کر لیا۔ پس میں تجھے گرفتار کرتا ہوں اور تجھ پر الزام رکھتا ہوں کہ تو ساری دنیا کو دھوکہ دینے والا آدمی ہے۔ اور تو ایسے اعمال کرکے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے جو ممنوع اور جرم سمجھے جاتے ہیں۔ سپاہیو اسے فوراً گرفتار کرلو۔ اور اگر اس نے مقابلہ کیا تو خود نقصان اٹھائیگا۔
اوتھیلو:۔ اپنے ہاتھ مجھ سے دور رکھو۔ اس میں چاہے میرے دوست ہوں چاہے کوئی اور۔ اگر لڑنے کو ہمارا جی چاہے گا تو اس میں کسی کے کہنے یا اشارے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اچھا بتاؤ تم ان الزاموں کا جواب دینے مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو۔
برابنشیو:۔ قید خانہ لیجانا چاہتے ہیں۔ اور وہاں اس وقت تک رہنا پڑے گا جب تک کہ مجلس کا دوسرا اجلاس نہ ہو۔ اور اس میں تو اپنی صفائی کیلئے طلب کیا جائے۔
اوتھیلو:۔ اگر میں اس کا کہا کرتا ہوں تو پھر ڈیوک کے حکم کی تعمیل کیونکر کر سکتا ہوں جس کے قاصد میری طلبی کیلئے اس وقت میرے ساتھ ہیں۔ اور کسی سرکاری ضرورت سے وہ مجھے ڈیوک کے پاس لے چلنے کو تیار ہیں۔
پہلا افسر:۔ جی ہاں یہ بالکل درست ہے۔ ڈیوک اس وقت اجلاس پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ کو طلب کیا ہے۔
برابنشیو:۔ رات کا وقت ہے مجلس کا اجلاس ہوتا کیسے ممکن ہے۔ سپاہیو اسے گرفتار کرکے لے چلو۔ میرا معاملہ بھی خفیف نہیں ہے۔ خود ڈیوک اور مجلس کے ارکان جو سب میرے ساتھی ہیں میرے معاملے کو ایسا ہی سمجھیں گے کہ گویا ان کے ساتھ سخت ظلم اور بے انصافی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر ایسے شدید جرائم کا تدارک نہ کیا گیا تو پھر اس ریاست کا انتظام غلاموں اور کافروں کے ہاتھ میں آجائیگا۔

(سب چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

مجلس سیاست کے اجلاس کا کمرہ

ڈیوک اور مجلس کے اراکین ایک میز کے گرد بیٹھے ہیں

سرکاری ذمہ دار حاضر ہیں

ڈیوک :- ان خبروں میں اتنا اختلاف ہے کہ کسی ایک خبر کا یقین کرنا مشکل ہے۔

پہلا رکن مجلس :- واقعی اختلاف بہت ہے جو خط میرے پاس آیا ہے اس میں جنگی جہازوں کی تعداد ایک سو سات لکھی ہے۔

ڈیوک :- میرے پاس جو خط آیا ہے اس میں تعداد ایک سو چالیس ہے۔

دوسرا رکن :- اور میرے خط میں بھی تعداد دو سو بیان ہوئی ہے۔ گو جہازوں کی تعداد میں اختلاف ہے مگر یہ ضابطے کی کیفیت ہے جو حالات منکشف کرنے کیلئے بھیجی جاتی ہے۔ ایسی کیفیتوں میں اختلاف ہو جانا بالکل ممکن ہے۔ مگر جس قدر کاغذات آئے ہیں ان سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ ترکی بیڑا قبرس کی سمت روانہ ہو گیا ہے۔

ڈیوک :- مجھے آپکی رائے سے قطعی اتفاق ہے۔ بیانات میں فرق کا ہونا ہمیں دشمن سے محفوظ نہیں کرتا۔ تعداد میں اختلاف ہے اس میں ذرا شبہ نہیں لیکن یہی اختلاف ہمارے لئے اور وجہ خوف ہو جاتا ہے۔

(ایک ملاح کی آواز اندر سے آتی ہے "کوئی ہے کوئی ہے !!")

پہلا سرہنگ :- معلوم ہوتا ہے کہ جہازی بیڑے کی کوئی خبر آئی ہے۔

(ایک ملاح آتا ہے)

ڈیوک :- کیسے آئے ؟

ملاح :- سینیو انجلینو نے خبر دی ہے کہ ترکی بیڑے کا رُخ بجائے قبرس کے اب روڈس کی طرف ہو گیا ہے۔

ڈیوک :- اب فرمائیے ترکی بیڑے نے جو اپنا قصد بدل دیا ہے اس سے کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

پہلا رکن :- یہ ممکن نہیں۔ عقل اس پر گواہی نہیں دیتی جس وقت ہم سوچتے ہیں کہ ترکوں کے مقاصد کیلئے بجائے روڈس کے قبرس زیادہ کارآمد اور مفید ہے اور اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ ترکوں کو قبرس سے زیادہ بحث ہے اور ہمیں اس بات کا بھی علم ہے کہ قبرس پر دشمن کی مدافعت کا اتنا سامان موجود نہیں ہے جتنا کہ روڈس پر۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ترک اتنے نادان نہیں ہیں کہ جو امر مقدم ہے جس پر عمل کرنے میں زیادہ آسانی اور فائدہ ہے اسے چھوڑ کر ایسے کام میں ہاتھ ڈالیں گے کہ جسمیں سوائے نقصان اور خطروں کے دوسری بات نہیں۔

پہلا سرکاری افسر :- لیجئے اور خبر آئی۔

(ایک قاصد اندر آتا ہے)

قاصد :- معلی و مقتدر ڈیوک ! گذارش ہے کہ ترکوں نے اپنا بیڑا روڈس میں پہنچا دیا ہے۔ اور وہیں ایک دوسرا بیڑا جو بعد کو روانہ ہوا تھا اس پہلے بیڑے میں آ ملا ہے۔

پہلا رکن :- میرا بھی ایسا ہی خیال ہے۔ قاصد بھلا تمھارے خیال میں اس دوسرے بیڑے میں کتنے جنگی جہاز ہونگے ؟

قاصد :- غالباً تیس ہوں گے۔ اور اب ترک اس مجموعی بیڑے کو لیکر علانیہ قبرس کی طرف حملہ کرنے جا رہے ہیں۔ قبرس کے حاکم سینی اور مونٹانو جو آپ کا نہایت معتبر اور بہادر خادم ہے حضور کو سلام دیکر عرض کیا ہے کہ اس نے جو کچھ اطلاع دی ہے اس کا یقین کیا جائے۔

ڈیوک :- تو پھر یہ امر یقینی ہے کہ قبرس پر فوج کشی کی گئی ہے افسوس مرقش ہوگی کا مس اس وقت شہر میں نہیں ہے۔

پہلا رکن :- آجکل تو وہ فلارنس میں رہتا ہے۔

ڈیوک :- ہماری طرف سے تحریر کیا جائے کہ فوراً نہایت عجلت سے واپس آئے۔

پہلا رکن :- لیجئے برابنتیو اور بہادر مراکشی بھی آ رہے ہیں۔

(برابنتیو۔ اوتھیلو۔ ایاگو۔ روڈریگو اور سرہنگ آتے ہیں)

ڈیوک :- بہادر اوتھیلو ہم تمہیں فوراً اپنے دشمنوں یعنی ترکوں کے مقابلہ پر متعین کرتے ہیں۔ (برابنتیو سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) ا! برابنتیو میں نے آپ کو تو دیکھا ہی نہ تھا۔ شریف سینیور آپ تشریف لائیں۔ آج شب کو ہمیں آپ کے مشورے اور مدد کی ضرورت ہے۔

برانیتیو :- اور اسی طرح مجھے آپ کے صلاح و مشورے اور امداد کی ضرورت ہے۔ معاف فرمائیے گا اس وقت جس چیز نے مجھ سوتے کو بستر سے اٹھایا ہے اس کو نہ میرے منصب سے کوئی تعلق ہے نہ اس مسئلے سے جو اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ اس وقت مجھے محض اس ظلم کا خیال ہے جو مجھ پر ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ریاست کا کوئی خیال اس وقت میرے دل میں نہیں ہے۔ کیونکہ جو رنج والم مجھے اس وقت پہونچا ہے وہ ناقابل برداشت ہے اور باقی جس قدر رنج والام ہیں وہ سب اس میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور وہ غم جیسا تھا ویسا ہی رہتا ہے۔

ڈیوک :- کیوں کیا بات ہے؟

برانیتیو :- میری بیٹی۔ ہائے میری بیٹی!

ڈیوک اور اراکین :- کیوں خیر ہے۔ کیا گذر گئی؟

برانیتیو :- ہاں مجھ سے تو اسے مرا ہی سمجھئے۔ میری سخت بے عزتی اور توہین ہوئی ہے۔ میرے گھر سے کوئی میری بیٹی کو چرا لے گیا۔ جادو چلا کر اور کچھ اسے کھلا پلا کر خراب کیا ہے۔ وہ نہ اندھی تھی نہ لنگڑی تھی۔ نہ اس کے ہوش و حواس میں کوئی فرق تھا۔ اور نہ اس کی کسی بات میں کوئی نقص آیا تھا۔ بغیر جادو چلائے ممکن نہ تھا کہ کوئی اس کی فطرت کو گمراہ کر سکتا سوائے جادو کے دوسری بات ممکن نہیں۔

ڈیوک :- کوئی آدمی بھی ہو جس نے ایسی نامعقول اور ناشائستہ حرکت کی ہے کہ آپ کی بیٹی کو اس کی فطرت سے گمراہ اور آپ کو اس سے جدا کر دیا ہے۔ ایسے جرم کی سزا کیلئے یہ قانون کی خونی کتاب موجود ہے۔ اس کی عبارت کو تلخ سے تلخ معانی میں آپ پڑھ کر خود مجرم کو سزا دیں۔ اس میں مجرم خواہ میرا فرزند ہی کیوں نہ ہو۔

برانیتیو :- میں ڈیوک کا نہایت عجز و انکسار سے منت گذار ہوا۔ وہ مجرم یہاں موجود ہے۔ وہ یہی مراکشی ہے جسے کسی ریاست کے کام کے لئے آپ نے طلب فرمایا ہے۔

ڈیوک اور پہلا رکن :- یہ سن کر ہمیں نہایت افسوس ہوا۔

ڈیوک :- (اوتھیلو سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) اوتھیلو آپ کو اس الزام کے بارے میں کیا کہنا ہے؟

برانیتیو :- بجز اس کے کہے گا کیا کہ الزام درست ہے۔

اوتھیلو :- معزز و باوقار متین و واجب التعظیم اراکین مجلس! میرے شریف و مہربان آقاؤ! یہ بات کہ میں اس بڈھے کی بیٹی کو اپنے پاس لے آیا بالکل درست اور صحیح ہے۔ میں نے اس سے اپنا عقد کر لیا ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے جس سے سب سے بڑا الزام جو مجھ پر عائد کیا گیا ہے اس کی صفائی ہو جاتی ہے۔ مجھے تقریر کرنی نہیں آتی۔ زمانہ امن و سلامتی میں جو نرم اور دل گداز تقریریں کی جاتی ہیں میں ان سے قطعی نابلد ہوں۔ کیونکہ میرے بازو سات برس کی عمر سے لیکر اب نو ماہ کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت تک میدان جنگ میں کام کرتے رہے ہیں۔ ان کا بہترین کام جو کچھ تھا وہ ایسے میدانوں میں تھا جہاں خیمہ و خرگاہ میں لشکر پڑاؤ ڈالے رہتے تھے۔ دنیا کے حالات کا مجھے بہت کم علم ہے۔ بجز جنگ و جدل کے میں کسی مضمون پر تقریر نہیں کر سکتا۔ اس لئے جو کچھ میں کہوں گا اس سے میری بریت یا صفائی اس معاملے میں نہ ہو سکے گی۔ لیکن پھر بھی اگر اجازت ہوئی تو میں اپنے عشق کی پوری داستان نہایت سیدھے سادے طریقے میں آپ کے سامنے بیان کروں گا جس سے ظاہر ہو گا کہ میں نے کون کونسی برائیاں اور کیسے کیسے جادو اور کیسا زبردست سحر کیا تھا جس کا الزام اب مجھ پر رکھا جاتا ہے کہ ان کے ذریعے سے میں نے اس شخص کی بیٹی کو دھوکہ دیا۔

برانیتیو :- میری معصوم بن بیاہی بیٹی دوسروں کے سامنے بیباک نہ تھی۔ طبیعت کی نہایت شرمیلی اور خاموش تھی، اور اس کی فطرت ایسی نیک تھی کہ اس کا چہرہ آپ سے آپ شرم سے سُرخ ہو جاتا تھا۔ یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ وہ کم سنی کے اپنے ملک، وطن اور دین و ایمان کا لحاظ نہ کرتی۔ اور ایک ایسے شخص سے عشق پیدا کر لیتی جو اس کیلئے خوف و بیم کی ایک چیز تھا۔ ایسی نیک فطرت کی نسبت یہ خیال کرنا کہ اسے عشق پیدا ہوا ایک خام و ناقص خلاف عقل فیصلہ ہو گا۔ پس لازم ہے کہ ان جہنمی وجوہ کو تحقیق کیا جائے جو اس حرکت کا موجب ہوئے۔ میں پھر بھی کہوں گا کہ کوئی جڑی بوٹی پلا کر یا کسی ایسی چیز سے جس کا نشہ جادو کا سا تھا میری بیٹی کو متاثر کیا۔

ڈیوک :- تاوقتیکہ کوئی مضبوط دلیل نہ پیش کی جائے یہ کمزور خیالات اور ناقص شکوک اس کے خلاف جرم کا ثبوت نہیں ہو سکتے۔

پہلا رکن :- اوتھیلو جواب دو۔ کیا تم نے کنایۃً یا جبراً اس

نوجوان لڑکی کے دل میں عشق پیدا کیا یا یہ عشق تمہاری درخواست پریا ان شیریں و دلکش باتوں کا نتیجہ ہوا جو عاشق و معشوق میں ہوا کرتی ہیں ۔

اوتھیلو :۔ میری التجا یہ ہے کہ اس لڑکی کو پیشی میں طلب کیا جائے اگر وہ اپنے بیان میں میری نسبت کوئی بری بات کہے تو پھر جو اعتبار مجھ پر آپ کو ہے اور جو بڑا منصب آپ نے مجھے دے رکھا ہے اس سے محروم ہی نہ کیا جاؤں بلکہ میرے اس گناہ پر مجھ سزائے موت دی جائے ۔

ڈیوک :۔ ڈسڈیمونہ کو فوراً حاضر کیا جائے ۔

اوتھیلو :۔ (ایاگو سے کہتا ہے) میرے نشان بردار تم جاؤ اسے یہاں لے آؤ ۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ میرا مکان کہاں ہے ۔

(نوکر اور ایاگو چلے جاتے ہیں)

(اوتھیلو ارکان مجلس سے مخاطب ہوتا ہے)

اور جب تک وہ حاضر ہوں میں آپ کے سامنے اسی طرح جیسے کہ اپنے خدا کے سامنے کچھ کہوں اپنے نسل و خون کی برائیاں آپ کی سماعت میں نہایت حیرت کے ساتھ لاؤں گا اور بیان کرونگا کہ اس حسین لڑکی کے عشق نے میرے دل میں اور میرے عشق نے اس کے دل میں کیونکر جگہ کی ۔ کہ آخر کار وہ میری ہو گئی ۔

ڈیوک :۔ اوتھیلو ! اچھا بیان کرو ۔

اوتھیلو :۔ اس لڑکی کا باپ میرے حال پر عنایت کرنے لگا اور مجھے اپنے گھر بلا کر میری زندگی کے حالات مجھ سے دریافت کرتا اور اکثر پوچھتا رہتا کہ تم ذرا پنی عمر میں کیسی کیسی لڑائیاں، محاصرے اور معرکے پیش آتے رہے ۔ میں نے اپنے کل حالات لڑکپن سے لیکر اس وقت تک کہ مجھ سے یہ سوال کیا گیا اس کو سنانے شروع کئے ۔ جس قدر صعوبتوں اور مصیبتوں کے اتفاقات خشکی اور تری میں پیش آئے تھے اور جو جو مصائب و آفات اٹھانے پڑے تھے کہیں بال بال جان بچی تھی، کہیں دشمن شہر کی دیوار میں سرنگ لگا کر داخل ہوا اور وہاں دست بدست لڑائی میں میں گرفتار ہوا ۔ پھر غلام بنا کر بیچ ڈالا گیا ۔ پھر اس غلامی سے کس طرح آزاد ہوا ۔ سیر و سیاحت میں بڑے بڑے غاروں، لق و دق صحراؤں سنگلاخ کانوں، چٹانوں اور بلند پہاڑوں کو جنکی چوٹیاں آسمان تک پہونچی تھیں گذر ہوا ۔ اور ان سب حالتوں میں میرا طور طریقہ کیا رہا ۔ اس لئے مجھے کہنے پڑے کہ کسطرح آدم خواروں میں جو ایک دوسرے کو کھا جاتے ہیں ۔ اور ایسے آدمیوں میں جن کے سر شانوں پر لگے ہوتے ہیں میں پہنچا ۔ جب میں یہ حالات بیان کرتا ہوتا تو ڈسڈیمونہ میری صورت دیکھتی رہتی ۔ اور جو کچھ میں کہتا اسے غور سے سنتی ۔ لیکن قصے کے بیچ میں خانہ داری کی ضرورتوں سے چلی بھی جاتی ۔ اور اپنا کام جلد ختم کر کے پھر میرے پاس بیٹھ کر جو کچھ میں کہتا ہوتا اسکو بہت غور اور توجہ سے سنتی ۔ جب اس کے شوق کی یہ کیفیت ہوئی تو ایک موقع پر مجھے کہا کہ میں اپنی زندگی کی پوری داستان اسے سناؤں ۔ کیونکہ اب تک بیچ میں بار بار اٹھ جانے سے اس کے کچھ حصے وہ نہیں سن سکی ۔ جب اس نے بہت ہی اشتیاق ظاہر کیا تو میں اپنا قصہ دوہرانے پر راضی ہو گیا ۔ اور اب جب میں اپنی جوانی کے زمانہ کی کوئی مصیبت یا تکلیف بیان کرتا تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ۔ جب میں اپنا قصہ ختم کر چکا تو میری اس تکلیف کی شکر گذاری میں اس نے بہت سی سرد آہیں بھریں ۔ اور قسمیں کھا کر کہنے لگی کہ آپ کی زندگی نہایت عجیب اور حیرتناک ہے ۔ اور سخت حیرت کے ساتھ اس پر رنج و افسوس بھی ہوتا ہے ۔ کبھی کہتی کہ کاش میں اس قصے کو سنتی ہی نہیں! افسوس ہے کہ خدا نے مجھے مرد اور مرد بھی ایسا جیسے کہ آپ ہیں نہ بنایا ۔ اگر کوئی میرا دوست ایسا ہوتا جس کو مجھ سے الفت ہوتی تو پھر میں اس دوست کو سکھاتی کہ وہ میری زندگی کی کہانی کس طرح بیان کرے ۔ جب اتنا اشارہ میں نے اس کی طرف سے پایا تو میں بھی اظہار محبت کرنے لگا ۔ اسے مجھ سے محبت ان خطروں اور مصیبتوں کی وجہ سے ہوئی جو مجھے جھیلنی پڑی تھیں ۔ اور مجھے اس سے محبت اس وجہ سے ہوئی کہ اسے میری مصیبتوں اور تکلیفوں پر رحم آیا تھا ۔ بس یہی سحر یا جادو جو کچھ اسے کہئے تھا ۔ جس کا الزام مجھ پر رکھا جاتا ہے ۔ لیجئے وہ خاتون خود تشریف لا رہی ہیں ۔ یہ میرے بیان کی تصدیق کرینگی ۔

(ڈسڈیمونہ، ایاگو اور چند ملازم آتے ہیں)

ڈیوک :۔ یہ قصہ تو ایسا ہے کہ اگر میری بیٹی بھی سنتی تو اس کا دل بھی پسیج جاتا ۔ اچھے برابانتیو آپ اپنی بدقسمتی کو جیسی کچھ بھی ہے گوارا کیجئے ۔ جب تلوار ٹوٹ جاتی ہے تو لڑنے والے خالی ہاتھوں سے لڑنا پسند نہیں کرتے

بلکہ اسی ٹوٹی تلوار سے لڑنا پسند کرتے ہیں۔

برابنتیو:۔ مہربانی کرکے اس لڑکی کا بیان بھی سن لیا جائے۔ اگر وہ اقرار کریگی کہ اس عاشقی کے قصے میں نصف کی شریک وہ بھی ہے تو پھر وہ بلائیں جو میں اس مرد پر توڑنی چاہتا تھا وہ میرے ہی سر پر ٹوٹیں۔ بھولی اور شریف بیگم اس طرف آئیے۔ آپکی کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ اس معزز مجمع میں آپکی اطاعت و فرمانبرداری کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔

وسدیمونہ:۔ میرے شریف باپ اس وقت دو شخص ہیں جن کی اطاعت اور فرماں برداری کا مجھے اظہار کرنا ہے۔ ایک آپ ہیں جو میرے باپ ہیں جنھوں نے مجھے زندگی بخشی، میری تعلیم اور تربیت کی۔ میری زندگی اور تعلیم دونوں مجبور کرتے ہیں کہ آپ کا ادب اور لحاظ کروں۔ آپ میری طرف سے اطاعت اور فرمانبرداری کے مستحق ہیں۔ اور میں ابھی تک آپ کی بیٹی ہوں۔ لیکن میرا شوہر بھی ہے۔ اور جس قدر میری ماں نے اپنے باپ پر آپ کو مرجح سمجھ کر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تھی اسی طرح میں اس مراکشی کی جو میرا شوہر اور آقا ہے اطاعت اور فرماں برداری کو اپنا فرض سمجھتی ہوں۔

برابنتیو:۔ لڑکی بس اب تیرا خدا حافظ ہے۔ ڈیوک میں اس معاملہ سے درگذرا۔ ریاست کا کام شروع کیا جائے۔ میں اب کسی کا باپ نہ بنوں گا۔ کسی دوسرے ہی کے بچے کو متبنیٰ کروں گا۔ مراکشی ادھر آؤ۔ میں اپنی بیٹی اب تمھیں خوشی سے دیتا ہوں۔ اگر تم اسے پہلے سے حاصل نہ کر لیتے تو میری یہی خوشی ہوتی کہ میں اسے تم سے علیحدہ رکھوں اور اے میری موتی سی آبدار بیٹی! میری روح اس وقت خوش ہے کہ تیرے سوا اور کوئی میرا بچہ نہیں ہے کہ تیرے اس طرح نکل جانے سے میں اس پر سختی سے قیود لگاتا۔ اراکین مجلس میرا معاملہ ختم ہوا۔

ڈیوک:۔ برابنتیو گو اس وقت آپ غصے میں یہ باتیں کہہ رہے ہیں لیکن مجھے آپ کے دل کے اندر کا حال معلوم ہے اور مجھے ایک قول نقل کرنے دیجیئے جو ان دونوں عاشقوں کے حق میں آپ کو پھر مہربان کر دیگا۔ وہ قول یہ ہے کہ جب کوئی بات ناقابل علاج ہو جاتی ہے تو پھر اس کا رنج کرنا فضول ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں کبھی کی بہترین امیدوں کا انجام بدترین ظاہر ہوتا ہے۔ اور کسی ایسی مصیبت کا غم کرنا جو پیش آچکی ہو ایسا مسلک ہے جو آئندہ کسی نئی تکلیف کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ جب باوجود ہماری کوشش کے تقدیر کوئی چیز ہم سے چھین لیتی ہے تو پھر صبر ہی تقدیر کو منہ چڑاتا ہے۔ جب کوئی آدمی لٹنے کے بعد ہنستا ہے تو لٹیرے کی خوشی میں کچھ کمی ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ آدمی خود اپنا رہزن بنتا ہے جو بیکار اپنا وقت رنج و الم میں ضائع کرے۔

برابنتیو:۔ تو پھر ترکوں کو بھی چاہئے کہ وہ ہمیں قبرص سے بیدخل کر دیں۔ کیونکہ جب تک ہم ہنستے رہیں گے بیدخلی کوئی نقصان نہ ہوگا۔ آپ کے ان اخلاقی مواعظ کی قدر وہی کر سکتا ہے جسے سوائے اُن مسرتوں کے جو ان باتوں کے سننے سے پیدا ہو سکتی ہیں اور کوئی کام نہ ہو۔ لیکن ایسا آدمی جو ان نصیحتوں اور اپنے رنج و الم دونوں کو برداشت کرتا ہے۔ جب اس سے کہا جائے کہ جبراً اپنے رنج کو صبر سے مٹائے تو پھر یہ نصیحتیں کسی کو شکر کی طرح شیریں اور کسی کو زقوم کی طرح تلخ جیسا کچھ بھی موقع ہو محسوس ہوتی ہیں کیونکہ ان کا مفہوم مشتبہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ باتیں، باتیں ہی ہوا کرتی ہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ ایک مجروح دل محض کان میں بات ڈالنے سے اچھا ہو گیا ہو۔ اب ان باتوں کو دور کیجیئے اور میری گذارش ہے کہ مجلس سرکاری کام کی طرف متوجہ ہو۔

ڈیوک:۔ ترک بڑے زبردست ساز و سامان اور بڑی تیاری سے قبرص کا قصد رکھتے ہیں۔ قبرص میں جو طاقت دشمن کی مدافعت کی ہے اُس سے اتھیلو آپ بہترین طریقے پر واقف ہیں گو اس جزیرے کا موجودہ حاکم بڑا لائق آدمی ہے لیکن عملی خدمتوں کیلئے عوام کی رائے بادشاہ ہوا کرتی ہے اور وہ رائے یہ ہے کہ آپ قبرص کے حاکم بنائے جائیں اور اس مشکل و خطرناک مہم میں مصروف ہو کر اپنی اس خوشی کو کم کریں۔ جو اس شادی سے آپ کو ہوئی ہے۔

اوتھیلو:۔ معزز اراکین مجلس عادت وہ بری بلا ہے جو ایک سپاہی کے سخت اور سنگین بستر کو بھی پروں کی نرم سیج بنا دیتی ہے۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ سختیاں جھیلنے میں مجھے قدرتی لطف ایسا حاصل ہوتا ہے کہ ترکوں سے جو لڑائی ہونے والی ہے اس کا میں ذمہ دار ہونا چاہتا ہوں اور اراکان مجلس

معلّیٰ کے سامنے سر اطاعت خم کر کے عرض کرتا ہوں کہ میری بیوی کے یہاں رہنے کے لئے مکان، وظیفے اور ملازمین کا حسب حیثیت معقول انتظام کر دیا جائے۔

ڈیوک:۔ نہایت مناسب ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے والد کا مکان سکونت کیلئے اچھا ہوگا۔

براہینیو:۔ میں یہ بات پسند نہیں کرتا۔

اوتھیلو:۔ اور نہ مجھے یہ امر گوارا ہو سکتا ہے۔

وسدیمونہ:۔ اور نہ میں یہ گوارا کر سکتی ہوں کہ وہاں رہکر ہر وقت اپنی صورت سے باپ کے دل میں غصہ پیدا کرتی رہوں اے ڈیوک عالی قدر جو کچھ مجھے عرض کرنا ہے اسے آپ اپنے گوشِ انصاف پسند اور رعایا پروری سے سنئیں۔ میں دُنیا سے ناواقف ہوں۔ حضور اپنے قول و اقرار سے میری آزادی کا ذمہ لیں تاکہ اپنی ناتجربہ کاری کی حالت میں مجھے آپ سے امداد ملتی رہے۔

ڈیوک:۔ وسدیمونہ تم کیا چاہتی ہو؟

وسدیمونہ:۔ میں نے اس مراکشی سے عشق اس لئے کیا تھا کہ اس کے ساتھ رہوں گی۔ میرا یہ فعل ایسی سینہ زوری اور ستم کا تھا کہ میں نے اپنی دولت اور اپنی تقدیر کیلئے ایک غیر مستقل حالت پیدا کر لی۔ یہ چیزیں وہ ہیں جو تمام دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتی رہیں گی کہ مراکشی کے ساتھ میری محبت اور الفت مجھے مستحق کرتی ہے کہ میں اس کے ساتھ رہوں۔ میرے شوہر نے میرا دل ایسا قابو میں کر لیا ہے اور میں نے اپنی روح اور تقدیر کو اس کے شجاعانہ کارناموں اور اس کی شہرت اور ناموری پر ایسا قربان کیا ہے کہ اے بزرگان مجلس اگر مجھے یہاں تنہا چھوڑا گیا تو جس حالت میں میرا شوہر لڑائی پر ہوگا اور میں ایک پروانہ کی مثل حالت امن و عافیت میں بیقرار و مضطرب رہوں گی۔ تو جس بات کے لئے میں نے اس سے عشق کیا تھا وہ حاصل نہیں ہوتی۔ اور وہ خدمتیں جو ایک عورت اپنے شوہر کی ادا کرنے کا حق رکھتی ہے وہ مجھ سے چھن جائیں گی۔ اور جس زمانہ میں کہ میرا شوہر یہاں نہ ہوگا وہ زمانہ میرے لئے نہایت تلخ گذرے گا۔ اس کے ساتھ جانے کی اجازت دی جائے۔

اوتھیلو:۔ اے معزز اراکین مجلس اب آپ اپنی اپنی رائے اس بارے میں ارشاد کریں۔ خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے عیش و آرام اور جوانی کے لذائذ نفس کیلئے جو اب مجھ میں مردہ ہیں ایسی کوئی درخواست آپ سے نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید محض اس لئے کرتا ہوں کہ میرے ساتھ رہنے میں میری بیوی کی روح خوش اور تازہ رہے گی۔ اور خدا نہ کرے کہ آپ میں سے کوئی صاحب خیال کریں کہ ایک سخت و دشوار کام کو انجام دینے پر جو بھروسہ اور اعتبار آپ صاحبوں نے مجھ پر رکھا ہے اس میں اس وجہ کر ناکام رہوں گا کہ میری بیوی میرے ساتھ ہوگی۔ نہیں ہرگز نہیں اگر پروں والے خدائے عشق کی پُرلطف مسرتوں کا انجام یہ ہونیوالا ہے کہ میری عقل و منصبی خدمتوں میں خامی پیدا کرے اور عیش و آرام میری فوجی خدمتوں میں فرق لائے تو پھر میرے سر کا یہ خود لشکر کی عورتوں کیلئے ایک پتیلی کی طرح کام میں لایا جائے اور تمام کمینے اور سفلے میرے دشمن بن کر میری شہرت و ناموری کو داغدار کریں۔

ڈیوک:۔ یہ ہم تمھاری مرضی اور خوشی پر چھوڑتے ہیں چاہے بیوی کو ساتھ لیجاؤ چاہے یہیں رہنے دو۔ بہرکیف معاملہ سخت عجلت کا ہے۔ اور جلد ہی اس کا تصفیہ ہونا چاہیئے۔

پہلا رُکن:۔ آج ہی شب کو آپ کو روانہ ہو جانا چاہیئے۔

اوتھیلو:۔ نہایت خوشی سے جانے کو تیار ہوں۔

ڈیوک:۔ کل نو بجے صبح ہم یہاں پھر اجلاس کریں گے۔ اوتھیلو تم روانہ ہو جاؤ اور اپنے کسی ماتحت کو یہاں چھوڑ جاؤ تاکہ ہمارا بالتفصیل حکم وہ تم تک پہنچا دے اور تمھارے درجے اور تمھارے بارے میں دیگر انعام اعزاز سے بھی تمھیں مطلع کر دے جس کے ہماری رائے میں تم مستحق ہو۔

اوتھیلو:۔ نہایت مناسب ہے۔ میرا یہ نشان بردار جو نہایت ایمان دار اور معتبر شخص ہے اس کی نگرانی میں اپنی بیوی کو چھوڑتا ہوں۔ اور جو حکم احکام جس قدر میرے جانے کے بعد مجھے بھیجنے جائیں وہ بھی اسی کی معرفت مجھ تک پہونچ سکتے ہیں۔

ڈیوک:۔ اچھا یوں ہی سہی۔ اب رخصت۔ سب کو سلام۔

(ڈیوک براہینیو سے کہتا ہے)

نہایت شریف برانبتیو! اگر نیکی اور راستی ہیں تمام مسرت بخش اوصاف موجود ہیں تو آپ کا یہ داماد نہایت راستباز اور نیک بخت ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ اس کی جلد کا رنگ سیاہ ہے یا سفید۔

پہلا رکن:- بہادر مراکشی تمھیں خدا کے سپرد کیا۔ دیکھو وسدیمونہ سے اچھا برتاؤ رکھنا۔

برانبتیو:- مراکشی اس لڑکی کی خبر رکھنا۔ اگر منہ پر آنکھیں رکھتے ہو تو یہ نہ بھولنا کہ وہ اپنے باپ کو دھوکا دے چکی ہے۔ ممکن ہے کہ تمھیں بھی دھوکا دے۔

(ڈیوک، اور ارکان مجلس و دیگر افسران سب چلے جاتے ہیں)

اوتھیلو:- اس کی ایمانداری اور دیانتداری پر میں اپنی جان کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایاگو تم ایمان رکھتے ہو۔ میں اپنی وسدیمونہ کو تمھارے سپرد کرتا ہوں۔ اور میرے جانے کے بعد تم آرام و آسائش کے ساتھ وقت پر میرے پاس اسے پہونچا دینا۔ وسدیمونہ ادھر آؤ۔ اب ایک گھنٹہ اور ہے کہ عشق و محبت اور کاروبار کی باتیں ہو جائیں۔ اور جو باتیں مجھے کرنی ہیں وہ بھی تم سن لو۔ وقت جتنا بھی ہے اس کی پابندی ضرور رہنا ہے۔

(اوتھیلو اور وسدیمونہ چلے جاتے ہیں)

روڈریگو:- ایاگو!

ایاگو:- اے شریف دل کیا کہتے ہو؟

روڈریگو:- تم جانتے ہو کہ ہمیں ایسے موقع پر کیا کرنا ہے؟

ایاگو:- جائیے اور بستر پر پڑ کے سو رہیے۔

روڈریگو:- میرا تو ڈوب مرنے کو جی چاہتا ہے۔

ایاگو:- اگر تم ڈوب مرے تو پھر مجھ سے کسی بات کی توقع نہ رکھنا۔ ڈوب مرنے کو کیوں جی چاہنے لگا۔ شریف ہو مگر بڑے احمق بھی ہو۔

روڈریگو:- تکلیف اور اذیت سے جینا واقعی حماقت ہے۔ جب موت ہماری طبیب بنے تو پھر سوائے مر جانے کے علاج کیا ہے۔ اور پھر سوائے موت کے ہم کس چیز کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

ایاگو:- ہائے ایمانی تیرا ہی آسرا۔ میں اٹھائیس برس سے اس دنیا کو دیکھ رہا ہوں۔ چونکہ نفع و نقصان میں تمیز کر سکتا ہوں اس لئے اس بات کے کہنے سے پہلے کہ میں ایک مشتبہ سی عورت کے عشق میں ڈوب مروں۔ آدمی سے بندر بن جانا پسند کرونگا۔

روڈریگو:- بس آپ ہی بتائیں کہ کیا کروں۔ اس کا میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے اس عشق نے مجھے بہت ہی ذلیل و خوار کیا ہے۔ مگر اس حالت کو بدلنا میری قدرت میں نہیں ہے۔

ایاگو:- قدرت میں نہیں! واہ کیا مہمل بات کہی ہے۔ وہ چیز تو ہم ہی میں موجود ہے جو ہمیں کبھی کچھ دکھائی دیتی ہے کبھی کچھ۔ ہمارے یہ جسم تو ہمارے باغ ہیں۔ اور ہمارے ارادے اور قصد ہی ان باغوں کے باغبان ہیں۔ باغبان چاہے بچھو کا ساگ بوئے اور چاہے تیزپات، کیاریوں سے تنکے اور گھاس نکالے۔ نباتات چاہے ایک قسم کی بوئے چاہے مختلف قسم کے پودے لگائے، چاہے اپنی غفلت سے باغ کو ویران کرے، چاہے اپنی محنت و مشقت سے اسے پروان چڑھائے۔ غرض یہ تمام اختیارات ہمارے قصد و ارادے کو حاصل ہیں۔ اگر ہماری زندگی میں عقل اور حواس میں اعتدال رکھا گیا ہے تو پھر بیکاری طبیعتوں کا کمینہ پن ہوتا ہے جو ہم میں وہ جوش و غضب پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے سخت تباہ کن ہوتے ہیں۔ لیکن فطرت نے ہمیں عقل دی ہے کہ ہم اس سے اپنے ناجائز جوش و جذبات کی حدت کو ٹھنڈا کریں۔ اور اپنے قوائے نفسانی کی جس کی ایک شاخ عشق بھی ہے روک تھام کریں۔ یہ عشق بھی ایک سینہ زور گھوڑے کی طرح ہے جس کے منہ میں دہانہ ہے نہ قرنی۔ غرض انسان کی اشتہاؤں میں عشق بھی ایک آزار ہے۔

روڈریگو:- نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

ایاگو:- عشق تو محض خون کی ایک مستی ہے جسے ارادہ نے ظاہر کر دیا۔ لعنت بھی بھیجو، آدمی کی جون میں آؤ۔ ڈوب مرنے کی بھی خوب کہی۔ پانی میں تو بلیوں اور کتوں کے اندھے پلوں کو ڈبویا کرتے ہیں۔ میں نے تو تمھاری دوستی کا دم بھرا ہے۔ اور اپنے کو تمھارے ساتھ سخت آہنی بندشوں میں جکڑ لیا ہے۔ میں کبھی تمھارے کام کا آدمی اتنا نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ اس حالت میں ہوں مگر تمھاری جیب میں روپیہ کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ہمارے ساتھ لڑائی پر چلو۔ کہیں سے ایک لمبی سی ڈاڑھی مانگ لاؤ۔ اسے منہ پر لگا لو۔ کچھ سنتے بھی ہو کیا کہہ رہا ہوں۔ روپیہ جیب میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ وسدیمونہ کو اس مراکشی سے ہمیشہ وہ عشق نہیں رہے گا جو اس وقت ہے۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ جیب میں روپیہ موجود رہنا چاہیے۔ اور نہ اس مراکشی کا عشق وسدیمونہ کے

ساتھ مدت تک رہے گا۔ جس طرح اس عشق کی ابتدا شور و شغب میں ہوئی ہے اسی طرح اس کا زوال بھی ہوگا۔ تم دیکھوگے کہ ایک دن ایسا ہی آئیگا۔ لیکن روپیہ تمھاری جیب میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ مراکشیوں کی طبیعت میں بہت جلد انقلاب پیدا ہوا کرتا ہے۔ جو غذا اس وقت شہد کی طرح مرغوب و لذیذ معلوم ہو رہی ہے کوئی دن جاتا ہے کہ وہ زقوم سے بھی زیادہ تلخ معلوم ہونے لگے گی۔ وہ ضرور کوئی جوان ڈھونڈے گی۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ روپیہ پاس رکھو، پھر اسے اپنی غلطی محسوس ہوگی اور تبدیلی ضروری ہو جائیگی۔ پس نہایت ضروری ہے کہ روپیہ اپنے پاس رکھو۔ اگر مرنے ہی کو جی چاہتا ہے تو پھر درستی سے مرو۔ ڈوب مرنا کیسا۔ جس قدر ممکن ہو روپیہ مہیا کرو۔ اگر ایک غلط کار وحشی اور وینس کی رہنے والی ایک لڑکی باہمی وعدے کریں تو پھر یہ بات میری عقل اور تمام کارکنان جہنم کیلئے زیادہ مشکل نہیں ہے کہ ایک نہ ایک دن تم اس کے مزے لوٹو۔ مگر روپیہ پاس رہے۔ اس ڈوب مرنے کے ارادے پر لعنت بھیجو۔ یہ بالکل بے موقع بات ہوگی۔ اپنے لطف اور مزے کیلئے پھانسی دے لینا زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ بغیر مزے لوٹے ڈوب مرو۔

روڈریگو:۔ اگر آپ اپنے ارادے میں پکے رہے تو پھر میری امیدوں کا دار و مدار آپ ہی پر ہے۔

ایاگو:۔ میری طرف سے اطمینان رکھو۔ مگر روپیہ کہیں سے مہیا کر رکھو۔ میں تم سے بار بار کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس مراکشی سے عداوت ہے۔ اور اس کی وجہ دل سے پیدا ہوئی ہے اور یہی حال تمھارا ہے۔ پس انتقام کیلئے ہم دونوں کو شریک رہنا چاہیئے۔ اگر تم نے اس مراکشی کی بیوی سے آشنائی کرلی تو پھر تم میری مسرت کیلئے ایک بڑے محب اور بڑا پُرلطف تماشا بن جاؤگے۔ زمانہ کے بطن سے واقعات مخفی ہیں۔ اور وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ پس چلو لڑائی پر چلیں۔ مگر روپیہ ضرور مہیا رہے۔ اچھا اب رخصت۔ کل پھر اسی مضمون پر گفتگو ہوگی۔

روڈریگو:۔ کل صبح ملاقات کہاں کروں۔

ایاگو:۔ جہاں میں ٹھیرا ہوں۔

روڈریگو:۔ میں ٹھیک وقت پر تم سے ملوں گا۔

ایاگو:۔ اچھا اب جاؤ خدا کو سونپا۔ تم سے روڈریگو کچھ اور بھی کہنا ہے۔

روڈریگو:۔ اور کیا کہتے ہو۔

ایاگو:۔ ڈوب مرنے کی بات چھوڑدو۔ سمجھے تم؟

روڈریگو:۔ ہاں میرا بھی اب ارادہ بدل گیا ہے۔ اب تو میں جاکر اپنی زمین فروخت کرتا ہوں۔ (چلا جاتا ہے)

ایاگو:۔ دیکھا آپ نے۔ اس طرح روپیہ وصول کرنے کیلئے میں دو سروں کو اُلّو بنایا کرتا ہوں۔ کیونکہ جو علم اور تجربہ میں نے مشکل سے حاصل کیا ہے اسے ایک احمق کو دینے میں وقت کا ضائع کرنا اور اس علم اور تجربہ کی قیمت گھٹانا ہوگا۔ مجھے اس مراکشی سے عداوت ہے گو وہ میری نسبت اچھی رائے رکھتا ہے اس وجہ سے میرا مطلب اور بھی آسانی اور خوبی سے نکلے گا۔ کاسیو پہلا شخص ہے جو میری تختۂ مشق بننا چاہیئے اس کی جگہ حاصل کرنیکے بعد میں اپنی دوگونہ بدمعاشیوں کیلئے اپنی طبیعت کو آمادہ کرونگا۔ مگر بھلا یہ کیونکر؟ ذرا غور کرلینا چاہیئے۔ کچھ دنوں بعد میں اوتھیلو کے کان بھر دونگا کہ کاسیو ڈسڈیمونہ کے ساتھ بہت بے تکلف ہوتا جاتا ہے۔ کاسیو اپنی صورت شکل اور اخلاق کا آدمی ہے کہ کسی شوہر کی بیوی بھی ہو وہ اسے آسانی سے گمراہ کرسکتا ہے اور شوہر کو اس کی طرف سے جلد بدگمانی ہوسکتی ہے۔ کاسیو کی صورت شکل اچھی ہے اور طبیعت بھی ایسی ہے کہ وہ کسی عورت کو آسانی سے بدراہ کرسکتا ہے۔ مراکشی طبیعت کا صاف آدمی ہے۔ جو دوسروں کی نسبت خیال کرتا ہے کہ وہ حقیقت میں بھی ایماندار ہیں گو وہ اُن کی دیانتداری محض ظاہر ہی میں ہو۔ اور یہ مراکشی ایسا سیدھا ہے کہ جیسے گدھے کی ناک میں نکیل ڈال کر جہاں لیجانا چاہو وہاں آسانی سے لیجایا جاسکتا ہے۔ بس جو کچھ سوچنا تھا وہ سوچ لیا ہے۔ اب دوزخ اور اندھیری رات اس عجیب جنین کو دنیا کی روشنی میں لے آئیگی۔ (چلا جاتا ہے)

جُزوِ ثانی

پہلا منظر

(جزیرہ قبرص کا بندرگاہ اور وہاں ایک کھلی جگہ۔ مونٹانو حاکم قبرص اور دو شریف آتے ہیں)

مونٹانو:۔ کہو کیا راس کے اس گوشہ سے سمندر پر کوئی بادبان آتا دکھائی دیتا ہے؟

پہلا شریف:۔ جی نہیں کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ موج اتنی اونچی اٹھ

رہی ہے کہ سمندر اور آسمان کے نیچے کسی بادبان کا پتہ نہیں۔
مونٹونو:۔ خشکی پر ہوا کا طوفان ایسا سخت ہے کہ شہر پناہ کے کنگورے تک ہلتے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ہوا کا یہی زور سمندر پر بھی ہوا تو کون سا جہاز ہے جو ان پہاڑ جیسی موجوں کے ٹوٹنے سے اپنے توپ بلوط کے مضبوط پہلو سلامت رکھ سکے گا۔ دیکھئے اب کیا خبر سننے میں آتی ہے۔
دوسرا شریف:۔ خبر یہی آئیگی کہ ترکی بیڑا طوفان سے پراگندہ ہوا۔ کیونکہ وہاں نظر آیا تھا جہاں موجوں پر کف اٹھ رہے تھے۔ اور جہاں ہوائے تند کے قہر وعتاب سے موجیں بادلوں سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہوتی تھیں۔ اور شیر کی ایال کی طرح بکھر بکھر کر جلتے برج دب (خرس) پر پانی ڈالتی ہیں۔ اور اسی برج کے دو چمکتے تاروں کی روشنیوں کو جو قطب تارے کے دونوں طرف پاسبانی کرتے ہیں گل کر دیتی ہیں، میں نے کبھی پہلے سمندر کی سطح پر ایسا شدید تلاطم نہ دیکھا تھا۔
مونٹونو:۔ ترکی بیڑے کے جہاز اگر کہیں پناہ کی جگہ یا بند خلیج میں نہیں پہونچے ہیں تو وہ کبھی کے غرق ہوگئے ہوں گے۔ ایسے شدید طوفان میں ان کا سلامت رہنا غیر ممکن ہے۔

(ایک تیسرا شریف آتا ہے)

تیسرا شریف:۔ لوگو خبر آئی ہے کہ لڑائی ختم ہوئی۔ اس خدائی طوفان نے ترکی بیڑے کو ایسا ناکارہ کر دیا کہ ترکوں کو اپنا قصد بدلنا پڑا۔ وینس کا ایک جہاز جب قریب سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ ترکی بیڑے کا بڑا حصہ تباہ حالت میں تھا۔
مونٹونو:۔ کیا یہ خبر واقعی صحیح ہے۔
تیسرا شریف:۔ ویرونیز نامی جہاز ابھی بندرگاہ میں وارد ہوا ہے اور میکائیل کاسیو یعنی اوتھیلو مراکشی کا بہادر نائب ابھی جہاز سے اترا ہے۔ اوتھیلو خود ابھی تک سمندر پر ہے۔ اور قبرس پر حکومت کے پورے اختیارات لیکر آرہا ہے۔
مونٹونو:۔ اوتھیلو کے آنے کی خبر سن کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ واقعی وہ بڑا لائق حاکم ہے۔
تیسرا شریف:۔ کاسیو گو ترکوں کی تباہی پر خوش معلوم ہوتا ہے مگر اس کی نظروں سے فکر و تردد ٹپکتا ہے اور دعائیں مانگ رہا ہے کہ اوتھیلو سمندر پر خیریت سے ہو۔ اور کہتا ہے کہ ہم دونوں کے جہاز سمندر پر ساتھ ساتھ تھے مگر اس سخت طوفان نے ہم دونوں کو جدا کر دیا۔
مونٹونو:۔ آؤ ہم سب بھی خدا سے دعا کریں کہ اوتھیلو سمندر پر صحیح وسلامت رہے۔ میں نے اس کی ماتحتی کی ہے۔ وہ ایک بڑے جنگ آزما کی طرح کار فرمائی کرتا ہے۔ آؤ سمندر کے کنارے چل کھڑے ہوں۔ تاکہ جو جہاز آیا ہے اسے بھی دیکھیں۔ اور اس بہادر اوتھیلو کے انتظار میں اپنی نظر اس طرح جمائیں کہ سمندر اور نیلگوں طبقہ ہوا دونوں مل جل کر ایک غبار سا معلوم دینے لگیں۔
تیسرا شریف:۔ بہتر ہے چلئے۔ کیونکہ ہر لحظہ کسی نہ کسی جہاز کے آنے کی توقع ہے۔

(کاسیو آتا ہے)

کاسیو:۔ اے جنگ آور جزیرہ قبرس کے بہادرو میں آپ کا شکر گذار ہوا۔ کہ آپ نے ہمارے مراکشی سپہ سالار کا آنا اپنے لئے مبارک سمجھا۔ اے خدا عناصر کی ان بے اعتدالیوں میں تو اسے اپنی امان میں رکھ۔ کیونکہ جس وقت میں اس سے علیحدہ ہوا ہوں تو طوفان بہت ہی تیزی پر تھا۔
مونٹونو:۔ اوتھیلو کا جہاز تو مضبوط ہے نا؟
کاسیو:۔ جہاز نہایت مضبوط لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کا ناخدا نہایت ہوشیار اور تجربہ کار آدمی ہے۔ میری امید منقطع نہیں ہوئی ہے۔ ہر حال میں خدا سے اچھی امید رکھتا ہوں۔

(شور ہوتا ہے "ایک بادبان ایک بادبان")

ایک چوتھا شریف آتا ہے

چوتھا شریف:۔ شہر آدمیوں سے خالی ہوگیا ہے۔ سب باہر کی پہاڑیوں پر جہاں سے سمندر خوب نظر آتا ہے کھڑے پکارتے ہیں "دیکھو ایک بادبان ادھر آتے ہوئے دیکھا ہے"
کاسیو:۔ امید کہتی ہے کہ ہو نہ ہو یہ جہاز ہمارے آقا اوتھیلو کا ہے۔

(توپوں کے چھٹنے کی آواز آتی ہے)

دوسرا شریف:۔ قلعے سے سلامی اتاری جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کسی دوست کا ہے۔
کاسیو:۔ اب خدا اچھا ہے تو جلد معلوم ہوگا کہ جہاز سے کون اترا ہے۔
دوسرا شریف:۔ بہتر ہے۔ میں جاکر خبر لاتا ہوں۔

چلا جاتا ہے

مونٹونو:۔ شریف کاسیو یہ تو فرمائیے کہ کیا آپ کے ان سپہ سالار کی شادی ہوچکی ہے؟

کاسیو:۔ نہایت خوش قسمتی سے شادی ہو چکی ہے۔ اور شادی بھی ایک ایسی لڑکی سے ہوئی ہے جو حسن و رعنائی کا خوش ترین نمونہ ہے۔ شاعروں کا قلم اس کی تعریف میں عاجز ہے۔ اور اس کے اوصاف اتنے اعلیٰ اور ارفع ہیں کہ جس قدر حسین مخلوق دنیا میں پیدا ہوئی ہے اس کے مداح بھی اس کے حسن و جمال کی مداحی میں حیران رہ جاتے ہیں۔

(دوسرا شریف آتا ہے)

فرمائیے جہاز سے کون اترا۔

دوسرا شریف:۔ ایک صاحب ایاگو نامی اترے ہیں۔ اور یہ اوتھیلو کے نشان دار ہیں۔

کاسیو:۔ شکر ہے ان کا سفر خیر و سلامتی سے ختم ہوا۔ طوفان اور طوفانی سمندروں اور تیز و تند پر شور ہواؤں، سیاہ چٹانوں اور ریت کے ٹیلوں یا بستے خطرے کے پانی کے اندر چھپے رہتے ہیں ان سب نے خدا کے حکم سے اپنی مضرتوں کو ترک کیا اور اس معصوم جہاز کی راہ میں وہ مزاحم نہ ہوئے۔ اور اپنے مہلک نتیجوں سے اجتناب کر کے انھوں نے اس نیک بخت اور عفت مآب ڈسڈیمونہ کو بہ سلامتی جان کنارے اتار دیا۔

مونٹانو:۔ ڈسڈیمونہ کون ہیں؟

کاسیو:۔ یہ وہی نیک اور حسین خاتون ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا۔ ہمارے سپہ سالار نے اپنے نشان دار ایاگو کی نگرانی میں انھیں روانہ کیا تھا۔ ایاگو کا جہاز ہمارے اندازہ سے ایک ہفتہ پہلے قبرص پہنچا ہے۔ اے خدا تو اوتھیلو کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ اور اپنے فضل و کرم سے اس کے بادبانوں پر ایسا دم کر کہ وہ منزل مقصود کی طرف بڑھے۔ اور اپنے بلند سفینے سے اس خلیج کو عزت بخشے۔ اور یہ عاشق صادق دل دھڑکتے حال میں اپنی ڈسڈیمونہ کو گلے لگائے۔ اور ہماری اس وقت کی بجھی ہوئی طبیعتوں کو اجاگر کر کے ان میں پھر جوش اور حدت پیدا کرے اور سب شاد کام ہوں۔

(ڈسڈیمونہ، ایمیلیا، ایاگو، روڈرِگو اور ملازمین آتے ہیں)

دیکھئے جہاز کی دولت زمین پر اتر پڑی۔ قبرص کے لوگو، تعظیم دو جھک کر آداب بجا لاؤ۔ اس خاتون نیک و حسین کا قدم رنجہ فرمانا ہمارے لئے باعث عزت ہے۔ خدا کی برکتیں ہمیشہ اس پر سایہ کئے رہیں۔

ڈسڈیمونہ:۔ کاسیو! میں تمھاری شکر گذار ہوئی۔ یہ تو کہو میرے آقا کی کیا خبر ہے؟

کاسیو:۔ وہ ابھی تک تشریف نہیں لائے ہیں۔ اور بجز اس کے کہ وہ خیریت سے ہیں اور عنقریب وارد ہونے والے ہیں اور ان کا کچھ حال مجھے نہیں معلوم۔

ڈسڈیمونہ:۔ یہ تو کہیئے کہ آپ کا ان کا ساتھ کیسے چھوٹا۔

(آوازیں آتی ہیں "بادبان بادبان")

کاسیو:۔ سمندر کی سخت موجوں اور ہوا کے زور نے ہمیں جدا کر دیا۔ مگر سنئے تو یہ شور و غل کیسا ہے۔ ضرور کوئی جہاز بندرگاہ میں آیا ہے۔ (توپوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں)

معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ قبرص کی سلامی کے جواب میں جہاز سے توپیں سر ہو رہی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ جہاز کسی دوست کا ہے۔

(ایک شریف سے کہتا ہے) ذرا جا کر خبر تو لائیے۔ (شریف چلا جاتا ہے) ایاگو آپ کا آنا مبارک ہوا۔ اور اے خاتون آپ کا کرم فرمانا بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور کا شرف حضوری ہمیں حاصل ہوا (ایاگو کی بیوی ایمیلیا کی طرف کاسیو جھک کر ایاگو سے کہتا ہے) ایاگو میری تعلیم و تربیت کا تقاضہ ہے کہ میں ایک خاتون کی تعظیم و تکریم اس طرح کروں (یہ کہہ کر ایمیلیا کے لبوں کا بوسہ لیتا ہے)

ایاگو:۔ غنیمت سمجھئے کہ بجائے لبوں کے انھوں نے اپنی زبان پیش نہ کی جس کا تختۂ مشق میں رہتا ہوں۔ اگر کہیں آپ پر زبان چلنے لگتی تو پھر آپ کی ساری حقیقت کھل جاتی۔

ڈسڈیمونہ:۔ وہ بیچاری تو کچھ بولتی ہی نہیں۔

ایاگو:۔ نہیں واللہ ان کی زبان تو قینچی سے بھی تیز چلتی ہے بالخصوص اس وقت جبکہ مجھے نیند آنے لگے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ حضور کے سامنے انھوں نے اپنی زبان دل میں چھپا کر رکھ لی ہے۔ اور اسوقت وہی زبان دل میں جس قدر خیالات آ رہے ہیں ان پہ لعنت ملامت کرنے میں مصروف ہے۔

ایمیلیا:۔ تمھیں تو یہ کہنا زیبا نہیں۔

ایاگو:۔ ہاں ہاں کچھ بولو تو۔ تم تو وہ ہو کہ جب گھر سے باہر آتی ہو تو گیا کوئی نقاش اپنی تصویر میں رنگ بھرتا جیسا کہ تم اپنے چہرے کو رنگتی ہو۔ گھر کے اندر تو تمھاری آواز ایسی گونجتی ہے جیسے گھنٹیاں بجیں۔ اور اگر باورچیخانے میں ہوئیں تو بلیوں کی طرح لڑتی سنائی دیتی ہو۔ جب دوسروں کو آزار پہنچانے پر تلتی ہو تو فرشتوں کی طرح

نیک اور پارسا بن جاتی ہو۔ مگر جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو شیطان سے کم نہیں رہتیں۔ گھر کے کام کاج میں دن بھر کھیل کود میں گنہ رتا ہو رات کو بستر پر البتہ چڑیل بن جاتی ہو۔

وسدیمونہ:۔ ارے عورتوں کے بُرا کہنے والے ذرا تو جی میں شرما۔

ایاگو:۔ نہیں واللہ جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ اگر سچ نہ ہو تو کافر۔ جب صبح بیدار ہوتی ہیں تو کھیلنے کودنے کیلئے۔ مگر جب سونے لگتی ہیں تو کام کی سوجھتی ہے۔

امیلیا:۔ آپ کو میری تعریف میں شاعری کرنی تو ہے نہیں۔

ایاگو:۔ درست ہے۔ مطلق نہیں۔

وسدیمونہ:۔ ایاگو اگر تمھیں میری تعریف لکھنی پڑے تو خدا جانے کیا لکھو۔

ایاگو:۔ حضور یہ کام مجھ سے نہ لیں۔ کیونکہ اگر میرے شعر میں اعتراض اور عیب چینی نہ ہو تو پھر وہ کچھ نہیں۔

وسدیمونہ:۔ نہیں کچھ کہنے کی کوشش تو کرو۔ کیا کوئی بندرگاہ کی طرف گیا ہے؟

ایاگو:۔ ہاں حضور گیا ہے۔

وسدیمونہ:۔ اس وقت میرا جی اُداس ہے۔ اس اُداسی کو دور کرنے کیلئے باتوں سے ذرا جی بہلا رہی ہوں۔ ہاں ایاگو تم میری تعریف میں کیا شعر لکھو گے؟

ایاگو:۔ میں بھی اسی فکر میں ہوں مگر میرے شاعرانہ خیالات میرے دماغ سے اس طرح چھوٹتے ہیں جیسے لاسے سے چپکا ہوا کپڑا اچھڑایا جائے۔ اور اس کے ساتھ دماغ کے ٹکڑے بھی لگے رہیں میرا کمال شاعری اس وقت دردِ زہ میں ہے۔ اور جو کچھ اس سے پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت گورے رنگ کے ساتھ عقل بھی رکھتی ہے تو گورا رنگ استعمال کیلئے ہوتا اور عقل اس کا استعمال بتانے کیلئے ہوتی ہے۔

وسدیمونہ:۔ تعریف تو معقول کی۔ لیکن اگر کالی ہوئی اور ہوشیار بھی تو؟

ایاگو:۔ اگر وہ کالی ہے اور ہوشیار بھی ہے تو پھر اسکو کوئی گورا عاشق مل جائیگا جو اس کی کلونس کو پسند کریگا۔

وسدیمونہ:۔ واہ وا تم تو بد سے بدتر ہو چلے۔

امیلیا:۔ اگر گورے رنگ کے ساتھ بیوقوف بھی ہوئی؟

ایاگو:۔ گوری کبھی بیوقوف نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس کا گورا پن اسے ایک بچے کی ماں بنا سکتا ہے۔

وسدیمونہ:۔ یہ باتیں تو ایسی حماقت کی ہیں جن پر شراب خانوں میں شرابی بیٹھے سُن سُن کر ہنسا کرتے ہیں۔ اب یہ کہو کہ جو غریب بدصورت بھی ہو اور بیوقوف بھی اس کی تعریف تم کس طرح کروگے۔

ایاگو:۔ کوئی بدصورت اور بیوقوف ایسی نہیں ہے جو خوبصورت اور عقلمند کی طرح بُری حرکتیں نہ کرتی ہو۔

وسدیمونہ:۔ ارے خدا اس حماقت اور لاعلمی کی کوئی حد بھی ہے۔ بُروں کی تعریف بھلوں سے زیادہ کرتے ہو۔ لیکن اگر واقعی کوئی عورت لائق ہو تو اس کی تعریف میں تم کیا کہو گے۔ یعنی ایسی عورت جو اپنی خوبیوں اور نیکیوں کی وجہ سے حسد اور کینے کی بُری زبان کو بھی اپنے اوصافِ حمیدہ پر گواہ کرے۔

ایاگو:۔ وہ عورت جو حُسن رکھتی ہے مگر مغرور نہیں، زبان رکھتی ہو کہ جب چاہے اس سے کام لے مگر قینچی چلاتی نہیں جس کے پاس دولت کی کمی نہیں مگر بنتی سنورتی نہیں۔ خواہشیں رکھتی ہے مگر جب تک موقع نہ ملے انھیں پورا کرنے سے پرہیز کرتی ہے۔ جو باوجود غصہ رکھنے کے اور انتقام کا موقع حاصل ہونے کے بھی انتقام نہیں لیتی۔ اور غصے کو دل سے دور رکھتی ہے۔ جس میں اتنی عقل ہوتی ہے کہ مچھلی کے سر کی جگہ اس کی دم کو قبول نہ کرے تو پھر ایسی عورت وہ مخلوق ہے جسے خالق نے کبھی مخلوق کیا تھا۔

وسدیمونہ:۔ واہ بات پوری نہ کی۔ یہ نہ کہا کہ ایسی عورت پھر کیا کریگی۔

ایاگو:۔ یہی کریگی کہ چند احمقوں کی پرورش میں مصروف ہوگی اور گھر کا حساب کوڑی کوڑی کا رکھے گی۔

وسدیمونہ:۔ واہ کیا نامعقول نتیجہ نکالا ہے۔ امیلیا گو یہ تمھارے شوہر ہیں مگر تم ان سے کبھی کوئی بات نہ سیکھنا۔ صلاح مشورہ دینے میں یہ بڑے ہی مُنہ پھٹ اور بگڑے ہوئے اخلاق کے آدمی ہیں۔

کاسیو:۔ حضور ایاگو جو کچھ کہتا ہے بات سچے کی ہوتی ہے۔ اگر اسے اجڈ سپاہی سمجھ کر اس کی باتیں سُنئے گا تو لطف آئیگا۔ لیکن کسی پڑھے لکھے شائستہ آدمی کی طرح اسے بات کرنی نہیں آتی۔

ایاگو:۔ (علیحدہ کہتا ہے) اچھا کاسیو یہ ہمت۔ وسدیمونہ کا ہاتھ تو پکڑا ہی تھا اب اس سے کانا پھوسی بھی کرنے لگے۔ یہ جال بہت چھوٹا ہے۔ مگر تجھ جیسی زبردست مکھی کو اس میں نہ پھانسا ہو تو بات نہیں

ہاں ہاں اس کی صورت دیکھکر خوب مسکراؤ ۔ تبسم جاری رہے ۔ دیکھنا پس بھی تمھاری ان اداؤں کو کیسا زنجیروں میں کستا ہوں ۔ جو ادائیں اس وقت دکھا رہے ہو سب ٹھیک ہیں ۔ اگر یہی باتیں تمھیں تمھاری نیابت سے محروم نہ کردیں تو پھر میرا نام ایاگو نہیں ۔ اچھا اب ان کی طرف گھور گھور کر اپنی انگلیاں بھی چومنے لگے ۔ واہ کیا خوب حرکتیں ہیں ۔ ان ہی حرکتوں سے آپ اپنے آقا کی بیوی کے عاشق بننا چاہتے ہیں اچھا ۔ ہاں ہاں ۔ اب ان کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھ بھی چومنے لگے ۔ واہ کیا خوب ادب اور تعظیم ہے ۔ واقعی ادب و تعظیم اسی کا نام ہے ۔ اچھا پھر اس کی طرف دیکھکر اپنا ہاتھ ہونٹوں تک لانا شروع کیا ۔ دیکھ لینا یہی ہاتھ کی انگلیاں گندگی کی وہ چیزیں ہو جائیں گی کہ کوئی انھیں منہ تک نہ لائے گا ۔ اس وقت جتنی حرکتیں کر رہے ہو سب درست ہیں ۔

(قرنا کی آواز آتی ہے)

اچھا مراکشی آن پہونچا ۔ اس کے قرنا کی آوازیں پہچانتا ہوں ۔

کاسیو :۔ ہاں واقعی آقا تشریف لا رہے ہیں ۔

وسدیمونہ :۔ آؤ استقبال کیلئے آگے چلیں ۔

کاسیو :۔ لیجئے وہ سامنے ہی تشریف لے آئے ۔

(اوتھیلو اور ملازم آتے ہیں)

اوتھیلو :۔ اے میری حسین لڑنے والی تم خیریت سے پہنچ گئیں ۔

وسدیمونہ :۔ پیارے اوتھیلو ۔

اوتھیلو :۔ یہ دیکھکر بے انتہا مسرت ہوئی کہ تم مجھ سے پہلے یہاں آگئیں ۔ وسدیمونہ ، میری روحانی مسرت ! کاش ہر طوفان و تلاطم کے بعد ایسا ہی سکون اور امن نصیب ہوا کرے ۔ پھر ہوائیں چاہے ایسے زور شور سے چلیں کہ موت بھی ان کے شور سے سوتے سوتے چونک پڑے اور زندگی کا یہ جہاز موجوں کے پہاڑوں پر اتنا اونچا چڑھے کہ اس کی بلندی کوہ اولمپس کے برابر ہو ۔ پھر زندگی کا یہ جہاز اس بلندی سے اتنا نشیب میں اترے جتنا کہ عرش سے طبقۂ جہنم نشیب میں ہے ۔ اے کاش اس وقت موت آجاتی تو بعید موجب شادمانی ہوتی ۔ کیونکہ اس وقت میری روح کو وہ خوشی اور اطمینان نصیب ہے کہ ایسی خوشی اور ایسا اطمینان شاید ہی تقدیر آئندہ دکھلائے ۔

وسدیمونہ :۔ خدا نہ کرے موت کا کیا ذکر کرنے لگے ۔ خدا سے یہی امید ہے کہ جوں جوں ہماری عمر دراز ہوگی ہماری محبت اور ہمارا عیش و آرام ترقی کرتا جائیگا ۔

اوتھیلو :۔ خدا ایسا ہی کرے ۔ اے مہربان خدا جو اطمینان قلب اس وقت مجھے نصیب ہے اسے میں کافی طور پر بیان نہیں کرسکتا ۔ (دل پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے) بس اب یہ کچھ آگے نہیں کہنے دیتا ۔ اور اب سوائے ان بوسوں کے (وسدیمونہ کا بوسہ لیتا ہے) اور کوئی چیز ہمارے عشق و محبت میں پیش دستی نہ کرے ۔

ایاگو :۔ (علیحدہ کہتا ہے) اس وقت تو اس ساز خوش آہنگ کے تار خوب کچھے اور سریلے ہیں ۔ لیکن جب میں کھونٹیوں کو مروڑ دونگا تو پھر ان سے وہی بے سُری آوازیں پیدا ہونگی جیسے کہ میں بے سُرا ہوں ۔

اوتھیلو :۔ آؤ وسدیمونہ قصر کو چلیں ۔ دوستو ۔ تمھیں ایک خوشخبری سناتا ہوں اب لڑائی نہ ہوگی ۔ ترک سب ڈوب کر غارت ہو چکے ہیں ۔ میرے پرانے دوست حاکم قبرس مزاج بخیر ۔ وسدیمونا تجھے اپنے ان پرانے دوستوں کی صحبت میں ہمیشہ مسرت حاصل ہوئی ہے تمھاری بھی یہ لوگ بڑی قدر کریں گے ۔ اے میری آرام جان : وسدیمونہ میں اس وقت خلاف عادت بڑی بے تکلفی سے باتیں کر رہا ہوں ۔ اور اپنے عیش و اطمینان کی کیفیت بڑے ذوق و شوق سے زبان پر لا رہا ہوں ۔ ہاں ایاگو ذرا تکلیف کر کے خلیج تک جاؤ اور میرا سامان وہاں سے اتروالاؤ ۔ اور جہاز کے ناخدا کو بھی قلعہ میں اپنے ساتھ لیتے آنا ۔ یہ بڑا ہی اچھا آدمی ہے اور ایسی خوبیوں کا آدمی ہے کہ خواہ مخواہ اس کی عزت کرنے کو دل چاہتا ہے ۔ آؤ وسدیمونا ساتھ چلو ۔ ایک مرتبہ اور قبرس میں پہنچنے کی تمھیں مبارکباد دیتا ہوں ۔

(وسدیمونا ، اوتھیلو اور ملازمین چلے جاتے ہیں)

ایاگو :۔ رو ڈریگو تم مجھ سے بندرگاہ میں ابھی ملنا ۔ تم تو بڑی ہمت کے آدمی ہو ۔ ذرا ادھر آؤ ۔ بڑوں کا قول ہے کہ جب کسی کمینے کو عشق ہوتا ہے تو اس کی فطرت میں وہ بات آجاتی ہے جو پہلے اس میں نہ تھی ۔ میری ایک بات سنو ۔ یہ کاسیو نائب آج رات کو وہاں پہرا دیگا ۔ جہاں سپاہ محافظ کے جوان رہتے ہیں ۔ اچھا ۔ پہلی بات جو تم سے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ وسدیمونہ کو کاسیو سے عشق ہوگیا ہے ۔

رو ڈریگو :۔ یہ کیونکر ؟ یہ بات قطعی ناممکن ہے ۔

ایاگو :۔ اپنے لبوں پر اس طرح انگلی رکھو اور دل کو یقین دلاؤ کہ شروع میں اوتھیلو کی زبان سے جھوٹے اناپ شناپ قصے

سُن کر زور شور سے عشق پیدا ہوا تھا۔ اب بھی اوتھیلو وہی جھوٹے سچے قصے سنا کر اسے اپنی طرف مائل رکھنا چاہتا ہے۔ تو کیا اب بھی وہی نامعقول داستانیں سُن کر وہ اس پر عاشق رہے گی۔ ہرگز یقین نہ رکھنا۔ نظر کو خوش رکھنے کیلئے کچھ نہ کچھ تو ضرور چاہئے تو پھر اس سیاہ رو خبیث کے دیکھنے میں اُسے کیا لطف آئیگا۔ جب کھیل کود ختم ہو جاتا ہے تو خون ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ پھر خواہش جوش پیدا کر کے نئی اشتہا پیدا کرتی ہے۔ صورت کا اچھا ہونا، عمروں میں زیادہ فرق کا ہونا، غرض وہ تمام خوبیاں جو مراکشی میں ہیں ان سب سے وسدیمونا کی نازک طبیعت بے لطف ہونے لگے گی۔ بے لطف ہی نہیں بلکہ اس منحوس مراکشی کی صحبت میں اسے اُبکائیاں آنے لگیں گی۔ اور پھر اکی فطرت اس حال میں اس سے کہے گی کہ کسی اور کو تلاش کر۔ اچھا یہاں تک تو تم میری بات مانتے ہو تو پھر سمجھ لو کہ کاسیو سے بہتر آدمی اس کی نگاہ میں دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ وہ پکا شیطان اور بڑا لفاظ ہے۔ جس کے دل میں ایمان اتنا بھی نہیں ہے کہ اکی خواہشیں پوری ہونے سے اُسے روکے۔ اور روک کر اسے اپنا ظاہر شریفوں کا سا نہ بنانے دے۔ یہ کاسیو بڑا ہی ہوشیار اور چوکنا بدمعاش ہے جیسا موقع دیکھے گا ویسا ہی بن جائیگا۔ اور اگر کوئی موقع بھی ملا تو وہ بہتر سے بہتر موقع اپنے مطلب کیلئے خود پیدا کرے گا۔ علاوہ اس کے اس خبیث کاسیو کی صورت بھی اچھی ہے، جوان ہے۔ اور وہ تمام باتیں اس میں موجود ہیں جنکی تلاش ایک کچی عقل والی کو اپنے ارمان پورے کرنے کیلئے رہا کرتی ہے۔ یہ پکا شیطان ہے اور اب ایک عورت اس کے ہاتھ لگ گئی ہے۔

روڈریگو:۔ میں وسدیمونا کی نسبت ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ وہ بہت نیک اور پارسا عورت ہے۔

ایاگو:۔ نیک اور پارسا ہونیکی بھی خوب کہی۔ اجی بالکل معمولی عورت ہے جو شراب سب پیتے ہیں وہی وہ بھی پیتی ہے۔ اور جو باتیں اوروں کی طبیعت میں پیدا ہوتی ہیں وہی اس میں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ جب کاسیو نے اس کا ہاتھ پکڑا تو کس پیار اور اخلاص سے اس کے ہاتھ سے کھیلنے لگ گئی تھی۔ کیا تم نے اتنا بھی نہیں دیکھا۔

روڈریگو:۔ ہاں دیکھا تو تھا۔ لیکن وہ تو محض اخلاق اور آداب کی ایک بات تھی۔

ایاگو:۔ اخلاق اور آداب کچھ نہ تھا محض بدمعاشی اور اوباشی تھی اور ناپاک خیالات کی پوشیدہ تمہید یا مخفی دیباچہ تھا۔ دونوں کے لب اتنے قریب آ گئے تھے کہ ایک کا سانس دوسرے کو محسوس ہونے لگا تھا۔ حد درجہ کے پلید خیالات دونوں کے دلوں میں تھے۔ روڈریگو جب آپس میں اس طرح کی بے تکلفی و لیل راہ ہے تو صریحاً یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ اس کے بعد کسی سخت گناہ کا بھی ارتکاب ہونیوالا ہو۔ پس تم احمق نہ بنو۔ جو کچھ میں کہوں وہی کرو۔ میں تمھیں وینس سے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ آج رات کو جو جو میں کہوں تم دیکھتے رہنا۔ کاسیو سے تم واقف نہیں ہو۔ میں تم سے دور نہیں رہوں گا۔ تم کوئی بات ایسی کرنا کہ کاسیو کو تم پر غصہ آ جائے یا تو غصے کی آواز میں باتیں کرنے لگنا یا کوئی بات ایسی کہنا جس سے کاسیو کی کارگذاری یا کارفرمائی پر حرف آتا ہو۔ یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات جو وقت پر سوجھے کرنا۔ کاسیو کو غصہ جلد آ جاتا ہے۔ اسی غصہ دلانا اور پھر میں اسی سیدھی سادی بات سے قبرس میں غدر ڈلوا دوں گا اور کاسیو کا غصہ اس وقت تک ٹھنڈا نہ ہوگا جب تک اس قصور میں اپنی ملازمت سے برطرف ہونیکا حکم نہ سُن لیگا۔ پھر تمھیں اپنی منزل مقصود پر پہونچنے کیلئے پاس کا راستہ مل جائیگا۔ اور اس کیلئے میں اور ترکیبیں بھی نکالوں گا۔ اور جو رکاوٹیں اس راہ میں حائل ہونگی ان کو اس طرح دور کر دوں گا کہ تمھارا ہی فائدہ نکلے۔ بغیر ان باتوں کے اس کام میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

روڈریگو:۔ اگر موقع مناسب ملا تو جیسا آپ نے فرمایا ہے وہی کروں گا۔

ایاگو:۔ قلعے میں ضرور ملنا۔ میں اوتھیلو کا سامان ساحل سے لا کر اسے دیتا ہوں۔ اچھا روڈریگو خدا حافظ۔

(چلا جاتا ہے)

مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ کاسیو کو وسدیمونہ سے عشق ہو گیا ہے۔ اور وسدیمونہ بھی کاسیو کو چاہنے لگی ہے۔ غالبؔ واقعہ یہی ہے اور ایسا یقین کرنا بالکل درست ہے گو مراکشی کو میں اپنی ذاتی عداوت کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتا لیکن یہ جو کچھ بھی ہو اس کی فطرت وسدیمونہ کے عشق و محبت سے لبریز ہے۔ اوتھیلو کی محبت شریفانہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وسدیمونہ کا وہ نہایت وفادار شوہر ثابت ہوگا۔ یوں تو مجھے بھی وسدیمونا سے

محبّت ہے جس میں کوئی ناپاک خیال شامل نہیں ہے۔ گو یہ سچ ہے کہ ایسے گناہ سے کہیں بڑھکر گناہ میں کرچکا ہوں مگر میری ان حرکتوں میں کوئی خیال انتقام کشی کا نہیں ہے۔ گو اس نفس پرست اوتھیلو نے میری بیوی کی نظروں میں میری جگہ لے رکھی ہے اور یہ خیال ایک سمّ قاتل کی طرح میرے کلیجے کو چبائے ڈالتا ہے اور اس وقت تک مجھے صبر نہ آئیگا جب تک کہ اس کا اور میرا حساب برابر نہ ہوے گا۔ یعنی جورو کے بدلے جورو کا مضمون نہ ہوجائیگا اس وقت تک میں آرام سے نہ بیٹھوں گا۔ اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر میں اس مراکشی کی طبیعت میں وہ رشک و حسد پیدا کروں گا جسے عقل و دانائی بھی دُور نہ کرسکے گی۔ اب مجھے دو باتیں کرنی ہیں۔ اول تو یہ کہ وینس کے اس ذلیل کتّے کے گلے میں جو وسدیمونہ کے شکار میں بہت تیزی دکھا رہا ہے ایک بوجھ ایسا باندھ دوں کہ وہ تیز نہ دوڑ سکے۔ دوسرے اسے اس بات پر آمادہ کروں کہ وہ کاسیو سے کسی طرح لڑ پڑے۔ اور مراکشی کی نگاہوں میں کاسیو ایک نہایت مکروہ جرم کا تقصیر وار ٹھیرے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کاسیو بھی میری بیوی سے ملوث ہوچکا ہے اور یہ سب کام میں اس طرح انجام دوں گا کہ مراکشی میرا شکرگذار رہے گا۔ میرا احسان مان کر مجھے انعام کا مستحق سمجھے گا۔ پھر میں اسے اچھی طرح گدھا بنا کر اس کے اطمینان اور سکونِ قلب میں خلل ڈالونگا بلکہ اسے پورا پاگل بنا دوں گا۔ بدمعاشی اور بدطینتی کا چہرہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتا جب تک یہ چیزیں اپنا عمل نہ شروع کریں۔

دوسرا منظر

قبرس کی ایک گلی!

ایک منادی آتا ہے اور منادی کرتا ہے۔ بہت سے آدمی اس کے پیچھے ہیں!

منادی:۔ ہمارے سپہ سالار کے پاس ابھی خبر آئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک کی بیڑا غارت ہوا۔ اور اس خوشی میں حکم دیا گیا ہے کہ قبرس کے سب رہنے والے خوشی منائیں۔ کوئی ناچے، کوئی اونچے مقامات پر آگ روشن کرے۔ جسے جو کھیل تماشے مرغوب ہوں ان سے لطف اندوز ہو۔ کیونکہ علاوہ اس خوشخبری کے یہ جشن سپہ سالار کی شادی کی وجہ سے بھی منایا جاتا ہے۔ پانچ بجے سے گیارہ بجے تک جس طرح چاہیں ضیافت کے جلسے کریں۔ خدا ہمارے اس جزیرے اور ہمارے سپہ سالار کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔

تیسرا منظر

قصر میں ایک بڑا کمرہ

اوتھیلو، وسدیمونہ، کاسیو اور ملازم آتے ہیں

اوتھیلو:۔ کاسیو! آج شب کو تم سپاہ محافظ کی نگرانی پر رہنا۔ موقع خوشی کا ہے۔ لوگوں میں کسی قسم کی بدتمیزی یا ہنگامہ نہ ہونے پائے۔

کاسیو:۔ حضور نے ایاگو کو بھی تو یہی ہدایت کی ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں خود حاضر رہکر تعمیل ارشاد کروں گا۔ اور خیال رکھوں گا کہ اس جشنِ تہنیت میں کوئی بے اعتدالی نہ ہو۔

اوتھیلو:۔ ایاگو بڑے بھروسے کا آدمی ہے۔ اچھا کاسیو! شب بخیر۔ کل صبح ہوتے ہی تم مجھ سے ملنا۔ مجھے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

(وسدیمونہ سے کہتا ہے)

آؤ پیاری ساتھ چلیں۔ اچھا سب کو سلام۔

(اوتھیلو، وسدیمونہ اور ملازمین چلے جاتے ہیں)

(ایاگو آتا ہے)

کاسیو:۔ ایاگو آؤ جشن میں لوگوں کی نگرانی کیلئے چلنا ہے۔

ایاگو:۔ ابھی سے جانیکی ضرورت نہیں۔ ابھی تو دس بھی نہیں بجے ہیں۔ ہمارے سالار نے وسدیمونہ کی محبّت کی وجہ سے ہمیں جلد رخصت کردیا۔

کاسیو:۔ وسدیمونہ تو نہایت ہی حسین اور لائق خاتون ہیں۔

ایاگو:۔ اور میں کہتا ہوں کہ طبیعت میں شوخی اور ظرافت بھی بہت ہے۔

کاسیو:۔ ترو تازگی اور نزاکت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

ایاگو:۔ نظر میں وہ شوخی اور فتنہ زائی ہے کہ دیکھتے ہی دنیا بھر کی لذتوں کی طرف طبیعت مائل ہوجاتی ہے۔

کاسیو:۔ نظر دلفریب ہے مگر شرم و حیا کے ساتھ۔

ایاگو:۔ جب بات کرتی ہے تو عشق و محبّت کے بیدار کرنیکا جرس بن جاتی ہے۔

کاسیو:۔ تمام خوبیوں میں کامل ہے۔

ایاگو:۔ آؤ کاسیو ہمارے ہاں ایک پورا پیمانہ شراب کا بھرا رکھا ہے اور قبرس کے چند جوان بھی موجود ہیں جو سیاہ فام اوتھیلو کا

جام صحت پینے کو تیار ہیں۔

کاسیو:۔ ایاگو مجھے تو شراب سے معاف رکھو۔ مے کشی میں میرا دماغ بڑے پینے والوں کی سی طاقت نہیں رکھتا۔ میں تو سوچا کرتا ہوں کہ جشن اور تہنیت کے موقعوں پر شراب کو چھوڑ کر کوئی اور ذریعہ خوش رہنے کا پیدا ہو جاتا تو بہت اچھا ہوتا۔

ایاگو:۔ یہ قبرسی جوان تو اپنے ہی دوست ہیں اور شراب کا ایک پیالا تو میں تمہارے حصے کا ضرور پیوں گا۔

کاسیو:۔ آج ہی شب کو ایک پیالا شراب کا بہت سا پانی ملا کر پی چکا ہوں۔ اور دیکھئے (سر پکڑ کر کہتا ہے) اس نے میرا کیا درجہ کیا ہے۔ اسے میری بدنصیبی سمجھئے کہ میں شراب زیادہ نہیں پی سکتا اور اب آپ زیادہ پینے پر مجھے مجبور نہ کریں۔

ایاگو:۔ واہ واہ آج تو خوشی کی رات ہے اور قبرسی جوان بھی پینے کیلئے ہمارے مہمان ہیں۔

کاسیو:۔ وہ کہاں ہیں؟

ایاگو:۔ دروازے کے پاس ہیں۔ آپ انھیں آواز دے لیں۔

کاسیو:۔ آواز تو میں انھیں دے لوں گا مگر شراب پینی میں اس وقت نہیں چاہتا۔

ایاگو:۔ (علیحدہ کہتا ہے) کاش ایک جام اسے اور پلا دیتا تو پھر جو شراب وہ پہلے سے پی چکا ہے وہ اور یہ جام دونوں مل کر اسے لڑنے جھگڑنے پر ایسا ہی آمادہ کر دیں گے جیسے کہ میری جوان جورو کا کتا بات بات پر لڑنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اچھا اب وہ عاشق زار اُو رودرگو کہاں ہے۔ اسے تو عشق نے بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اور آج تو ڈسڈیمونہ کا نام لے لے کر خوب چڑھا رہا ہے تلچھٹ تک نہیں چھوڑتا۔ قبرس کے تین جوانوں کو جو بڑے شریف اور جوشیلے آدمی ہیں اور عزت رکھنے کی وجہ سے ذرا کچھے کچھے رہتے ہیں وہ سب اس لڑاکا جزیرے کے بڑے آدمی ہیں۔ آج میں نے خوب پیالے بھر بھر کر انھیں شراب پلائی ہے تاکہ ان کا غصہ اور تیز ہو جائے۔ اور پھر یہ قبرسی جوان بھی آج نگرانی میں شریک ہیں۔ اچھا اب شرابیوں کے اس غول میں میں چاہتا ہوں کہ ہمارا کاسیو کسی سے ایسا لڑ پڑے کہ سارا جزیرہ اس سے ناراض ہو جائے۔ لو وہ سب آرہے ہیں اور جس نتیجے کی مجھے توقع تھی وہی نتیجہ پیدا ہوتا نظر آرہا ہے۔ اگر سب چیزیں اسی طرح موافق پیش آتی رہیں تو پھر میں اپنے منصوبے میں پورے طور پر کامیاب ہو جاؤں گا۔

(کاسیو اور کاسیو کے ہمراہ مانٹونو اور چند شریف
کچھ نوکر شراب لئے آتے ہیں)

کاسیو:۔ واللہ ان سب نے مجھے پہلے ہی سے بہت سی شراب پلا رکھی ہے۔

مونٹونو:۔ واہ بالکل ذرا سی پی ہے۔ پورا ایک جام بھی نہیں پیا ہے۔

ایاگو:۔ تھوڑی سی ادھر بھی دینا۔ (گاتا ہے)

شیشے سے شیشہ چھنکے خوب چھنکے
شیشے سے شیشہ چھنکانے دو
حقیقت میں سپاہی صرف آدمی ہوا کرتا ہے
عمر تھوڑی ہوتی ہے تو پھر کیوں نہ شراب پیو
نوکرو، کچھ شراب ادھر بھی دو۔

کاسیو:۔ واللہ ایاگو گیت تو تمھارا بہت ہی پُر لطف ہے۔

ایاگو:۔ یہ گیت تو میں نے انگلستان میں سیکھا تھا۔ وہاں کے پینے والے تو حقیقت میں بڑے پینے والے ہیں۔ اور پینے میں آپ کے ڈین، آپ کے المانی اور آپ کے بڑے پیو ولندیزی بھی انگلستان والوں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ پیو پیو۔ خوب پیو۔ انگلستان کے شرابی کو کوئی کیا پہونچے گا۔

کاسیو:۔ کیا تمھارے انگلستان والے شراب پینے میں بہت بڑھے ہوئے ہیں؟

ایاگو:۔ ڈین کے مقابلے میں انگریز آسانی سے مے نوشی کر سکتا ہے مگر اس میں ڈین جتنی پیے گا معلوم نہ ہوگا کہ اس نے کچھ پی ہے المانی کے ساتھ بھی انگریز کو شراب پینے میں کچھ قباحت نہیں ہوتی اور ڈچ مین اگر ساتھ بیٹھ کر پیئے تو پہلی ہی بوتل ختم ہونے پر قے کرنے لگتا ہے۔

کاسیو:۔ یہ جام شراب اپنے سالار کی صحت کا پیتا ہوں۔

مونٹونو:۔ کاسیو میں بھی اس میں شریک ہوں۔

ایاگو:۔ ارے واہ رے پیارے انگلستان (گاتا ہے)

بادشاہ اسٹیفن بڑا اچھا آدمی تھا
اس کی پتلون کی قیمت ایک اشرفی تھی۔
مگر درزی نے چھ پنس قیمت زیادہ لے لی۔
بادشاہ نے درزی کو بلا کر ڈانٹا [illegible] ہیں
اور تم گھٹیا آدمی ہو۔ مگر یہی غرور ملک کو جا [illegible]

کرتا ہے۔ بس وہ پُرانا کوٹ اٹھا۔ گلے میں ڈال

چلتا بنا۔ نوکر و شراب دو۔

کاسیو:۔ یہ گیت تو پہلے گیت سے بھی اچھا ہے۔

ایاگو:۔ کیا پھر سناؤں؟

کاسیو:۔ میں تو سالار فوج کے جام صحت پینے کے وقت ایسے گیت گانے اس کی شان کے خلاف سمجھتا ہوں۔ خیر خدا سب کے اوپر ہے بہت سی روحیں ایسی ہیں جن کی نجات ہوگی اور بہت سی ایسی ہیں جن کی نجات نہ ہوگی۔

ایاگو:۔ کاسیو آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل بجا و درست ہے۔

کاسیو:۔ مگر میں یہ کہے دیتا ہوں کہ میری طرف سے اس میں اوتھیلو کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور بڑے آدمی سے میرا مطلب ہے۔ مگر مجھے اپنی نجات کا تو پورا یقین ہے

ایاگو:۔ مجھے بھی یہی امید ہے۔

کاسیو:۔ مگر اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ آپکی نجات سے میری نجات پہلے ہوگی۔ مگر اب ان باتوں کو چھوڑیئے۔ نگرانی کا جو حکم ملا ہے اب اس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ شریفو ہمارے یہ قصور معاف کرنا۔ اس وقت شراب زیادہ پی لی ہے۔ یہ میرا شانہ ایاگو ہے۔ یہ میرا سیدھا ہاتھ ہے اور یہ الٹا۔ نشہ مجھے بالکل نہیں ہے۔ میں سیدھا کھڑا ہو سکتا ہوں اور بات بھی ٹھیک کر سکتا ہوں۔

سب کہتے ہیں:۔ ہاں ہاں سیدھے کھڑے بھی ہو سکتے ہو اور بات بھی ٹھیک کر سکتے ہو۔

کاسیو:۔ اچھا تو پھر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں شراب پیئے ہوں۔ (چلا جاتا ہے)

مونٹونو:۔ صاحبو بڑے چبوترے پر پہنچ کر نگرانی شروع کر لی جائے۔

ایاگو:۔ مونٹونو آپ نے کاسیو کو دیکھا۔ حقیقت میں یہ ایسا سپاہی ہے کہ سیزر کے لشکر میں اسے جگہ مل سکتی تھی۔ عیب اگر ہے تو شراب خواری ہے۔ مگر اس عیب کے سوا خوبیاں بھی بہت سی موجود ہیں۔ اور عیب اور خوبیاں ایسی ہی برابر رہتی ہیں جیسے کہ [illegible] لیل و نہار برابر ہوتے ہیں۔ اگر برائیاں بڑے ور [illegible] بھلائیاں ان سے کم درجے کی نہیں۔

اس کی یہ حالت قابل افسوس ہے اور اوتھیلو اس پر اتنا بھروسہ کرتا ہے کہ ڈر سی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کہیں کسی دن نشے کی حالت میں اس کُل جزیرے کو وہ زیر و زبر نہ کر دے۔

مونٹونو:۔ کیا نشے میں اس کی یہ حالت بھی ہو جاتی ہے۔

ایاگو:۔ اگر معدے میں شراب نہ ہو یا شراب اس کا پنگورہ ہلا کر اسے لوریاں نہ دے تو پھر چوبیس گھنٹے اسے جاگتے گذر جائیں گے۔

مونٹونو:۔ بہتر ہو کہ اس حال سے اوتھیلو کو آگاہ کر دیا جائے ممکن ہے کہ کاسیو کے اس حال کی اسے خبر نہ ہو۔ کیونکہ اوتھیلو کی طبیعت نہایت نیک اور شریف ہے۔ کاسیو کی خوبیوں کو وہ بہت پسند کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے عیوب سے وہ واقف نہ ہو۔ کیا یہ بات جو کہہ رہا ہوں صحیح نہیں ہے۔

(روڈریگو آتا ہے)

ایاگو:۔ (روڈریگو سے علیحدہ کہتا ہے) کیوں روڈریگو کیسے ہو۔ نگرانی کرنے کاسیو کے پیچھے پیچھے تم بھی جاؤ۔

(روڈریگو چلا جاتا ہے)

مونٹونو:۔ یہ تو نہایت قابل افسوس بات ہے کہ اوتھیلو ایک ایسے نائب کو ملازمت میں رکھے جسے شراب خواری کی عادت ہو۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بات کو اُسے جتا دیں۔

ایاگو:۔ اگر آپ مجھے یہ کل جزیرہ بھی تفویض فرمائیں تو بھی مجھ میں اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ میں ایسی کوئی بات اپنے سپہ سالار کے سامنے کہوں۔ میری اتنی ہمت نہیں کیونکہ مجھے کاسیو سے بھی بہت محبت ہے۔ مگر ذرا سنئے تو یہ شور کیسا ہے (آوازیں آتی ہیں "ارے بچاؤ کوئی بچاؤ")

(کاسیو آتا ہے۔ آگے آگے روڈریگو ہے اور اس کے پیچھے خود ہے)

کاسیو:۔ ارے بدمعاش۔ ارے شیطان!

مونٹونو:۔ کہو تو کیا بات ہے؟

کاسیو:۔ یہ بدمعاش ہمیں ہمارا کام سکھانا چاہتا ہے۔ میں تو اسے اتنا دھنوں گا کہ پھونس میں لپٹی ہوئی بوتل معلوم ہونے لگے گا۔

روڈریگو:۔ تم کیا دھنو گے۔

کاسیو:۔ بدمعاش۔ زبان چلاتا ہے (کاسیو روڈریگو کو مارتا ہے)

مونٹونو :۔ جانے بھی دیجئے ۔ نائب صاحب جانے دیجئے ۔ (کاسیو کو روکتا ہے) میں کہتا ہوں کہ اپنا ہاتھ روکئے ۔ مہربانی کیجئے ۔
کاسیو :۔ مجھے روکئے نہیں ورنہ میں آپ کا سر توڑ دوں گا ۔
مونٹونو :۔ جانے دو جانے دو ۔ کاسیو اس وقت تم پئے ہوئے ہو ۔
کاسیو :۔ میں اور شراب پئے ہوں ۔

(دونوں لڑتے ہیں)

ایاگو :۔ (روڈریگو سے علیحدہ کہتا ہے) سُنتا ہے ۔ فوراً جا اور شہر میں ہر جگہ پکارتا پھر کہ غدر ہو گیا ہے ۔ (روڈریگو چلا جاتا ہے) نہیں کاسیو نہیں تم تو اچھے آدمی تھے جانے دو ۔ لوگو سر مونٹونو کو بچاؤ ۔ شریفو مدد کرو ۔ انھیں چھڑاؤ ۔ واہ کیا خوب نگرانی کی ہے (شہر کا بڑا گھنٹہ بجتا ہے) یہ گھنٹہ کس نے بجایا سوائے شیطان کے دوسرا کون ہو سکتا ہے ۔ اب شہر میں ضرور غدر پڑ جائیگا ۔ کاسیو جانے دو ۔ ورنہ عمر بھر شرمندہ رہنا پڑیگا ۔

(اوتھیلو اور ملازم آتے ہیں)

اوتھیلو :۔ یہ کیا معاملہ ہے ؟
مونٹونو :۔ واللہ دیکھتے ہو ۔ لہو بہہ رہا ہے ۔ میں تو ایسا زخمی ہوا ہوں کہ جان بچنی مشکل ہے ۔ (بیہوش ہو جاتا ہے)
اوتھیلو :۔ اب اگر کسی نے ہاتھ اٹھایا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو لے
ایاگو :۔ کاسیو خبردار جو اب لڑے ۔ مونٹونو ۔ شریفو ۔ بس کرو ۔ سنتے ہو ۔ افسوس تم اپنے منصب اور موقع کو بالکل بھول گئے ۔ خبردار تمھارا سالار حکم دے رہا ہے ۔ شرم ۔ شرم ۔ بس لڑنا بند کرو ۔
اوتھیلو :۔ بتاؤ ۔ بات کیا ہوئی ؟ یہ ہنگامہ کیسے شروع ہوا ؟ کیا تم سب رہزن اور قزاق بن گئے ۔ اور خود وہ حرکتیں کرنے لگے جو لٹیرے اور اٹھائی گیرے کیا کرتے ہیں ۔ تم تو عیسائی ہو دل میں شرمندہ نہیں ہوتے ۔ اس وحشیانہ نزاع کی ابتدا کس سے ہوئی ۔ اگر اب کسی نے غصہ دکھایا اور لڑا تو سمجھ لو اسے اپنی جان عزیز نہیں ہے ۔ اگر ذرا بھی کسی نے جنبش کی تو فوراً قتل کر دیا جائیگا ۔ یہ گھنٹہ جو بج رہا ہے اسے فوراً بند کیا جائے ۔ اسے سُن سُن کر لوگ سہمے جاتے ہیں ۔ شریفو ! بات کیا ہوئی ہے کچھ بتاؤ تو ۔ ایاگو تمھاری صورت سے رنج اور افسوس ظاہر ہے ۔ تمھیں کچھ کہو کہ یہ جھگڑا شروع کس نے کیا ۔ اگر تمھیں کچھ بھی میرا لحاظ ہو تو فوراً بیان کرو ۔
ایاگو :۔ حضور میں کچھ نہیں جانتا ۔ سب میں اخلاص اور پیار تھا اور پیار بھی ایسا جیسا دولہا دلھن میں ہو کہ یکایک قسمت نے کچھ ایسی گردش کھائی کہ لوگوں کی عقل سلب ہو گئی ۔ تلواریں نکل پڑیں ۔ ایک نے دوسرے کے سینے پر تلوار چلانی چاہی ۔ اور سب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ۔ یہ میں نہیں عرض کر سکتا کہ اس معاملہ میں بات کس سے شروع ہوئی تھی ۔ کاش میرے یہ قدم مجھے کسی بڑی لڑائی میں پہنچاتے ۔ بجائے اس کے کہ اس دنگے اور فساد میں لاتے
اوتھیلو :۔ کاسیو تم اپنے تئیں کیوں بھول گئے ۔
کاسیو :۔ حضور سے التجا ہے کہ میرا قصور معاف کیا جائے ۔ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا ۔
اوتھیلو :۔ لائق مونٹونو تم تو بہت ہی عافیت پسند آدمی تھے جوان ہو اور جوانی میں تمھاری خاموشی اور بُردباری تو تمام دنیا میں مشہور تھی ۔ عاقلوں اور ہوشمندوں میں تمھارا نام بڑا تھا ۔ بات کیا ہوئی ۔ کہ تم نے اپنی نیک نامی پر اس طرح داغ لگایا ۔ لوگوں میں تمھاری نسبت بڑی اچھی رائے تھی ۔ پھر تم نے اس رائے کو کیوں ایسا بگاڑا کہ لوگ تمھیں رات کو شراب پی کر جھگڑا اٹھانے والوں میں شمار کرنے لگے ۔ اس کا جواب دو ۔
مونٹونو :۔ اے لائق سپہ سالار میں ایسا زخمی ہوا ہوں کہ حالت خطرناک ہے ۔ آپ کا یہ ماتحت ایاگو پورے طور پر تمام واقعات سے آگاہ کر سکتا ہے ۔ مجھ سے تو اب بات بھی نہیں کی جاتی ۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آج شب کو مجھ سے کوئی ناواجب بات ہوئی ہے ۔ اگر حفاظت خود اختیاری بعض وقت کوئی گناہ ہو سکتی ہے تو اس میں شک نہیں کہ جب لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا تو میں نے اپنے تئیں بچانا چاہا ۔
اوتھیلو :۔ بخدا اب میرا خون میری ان قوتوں سے جو مجھے نیکی کی ہدایت کرتی ہیں منحرف ہو کر اور میرا قہر و عتاب میری عقل اور سمجھ پر غالب آ کر میرا ہادی اور رہنما بننا چاہتا ہے ۔ اور میرا غضب اس بات کی تحریک کرتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ اٹھاؤں ۔ اگر میرا ہاتھ اٹھا تو تم میں سے بڑے بڑے جواں مرد بھی اس طرح بیٹھ جائیں گے جیسے کسی بلبلے کو پھونک ماردی ۔ بتاؤ [illegible] شروع ہوا ؟ اس کا بانی کون تھا ۔ کس نے سب سے پہلے اشتعال دیا ۔ جو شخص ان باتوں کا مرتکب ثابت ہوگا اگر وہ میرا جڑواں [illegible] وہ اور میں دنیا میں ساتھ پیدا ہوئے ہوں [illegible]

اور مددگار نہیں رہوں گا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک ایسا شہر جس پر لڑائی کی گھٹا ابھی تک چھائی ہو اور شہر والوں کے دلوں سے ابھی تک خوف دور نہ ہوا ہو وہاں اس قسم کا دنگا فساد مار پیٹ اور وہ بھی رات کے وقت اور ایسے مقام پر جہاں سپاہ محافظہ کا کام حفاظت اور نگرانی ہو۔ اور پھر وہاں ایسی شرارت اور فساد کے ہنگامے برپا کئے جائیں۔ ایاگو بتاؤ کہ فساد کس سے شروع ہوا۔

موتنو: ایاگو اگر تم نے کاسیو سے تعلق کی وجہ سے یا اس خیال سے کہ وہ اور تم ایک ہی محکمے میں ملازم ہیں سچ سے کوئی بات گھٹا بڑھا کر کہی تو پھر تم سچے اور سیدھے سپاہی نہ ٹھہرو گے۔

ایاگو: موتنو آپ نے یہ بات ایسی کہی ہے جو میرے دل میں چبھ گئی۔ اگر کوئی میرے تالو سے میری زبان کھینچ لے تو میں اس سے بہتر سمجھوں گا کہ کاسیو کے متعلق کوئی بری بات کہوں۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ سچی بات مجھے کہنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ سچی بات کہنے سے میں اپنے دوست کاسیو کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ حضور سنیں واقعہ یہ ہے کہ میں اور سر موتنو کھڑے باتیں کرتے تھے کہ ایک آدمی چیختا چلاتا "ارے بچاؤ بچاؤ۔ مدد کرو مدد کرو" کہتا دوڑتا ہوا آیا کاسیو تلوار کھینچ کر اس کی طرف چلا کہ اس پر وار کرے یہ صاحب بیچ میں آ گئے کہ بیچ بچاؤ کریں اور کاسیو کو تلوار چلانے سے روکیں۔ میں نے بھی اس چیختے چلاتے آدمی کا پیچھا کیا اس خیال سے کہ کہیں اس غل غپاڑے سے شہر والے ڈر نہ جائیں۔ جیسا کہ حقیقت میں پیش آیا۔ مگر وہ آدمی تیز دوڑنے والا تھا دور نکل گیا اور میں اُسے پکڑ نہ سکا۔ جب میں پلٹا تو میں نے تلواروں کی جھنکار سنی۔ اور یہ سنا کہ کاسیو غصے میں سخت سست الفاظ زبان پر لا رہا ہے یہ الفاظ ایسے سخت تھے کہ آج رات سے پہلے میں نے کبھی اس کی زبان پر آتے نہ سنے تھے۔ جب میں پھر واپس آیا ہوں اور اس میں کچھ دیر نہ لگی تو میں نے دیکھا کہ دونوں گتھے ہوئے ہیں۔ یہ اپنی تلوار کی نوک اس کے سینے میں بھونکنا چاہتا تھا اور وہ انکے یہی حال تھا جس وقت آپ تشریف لائے ہیں۔ اور یہ دونوں علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اس سے زیادہ میں اس واقعہ کا کچھ حال نہیں کہہ سکتا۔ لیکن انسان پھر انسان ہے اور اچھے سے اچھے آدمی بھی بعض وقت بھول جاتے ہیں کہ وہ کیا ہیں۔ گو کاسیو نے کسی قدر [illegible] کے ساتھ بد زبانی کی۔ لیکن یہ بد زبانی ایسی تھی جیسا غصے [illegible] ایک آدمی اس شخص کے ساتھ کرتا ہے جس کی دلی بھلائی چاہتا ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ جو آدمی دوڑتا ہوا آ رہا تھا اس نے کاسیو کی توہین میں کوئی سخت بات ضرور کہی تھی جس پر کاسیو کو صبر نہ رہا۔

اوتھیلو: ایاگو میں جانتا ہوں کہ تمہاری دیانتداری اور کاسیو کا لحاظ تم میں اتنا ہے جس سے تم نے اس معاملہ کو ہلکا کر کے بیان کیا ہے جس میں کاسیو کا قصور کم معلوم ہوتا ہے۔ کاسیو گو تم سے مجھے بہت محبت ہے۔ لیکن آج سے تم میری ماتحتی سے خارج ہوئے۔

(وسدیمونا مع ملازموں کے آتی ہے)

دیکھو تمہارے شور و غل سے وسدیمونہ بھی جاگ اٹھی۔ اور یہاں چلی آئی۔ اگر وہ اس وقت نہ آجاتی تو کاسیو میں تمہاری سزا کو دوسروں کیلئے ایک مثال بناتا۔

وسدیمونہ: بات کیا ہے؟

اوتھیلو: جو کچھ جھگڑا تھا وہ سب طے ہو گیا۔ پیاری وسدیمونہ آؤ چلو سو رہیں۔ موتنو آپ کے زخموں کیلئے میں خود جراح ہونگا (موتنو کو لوگ سہارا دیکر لے جاتے ہیں۔) ایاگو شہر سے خبردار رہو۔ اور جو لوگ اس فساد کو دیکھکر غل شور مچائیں تو انھیں خاموش کر دینا۔ وسدیمونا چلو یہ تو سپاہی کی تقدیر ہی میں ہے کہ اسکی گہری نیند میں ایسے فساد اور دنگے خلل ڈالا کریں۔

(سب چلے جاتے ہیں۔ ایاگو اور کاسیو رہ جاتے ہیں)

ایاگو: کیوں کاسیو کیا تمہارے چوٹ لگی ہے؟

کاسیو: ہاں ایسی چوٹ لگی ہے کہ کسی علاج سے بھی وہ اچھی نہ ہوگی۔

ایاگو: نہیں خدا نہ کرے ایسا کیوں ہو۔

کاسیو: عزت، آبرو، نام سب کو بٹہ لگ گیا۔ اب نہ عزت رہی نہ آبرو۔ ہائے اس ہستی کا وہ حصہ غارت ہو گیا جو غیر فانی تھا۔ اور وہ حصہ رہ گیا جو حیوانوں میں بھی ہوا کرتا ہے۔ ایاگو عزت غارت ہو گئی۔ عزت اب نہ رہی۔

ایاگو: میں تو سیدھا سادا آدمی ہوں۔ میں سمجھا کہ تمہیں کوئی سخت چوٹ آئی ہے۔ کیونکہ چوٹ یا زخم میں جتنی تکلیف ہوتی ہے وہ عزت یا نام کے غارت ہونے میں نہیں ہوتی۔ عزت اور نام تو مفت کا ایک بوجھ ہے جو آدمی پر باندھ دیا جاتا ہے۔ بلا استحقاق

ملتا ہے اور بلا وجہ غائب ہو جاتا ہے ۔ عزت اور نام تو کہیں گیا نہیں یہ بات دوسری ہے کہ تم اسے نقصان سمجھ رہے ہو ۔ اوتھیلو کو مہربان کر لینے کی بہت سی ترکیبیں ہیں ۔ یہ تو وقت کی بات تھی کہ اوتھیلو کو غصہ آگیا ۔ یہ سزا جو تمھیں دی گئی ہے کسی عداوت یا رنج کی وجہ سے نہیں دی گئی ۔ بلکہ مصلحت یہی سمجھی گئی تاکہ قبرس کے شرفا اور عزت رکھنے والے لوگوں کا غصہ فرو ہو جائے ۔ یہ سزا تمھیں اسی طرح دی گئی ہے جیسے کوئی شیر کے ڈرانے کیلئے اپنے کتے کو مارے ۔ اگر اس کے سامنے عاجزی کروگے تو وہ تم پر پھر مہربان ہو جائے گا ۔

کاسیو : ۔ مہربان ہونیکو تو اس سے کیا کہوں گا ۔ اگر کچھ کہوں گا تو یہی کہوں گا کہ آپ مجھ سے اور نفرت کرنے لگیں ۔ کیونکہ میں نے ایسے اچھے اور نیک آقا اور افسر کو شراب پی کر بُری طرح دھوکے میں رکھا ۔ اور میں نے اپنے تئیں بہت بے احتیاط ملازم ثابت کیا ۔ شراب پی کر عقل سے بے بہرہ ہوا ۔ طوطوں کی طرح غل مچایا ۔ لڑا اور فساد برپا کر دیا ۔ شراب پی کر ایسا بدمست ہوا کہ اپنے سایہ سے بھی لڑنے لگا ۔ اے شراب کی ناپدید قوت اگر تیرا کوئی نام نہیں ہے تو پھر ہم تجھے شیطان کے سوا اور کیا کہیں گے ۔

ایاگو : ۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس کے پیچھے تم تلوار لیکر لپکے تھے وہ تھا کون ۔ اس نے تمھیں کیا کہا تھا ؟

کاسیو : ۔ مجھے مطلق علم نہیں کہ وہ کون تھا اور اس نے مجھے کیا کہا تھا ۔

ایاگو : ۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تمھیں کچھ معلوم ہی نہ ہو ۔

کاسیو : ۔ ایاگو مجھے باتیں تو بہت سی یاد ہیں ۔ مگر ٹھیک ٹھیک ایک بات بھی یاد نہیں ۔ لڑائی یاد ہے لیکن یہ یاد نہیں کہ کیوں اور کس بات پر ہوئی تھی ۔ اے خدا کیسی حیرت کی بات ہے کہ انسان اپنے منہ میں ایسا چور بٹھائے جو اس کے دماغ ہی کو چُرا لیجائے ۔ اور وہ چیز جسے خوش ذائقہ سمجھکر ہم اس کی تعریف کریں وہ ایسی ہو جو ہمیں آدمی سے جانور بنا دے ۔

ایاگو : ۔ مگر تم تو اس وقت اپنے حواس میں ہو ۔ حواس اتنی جلد کیونکر درست ہو گئے ؟

کاسیو : ۔ ایک عیب نے دوسرے عیب کی شکل اختیار کر لی ہے پہلے نشہ تھا اب ندامت ہے اور وہ اس شدت سے ہے کہ خود اپنے سے نفرت ہو گئی ۔

ایاگو : ۔ جاؤ بھی تم تو بڑے اخلاق اور نیکیوں پر بحث کرنیوالے نکلے ۔ وقت موقع اور حالت کے لحاظ سے جو ملک کی اس وقت ہے میں بھی یہی چاہتا تھا کہ جو کچھ ہوا وہ نہ ہوتا ۔ لیکن جو بات گذر چکی وہ گذر چکی ۔ اب جو کچھ ہو چکا اس سے اپنی بھلائی کیلئے کوئی بات پیدا کرنی چاہیئے ۔

کاسیو : ۔ کیا میں اب اس سے اپنی جگہ مانگوں ۔ وہ یہی جواب دیگا کہ تم شرابی ہو ۔ اگر ایسا ہوا تو ایک زبان کی جگہ اگر سو زبانیں بھی دہن میں ہوں گی تو وہ سب بند ہو جائیں گی اور ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکلے گا ۔ پہلے حواس میں تھا پھر رفتہ رفتہ بدحواس بنا ۔ یہاں تک کہ بالکل ہی جانور ہو گیا ۔ حیرت کی بات ہے کہ ہر جام مے جو زیادہ پیا جائے وہ ناپاک ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ شیطان کے سوا دوسری چیز نہیں ۔

ایاگو : ۔ سنئے تو ۔ اچھی شراب تو بڑی دوست اور رفیق ہوتی ہے اگر مناسب طریقے سے پی جائے ۔ شراب کو برا نہ کہو ۔ کاسیو ۔ اس وقت مجھے تم سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے ۔

کاسیو : ۔ ہاں میری اس وقت کی حالت تو یہ بات بخوبی ثابت کر رہی ہے ۔ ہائے میں شراب پی کر کیسا بدمست ہو گیا ۔

ایاگو : ۔ اس میں تم ہو یا کوئی اور شراب پی کر تو سب ہی کے ہوش و حواس کا گم ہونا ممکن ہے ۔ اچھا سنو اب تمھیں کیا کرنا ہے ۔ آجکل ہمارے سپہ سالار اوتھیلو کی بیوی حقیقت میں سپہ سالار ہے ۔ اور یہ میں اس لئے اور بھی کہتا ہوں کہ آجکل اوتھیلو ڈسڈیمونہ کی حسن و جمال کو پرکھنے میں ایسا محو ہے کہ اگر اپنے واسطے تم ڈسڈیمونہ سے بار بار کہوگے تو تم کو تمھاری جگہ پھر مل جائیگی ۔ اگر اوتھیلو کی بیوی سے اپنے معاملے میں سفارش اور مدد چاہو گے تو ممکن ہے کہ کامیابی ہو جائے ۔ وہ تو اس قدر بے تکلف ، مہربان اور اچھے مزاج کی خاتون ہے کہ اگر کوئی اس سے کچھ مانگے اور اس کو زیادہ وہ نہ دے تو اس بات کو وہ اپنی طبیعت کا ایک عیب سمجھتی ہے ۔ تم میں اور تمھارے آقا میں جو بگاڑ اس وقت پڑا ہے اسے اگر کوئی درست کر سکتا ہے تو وہ یہی خاتون ہے ۔ اور کہو تو میں اپنی ساری دولت شرط میں لگانیکو تیار ہوں کہ اگر اس وقت کی یہ خلش رفع ہو جائیگی تو آقا تم پر پہلے سے بھی زیادہ مہربان ہو جائیگا ۔

کاسیو : ۔ ایاگو آپ کہتے تو ٹھیک ہیں ۔

ایاگو : ۔ تمھارے خیال اور دوستی کی وجہ سے [illegible] خیال میرے

دل میں نہایت ایمانداری سے پیدا ہوا ہے۔

کاسیو:۔ میری بھی یہی رائے ہے اور کل صبح ہوتے ہی میں ڈسڈیمونہ سے نہایت عاجزی سے عرض کروں گا کہ وہ میرا اتنا کام کر دیں۔ اگر ملازمت میں اس وقت کوئی نقص پڑ گیا تو پھر ہمیشہ کو بدقسمت رہنا پڑیگا۔

ایاگو:۔ کاسیو بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا نائب کاسیو شب بخیر اب میں نگرانی کو جاتا ہوں۔

کاسیو:۔ ایماندار ایاگو اچھا سلام۔

(چلا جاتا ہے)

ایاگو:۔ وہ کون ہے جو مجھے بدمعاش اور بے ایمان کہتا ہے جو مشورہ میں نے اس وقت کاسیو کو دیا ہے وہ بالکل ایمان اور راستی کا ہے۔ جس قدر اس مشورے پر غور کیا جائیگا اتنا ہی وہ درست اور صحیح نکلے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مراکشی کو کاسیو پر پھر مہربان کرنے کی اگر کوئی تدبیر ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کیونکہ ڈسڈیمونہ طبیعت کی ایسی نیک اور ملنسار ہے کہ کسی اچھے کام کی طرف اسے راغب کرنا بالکل آسان ہے۔ وہ تو نیکی اور دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے ہی کو دنیا میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کی مثال تو عناصر فطرت کی سی ہے جو انسان کی بھلائی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اچھا تو سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کاسیو اس مراکشی کو اپنے اوپر مہربان کرلے۔ اس مراکشی کا حال یہ ہے کہ اگر ڈسڈیمونہ اس سے کہے کہ وہ اپنے دین و مذہب کو یا جس قدر مذہب کی پابندیاں اس پر ہیں ان سب کو ترک کر دے تو وہ ان سے دستکش ہونے پر راضی ہو جائیگا۔ ڈسڈیمونہ کے ایک اشارے میں وہ طاقت ہے کہ کسی دیوتا کو فطرت پر بھی وہ قابو اور اختیار نہیں ہے۔ اچھا جب میں کاسیو کو اس کے فائدہ کیلئے ایسی اچھی ترکیب بتا رہا ہوں تو پھر کوئی کیونکر مجھے بدکار یا بدمعاش کہہ سکتا ہے۔ ارے جہنم کے خداؤ جب شیاطین کسی سیہ کاری کی طرف مائل ہوتے ہیں تو پھر وہ آسمانی نیکیاں دکھا کر اپنی سیاہ کاری شروع کرتے ہیں۔ اور یہی کیفیت اس وقت میری ہے۔ جس وقت یہ سیدھا اور ایماندار احمق کاسیو ڈسڈیمونہ سے عاجزی کے ساتھ اپنی سفارش کیلئے کہے گا بس وہی موقع ہوگا کہ میں اوتھیلو کے کان میں یہ بات ڈالوں گا کہ ڈسڈیمونہ یہ سفارش اپنے لذتِ نفس کیلئے کرتی ہے تو پھر ڈسڈیمونہ جتنی سفارش اوتھیلو سے زیادہ کریگی اتنی ہی اوتھیلو کے دل میں اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی زیادہ ہوتی جائیگی۔ اور اس طرح میں ایک نیکی کو سخت گناہ بنا دوں گا۔ اور ڈسڈیمونہ کی نیکیوں سے وہ وہ جال اور پھندے تیار کروں گا کہ جس میں بالآخر سب مبتلائے عذاب ہو جائیں۔

(روڈرگو پھر آتا ہے)

ایاگو:۔ کہو روڈرگو کیا حال ہے؟

روڈرگو:۔ حال کیا ہے۔ کتوں کے غول میں شکار کھیلنے شریک ہوں۔ مگر اُن کتوں میں نہیں ہوں جو شکار کھیلتے ہیں بلکہ محض بھونکنے کیلئے غول میں شریک کیا گیا ہوں۔ روپیہ جتنا ساتھ لایا تھا سب صرف ہو چکا ہے۔ اور آج رات کو لوگوں نے مجھے خوب پیٹا بھی ہے۔ اور نتیجہ میرے ان تمام زخموں کا یہ ہوگا کہ کچھ نہ ہوگا۔ اور جب روپیہ پاس نہ رہے گا تو اس پر لطیفہ یہ اور ہوگا کہ خالی ہاتھ وینس جانا پڑیگا۔

ایاگو:۔ مفلس تو حقیقت میں وہ ہوتے ہیں جنھیں کسی بات میں صبر نہ ہو۔ وہ کونسا زخم ہے جو رفتہ رفتہ نہ بھرا ہو۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ہم جو کچھ سمجھ رکھتے ہیں اس سے کام لیتے ہیں کوئی جادو یا سحر تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ اور سمجھ سے کام کرنے کیلئے ہمیشہ وقت درکار ہوتا ہے۔ اب تک جو کچھ ہوا ہے وہ سب درست ہوا ہے۔ کاسیو جس نے تمھیں بازی ہرادی تھی اپنی ملازمت سے برطرف ہو گیا۔ گو اس میں تھوڑا سا نقصان تمھیں پہونچا۔ درختوں میں پھل خود ہی دھوپ کھا کر پکتے ہیں۔ مگر پھر بھی جو پھول پہلے پھل بنا وہ پہلے پکتا ہے۔ تھوڑے دن اور صبر کر لو۔ ارے یہ تو صبح ہو چلی۔ جتنا کام زیادہ ہو وقت خوب کٹ جاتا ہے۔ روڈرگو تم جہاں ٹھیری ہو وہیں جاؤ ہو تو جاؤ اور سمجھتے رہو کہ جو کچھ ہونیوالا ہے اس سے تمھیں اطلاع ملتی رہے گی سمجھے بھی۔ بس اب جاؤ۔

(روڈرگو چلا جاتا ہے)

اس وقت مجھے دو باتیں کرنی ہیں۔ ایک یہ کہ میری بیوی ڈسڈیمونہ سے کاسیو کی سفارش کیلئے کہے اس کیلئے اپنی بیوی کو آمادہ کرنا ہے۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ پہلے میں اس مراکشی کو کہیں علیحدہ لے جاؤں۔ اور پھر عین اس موقع پر جبکہ کاسیو ڈسڈیمونہ سے اپنی سفارش کیلئے گفتگو کرتا ہو گا مراکشی

کو وہاں موجود کردوں۔ بس یہی وہ ترکیب ہے جو سرد مہری اور تاخیر پیدا کر کے اس سفارش کو ناکام رکھے گی۔

جزو ثالث

پہلا منظر

قصر کے سامنے

کاسیو مع چند باجے والوں کے آتا ہے

کاسیو:۔ صاحبو یہاں کھڑے ہو کر اپنے ساز بجاؤ۔ میں آپ کو خوب انعام دوں گا۔ مگر جو چیز بجاؤ وہ مختصر ہو اور آقا کے سامنے صبح کے سلام کا کام دے۔

(ایک مسخرہ آتا ہے)

مسخرہ:۔ سازندو یہ کیسی آواز ناک ہی ناک میں نکالتے ہو۔

پہلا باجے والا:۔ کیا فرمایا؟

مسخرہ:۔ کیا منہ سے بجانیکا کوئی آلہ تمھارے پاس نہیں ہے؟

پہلا باجے والا:۔ جی ہاں موجود ہے۔

مسخرہ:۔ بس قصے کی دُم تو ساری یہی ہے۔ استاد لیجئے یہ روپیہ آپ کی نذر ہے۔ ہمارے آقائے نامدار آپ کے باجوں کو سُن کر اس قدر محظوظ ہوئے ہیں کہ فرماتے ہیں مہربانی کرو۔ زیادہ غل نہ مچاؤ۔

پہلا باجے والا:۔ بہت اچھا، ہم غل شور کچھ نہ مچائیں گے۔

مسخرہ:۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا ساز ہو جس کی آواز مطلق نہ نکلتی ہو تو اُسے بلا تکلف بجائیے کیونکہ ہمارے سپہ سالار کی نسبت لوگوں کا خیال ہے کہ موسیقی سے ان کی طبیعت کو مطلق لگاؤ نہیں۔

پہلا باجے والا:۔ جناب ہمارے پاس کوئی باجہ یا ساز ایسا نہیں جس سے آواز نہ نکلتی ہو۔

مسخرہ:۔ تو پھر آپ اپنے یہ گل آلے اور اوزار تھیلوں میں بند کیجئے۔ میں بھی چلا اور آپ بھی رفو چکر ہو جئے۔ بہتری اسی میں ہے۔

(باجے والے چلے جاتے ہیں)

کاسیو:۔ عزیز دوست آپ سُنتے ہیں۔

مسخرہ:۔ آپ کو سُنتا ہوں آپ کے عزیز دوست کو نہیں سُنتا۔

کاسیو:۔ یہ ضلع جگت تو چھوڑیئے۔ لیجئے یہ اشرفی آپکی نذر ہے اگر وہ شریف زادی جو سپہ سالار کی بیگم کی خدمت میں رہتی ہے اٹھی ہو تو میری طرف سے اتنا عرض کر دیجئے کہ ایک شخص کاسیو کچھ آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ کیا آپ مہربانی فرما کر اتنی تکلیف گوارا کریں گے!

مسخرہ:۔ اٹھی تو ہیں اگر وہ ادھر آئیں تو آپ کا پیغام ضرور پہنچا دوں گا۔

کاسیو:۔ ہاں دوست ایسا ہی کرنا۔

(مسخرہ چلا جاتا ہے)

(ایاگو آتا ہے)

خوب وقت پر آئے ایاگو۔

ایاگو:۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج رات آپ کو نیند نہیں آئی۔

کاسیو:۔ دن تو اسی وقت نکل آیا تھا جبکہ میں آپ سے رخصت ہوا تھا۔ ایاگو میں نے اتنی جرأت کی ہے کہ آپ کی بیوی کو یہاں بلایا ہے۔ ان سے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ کسی طرح اس نیک اور شریف مزاج ڈسڈیمونہ سے میری ملاقات کرا دیں۔

ایاگو:۔ میں اسے آپ کے پاس ابھی بھیجتا ہوں اور ایسی ترکیب کرتا ہوں کہ اوتھیلو یہاں سے کچھ دیر کو ٹل جائے۔ تاکہ ڈسڈیمونہ سے جو کچھ تمھیں کہنا سننا ہے وہ اچھی طرح کہہ سُن لو۔

کاسیو:۔ اس مہربانی کا شکریہ قبول فرمائیں۔

(ایاگو چلا جاتا ہے)

میں نے تو ایسے حسن اخلاق کا آدمی اپنے ہم وطنوں میں یعنی فلارنس کے رہنے والوں میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

(امیلیا آتی ہے)

امیلیا:۔ نائب صاحب کو آداب۔ مجھے بھی سخت صدمہ ہے کہ آقا آپ سے ناخوش ہو گئے ہیں۔ آپ گھبرائیں نہیں سپہ سالار اور ان کی بیگم آپس میں اسی بات کا تذکرہ کرتے تھے۔ اور بیگم صاحبہ آپ کی سفارش بہت زور سے کرتی تھیں۔ آقا فرماتے تھے کہ جسے آپ نے زخمی کیا ہے وہ قبرص کے رئیسوں میں بڑے اثر اور رسوخ کا نہایت دانا اور عقلمند آدمی ہے۔ اس حالت میں کاسیو آپ کے برطرف کرنے کے سوا انھیں کچھ چارہ ہی نہ تھا۔ آقا اس بات کے مُقر ہیں کہ انھیں آپ سے بہت محبت اور تعلق ہے۔ اور وہ سوائے آپ کے کسی دوسرے کی درخواست اس جگہ پر تقرر کیلئے منظور نہ کریں گے۔ اور موقع پاتے ہی وہ آپ کو آپ کی جگہ پر بحال کر دیں گے۔

کاسیو:۔ لیکن میں چاہتا ہوں اور اگر آپ بھی اس بات کو پسند کریں اور امکان میں بھی ہو تو مجھے اتنا موقع دیا جائے کہ میں بیگم صاحبہ سے اپنی بابت کچھ عرض کر دوں۔

امیلیا:۔ اچھا تو اندر آجائیے۔ میں آپ کو ایسی جگہ لئے چلتی ہوں جہاں آپ بیگم صاحبہ سے اچھی طرح دل کھول کر بات کر سکتے ہیں۔

کاسیو:۔ میں آپ کا بیحد ممنون ہوں۔

دوسرا منظر

قصر کا ایک کمرہ

اوتھیلو، ایاگو اور چند شریف آتے ہیں

اوتھیلو:۔ ایاگو یہ خطوط لیجاؤ اور جہاز کے ناخدا کو دینا کہ وہ مجلسِ سیاست میں میرا اسلام پہنچا کر یہ خطوط پیش کر دے۔ اس کے بعد میں جہاں تعمیر کا کام ہو رہا ہے وہاں جا کر کام کا معائنہ کرونگا۔ ایاگو وہیں تم مجھ سے ملنا۔

ایاگو:۔ فدوی وہیں حاضر ہوگا۔

اوتھیلو:۔ فصیلوں پر جہاں کام ہو رہا ہے اسے دیکھنا ہے۔ کیا اس وقت ہم وہاں جا کر کام کا معائنہ کر سکتے ہیں۔

تیسرا منظر

قصر کا باغ

(وسدیمونہ، کاسیو اور امیلیا وہاں آتے ہیں)

وسدیمونہ:۔ اچھا کاسیو آپ اطمینان رکھیں اور یقین کریں کہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں آپ کے لئے کرونگی۔

امیلیا:۔ حضور بیگم صاحبہ میرے شوہر کو بھی اِن کی یہ حالت دیکھکر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ اور یہ صدمہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا خود انکی برطرفی عمل میں آئی ہے۔

وسدیمونہ:۔ تمھارے شوہر ایاگو تو بڑے ایماندار اور سچے آدمی ہیں۔ کاسیو تم ذرا فکر نہ کرو۔ میں تمھیں اور اپنے شوہر کو پھر ویسا ہی دوست کر دونگی جیسے کہ تم پہلے تھے۔

کاسیو:۔ میری فیاض اور مہربان بیگم مائیکل کاسیو کا جو درجہ بھی چاہے ہو مگر وہ حضور کا ہر حال میں مطیع اور تابعدار ملازم رہے گا۔

وسدیمونہ:۔ ہاں میں یہ بات خوب جانتی ہوں اور آپ کی ممنون ہوں۔ آپ کو حقیقت میں میرے شوہر سے بہت تعلق ہے۔ دونوں میں ایک زمانہ سے ملاقات اور محبت چلی آتی ہے اور آپ سمجھ لیں کہ جو مغائرت اس وقت آپ میں اور ان میں پیدا ہو گئی ہے وہ زیادہ دنوں تک نہ رہے گی۔ اور اس مغائرت کو بھی محض مصلحتِ وقت سمجھیے۔

کاسیو:۔ یہ تو بجا ہے۔ لیکن میری مہربان خاتون ممکن ہے کہ وہ مصلحتِ وقت یا تو اتنی مدت تک جاری رہے یا خفیف اسباب ایسے پیدا ہوں جس سے اس مصلحت کا جاری رکھنا ضروری سمجھا جائے یا ایسے واقعات پیش آئیں کہ اس مصلحت کو صحیح اور درست سمجھا جائے۔ اور میں اپنے منصب سے اتنی مدت تک علیحدہ رہوں کہ کوئی دوسرا شخص میری جگہ پر مقرر ہو جائے۔ اور سپہ سالار مجھے اور میرے تعلق، اور میری دیرینہ ملازمت کو بالکل بھول جائیں۔

وسدیمونہ:۔ اتنے شکوک کیوں دل میں لاتے ہو۔ دیکھئے یہ امیلیا یہاں موجود ہے اس کی موجودگی میں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کو آپکی جگہ ضرور ملے گی۔ کیونکہ میں جب کسی سے سلوک اور بھلائی کا وعدہ کرتی ہوں تو پھر اس وعدہ کو حرف بحرف ایفا کرتی ہوں۔ میں تو اس کی نیند حرام کر دوں گی اور تمھاری سفارش اتنی بار کرونگی کہ سنتے سنتے اسے صبر نہ رہے جب وہ بستر پر ہوگا تو معلوم ہوگا کہ استاد سبق پڑھا رہا ہے۔

اور اگر کھانے کی میز پر ہوگا تو معلوم ہوگا کہ پادری سامنے ہے اور اس کے آگے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ غرض جو کام بھی وہ کرتا ہوگا میں تمھاری سفارش میں برابر گفتگو کرتی رہوں گی۔ کاسیو تم خوش ہو جاؤ میں تمھاری وکیل ہوں۔ تمھارے معاملہ کو یونہی چھوڑ دینے کی جگہ اپنا مر جانا بہتر سمجھوں گی۔

امیلیا:۔ لیجئے وہ آقا تشریف لا رہے ہیں۔

کاسیو:۔ بیگم! اب میں حضور سے رخصت ہوتا ہوں۔

ڈسڈیمونہ:۔ نہیں ابھی ٹھیرو۔ سنتے جاؤ کہ تمھارے سامنے بھی میں تمھاری سفارش اس سے کس طرح کرتی ہوں۔

کاسیو:۔ اس وقت حضور مجھے اجازت دیں۔ میں ایسی حالت میں آقا کے سامنے سخت بے چین اور بدحواس رہوں گا۔ اور خود اپنے معاملہ میں ایک حرف بھی نہ کہہ سکوں گا۔

ڈسڈیمونہ:۔ اگر جانا ہی مناسب سمجھتے ہو تو جاؤ۔

(کاسیو چلا جاتا ہے)

(اوتھیلو اور ایاگو آتے ہیں)

ایاگو:۔ دیکھئے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔

اوتھیلو:۔ یہ کیا کہا؟

ایاگو:۔ حضور کچھ نہیں۔ اگر .... خدا جانے میں کیا کہتا تھا۔

اوتھیلو:۔ یہ تو کاسیو تھا نا، جو میری بیوی کے پاس سے ابھی گیا ہے؟

ایاگو:۔ حضور بے شک کاسیو ہی تھا۔ یقینی وہی ہے۔ خیال تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ کاسیو تھا۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ کیوں ایک خطاکار کی طرح یہاں سے بھاگ گیا۔

اوتھیلو:۔ مجھے تو یقین ہے کہ وہ کاسیو ہی تھا۔

ڈسڈیمونہ:۔ آقا میرے آپ کا مزاج کیسا ہے؟ میں تو اس وقت ایک سائل کا سوال سن رہی تھی۔ آپ کے ناراض ہو جانے سے یہ شخص جاں بلب ہو گیا ہے۔

اوتھیلو:۔ تمھاری مراد کس شخص سے ہے؟

ڈسڈیمونہ:۔ مراد آپ کے نائب کاسیو سے ہے۔ میرے اچھے آقا اگر مجھے ذرا بھی اختیار آپ کی طبیعت پر ہے تو یہی کہوں گی کہ اس پر سے آپ اپنا غصہ دور کریں۔ وہ آپ کا بیحد ادب اور لحاظ کرتا ہے۔ اگر اس سے کوئی غلطی بھی ہوئی ہے تو وہ لاعلمی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز کوئی بدنیتی یا شرارت اس میں نہ تھی۔ اس کی خطا معاف کر کے اسے بحال کر دیجئے۔

اوتھیلو:۔ کیا وہ ہی ابھی یہاں سے گیا ہے؟

ڈسڈیمونہ:۔ وہ حقیقت میں نہایت نادم اور پشیمان ہے۔ اور اپنا غم میرے پاس چھوڑ گیا ہے کہ میں بھی اسے برداشت کروں۔ اچھے میرے پیارے شوہر آپ ضرور اسے بحال کر دیں۔

اوتھیلو:۔ پیاری ڈسڈیمونہ اس وقت نہیں۔ پھر کسی وقت کہنا۔

ڈسڈیمونہ:۔ تو کیا جلدی آپ اس کے معاملے پر غور کریں گے؟

اوتھیلو:۔ ہاں پیاری میں جلد اس کی طرف متوجہ ہوں گا۔

ڈسڈیمونہ:۔ کیا آج شب کو یا کھانے کے وقت پھر یاد دلاؤں؟

اوتھیلو:۔ نہیں۔ آج شب کو نہیں۔

ڈسڈیمونہ:۔ تو کیا کل کھانے کے وقت کہوں؟

اوتھیلو:۔ کل تو میں تمھارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکوں گا۔ فوجی سرداروں کی ضیافت کے جلسے میں شریک ہونا ہے۔

ڈسڈیمونہ:۔ تو پھر کیا کل رات کھانے کے وقت یا منگل کو کسی وقت دن میں یا رات میں یا بدھ کو صبح کے وقت یاد دلاؤں؟ میرے اچھے شوہر بتا دیجئے کب یاد دلاؤں۔ تین دن سے زیادہ آگے نہ بتائیے گا۔ حقیقت میں وہ سخت نادم اور خجل ہے۔ نشے کی حالت میں تو اپنے وقت پر سب کا یہی حال ہو جاتا ہے۔ وہ کوئی بڑا قصور نہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ زمانہ جنگ کا تھا۔ اور ایسے زمانہ میں بڑے بڑے افسروں کو بھی اگر ان سے قصور ہو جائے تو مثال قائم کرنے کیلئے سخت سزا دی جاتی ہے۔ قصور تو اتنا بھی نہ تھا کہ اسے زبانی فہمائش کی جاتی۔ اوتھیلو بتائیے کہ اب کاسیو کب حاضر ہو۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ آپ کوئی چیز مجھ سے مانگیں تو پھر آپ کو یہ دیکھنا پڑے کہ میں انکار کرتی ہوں۔ میں اتنی عاجزی سے کہہ رہی ہوں اور آپ متوجہ نہ ہوں اور مجھے حالت تذبذب میں رکھیں۔ کاسیو تو وہ ہے کہ جب آپ مجھ سے ملنے آیا کرتے تھے تو وہ ہمیشہ ساتھ ہوتا تھا۔ اگر کبھی میں کوئی بات آپ کے خلاف کہتی تھی وہ ہمیشہ آپ کی حمایت کرتا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ اس کی بحالی کیلئے مجھے بار بار کہنا پڑتا ہے۔ آپ میرا اعتبار کریں۔ میں اس کیلئے بہت کچھ........

اوتھیلو:۔ مہربانی کر کے اب اس کا ذکر نہ کرو۔ وہ جب چاہے

اپنی جگہ پر آجائے۔ مجھے تمھاری کسی بات سے انکار نہیں۔

ڈسڈیمونہ:۔ یہ تو آپ کا کوئی بڑا احسان نہ ہوا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی جیسے کہ میں کہوں کہ آپ اپنے دستانے پہن لیں۔ یا یہ کہوں کہ آپ مقوی غذا کھائیں۔ تاکہ آپ توانا و تندرست رہیں۔ یا کوئی اور ایسی ہی درخواست کروں جو آپ کے فائدے کی ہو۔ یہ درخواست میری ایسی تھی جس میں میں آپ کی طبیعت سے فریاد کرتی تھی کہ اسے منظور کریں۔ لیکن اس کے منظور کرنے میں آپ کو ابھی تک تذبذب ہے اور آپ اسے ایک مشکل بات سمجھ کر خیال کرتے ہیں کہ اس کے منظور کرنے میں کسی بات کا خطرہ یا اندیشہ ہے۔

اوتھیلو:۔ پیاری ڈسڈیمونہ میں تمھاری کسی درخواست کو نامنظور نہیں کر سکتا۔ لیکن اس وقت یہی چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کو مجھے تنہا چھوڑ دیا جائے۔

ڈسڈیمونہ:۔ میں بھلا کب آپ کے فرمانے کو ٹال سکتی ہوں۔ اچھا پیارے شوہر خدا حافظ۔

اوتھیلو:۔ خدا کو سونپا پیاری ڈسڈیمونہ میں خود تمھارے پاس ابھی آتا ہوں۔

ڈسڈیمونہ:۔ امیلیا آؤ چلیں۔ بہتر ہے آپ کے خیالات جو راہ آپ کو بتائیں اس پر آپ چلیں۔ حالات جو کچھ بھی پیش آئیں میں آپ کی ہمیشہ تابعدار اور فرماں بردار رہونگی۔

(ڈسڈیمونا اور امیلیا چلے جاتے ہیں)

اوتھیلو:۔ ارے ظالم خواہ میری روح پر کیسا ہی عذاب ہو مگر میں تیرے عشق کا ہمیشہ دیوانہ رہوں گا اور جب تیرا عشق نہ رہا تو پھر میرے لئے یہ کل کائنات ایسے ہی ویرانہ ہوگی جیسے کہ دنیا کا آفرینش سے پہلے حال تھا۔

ایاگو:۔ میرے شریف آقا!

اوتھیلو:۔ ایاگو کہو کیا کہتے ہو۔

ایاگو:۔ آقائے من! جس زمانہ میں آپ خاتون ڈسڈیمونہ سے اظہار عشق کرتے تھے تو کیا کاسیو کو آپ کے اس عشق کا علم تھا؟

اوتھیلو:۔ ہاں شروع سے اخیر تک اُسے سب حال معلوم تھا۔ یہ بات تم کیوں پوچھتے ہو؟

ایاگو:۔ یوں ہی ایک خیال آیا تو پوچھنے لگا۔ کسی کو کوئی نقصان پہنچانا مقصود نہیں۔

اوتھیلو:۔ ایاگو بتاؤ نا وہ کیا خیال آیا تھا؟

ایاگو:۔ میں سمجھتا تھا کہ کاسیو خاتون ڈسڈیمونہ سے واقف نہ تھا۔

اوتھیلو:۔ واقف کیوں نہ ہوتا وہ اکثر ہم دونوں کے درمیان بات چیت کا ذریعہ رہتا تھا۔

ایاگو:۔ واقعی بجا ہے۔

اوتھیلو:۔ یہ تم نے 'واقعی' اور 'بجا' کس لہجے میں کہا۔ کیا تمھیں کوئی بات کاسیو کی ایمانداری کے خلاف دریافت ہوئی ہے؟

ایاگو:۔ نہیں حضور۔ اس کی ایمانداری میں کس کو شبہ گذر سکتا ہے۔

اوتھیلو:۔ ہاں اس میں ذرا شبہ نہیں کہ وہ سچا اور ایماندار آدمی ہے

ایاگو:۔ حضور مجھے اس کا علم نہیں۔

اوتھیلو:۔ آخر تمھارا اس کی نسبت کیا خیال ہے؟

ایاگو:۔ کیا خیال ہے؟

اوتھیلو:۔ اہئیں کیا خیال ہے؟ یہ تو جو جملہ میں کہتا ہوں اسی کو تم دوہرا دیتے ہو۔ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے دل میں کوئی بھوت ایسا کالا اور ہیبت ناک گھس بیٹھا ہے جس کی صورت تم دوسروں کو دکھانی نہیں چاہتے۔ تمھارا مطلب کچھ ضرور ہے کہ تم کہتے نہیں۔ ابھی ابھی جس وقت کاسیو میری بیوی کے پاس سے ہٹا ہے تم نے کہا تھا کہ یہ بات مجھے پسند نہیں۔ وہ کیا بات تھی جو تمھیں پسند نہ تھی؟ اور جب میں نے تم سے کہا کہ جس زمانہ میں میں ڈسڈیمونہ سے عشق کرتا تھا تو اس کل زمانہ میں وہ میرا مشیر اور صلاح کار رہا تھا۔ تو تم کہنے لگے بجا ہے۔ اور یہ کہتے ہی تمھارے تیوری پر بل پڑ گیا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ تمھارے دل میں کوئی بڑی ہی خوفناک بات ہے جو تم نے چھپا رکھی ہے۔ اگر تمھیں مجھ سے تعلق ہے تو ضرور اپنے دل کی پوشیدہ بات مجھ پر ظاہر کرو گے۔

ایاگو:۔ حضور کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ حضور سے مجھے دلی تعلق ہے۔

اوتھیلو:۔ ہاں سمجھتا تو ایسا ہی ہوں کہ مجھے بھی تم سے انس ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ یہی ہے کہ تم کو بھی مجھ سے تعلق ہے۔ اور یہ تعلق بھی نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ ہے۔ اور جو بات تم مجھ سے کہتے ہو اس کو پہلے خوب سمجھ بوجھ لیتے ہو۔

اس لئے جب تم رک رک کر بات کرنے لگتے ہو تو تم مجھے اور بھی ڈرا دیتے ہو۔ کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ جب کوئی شخص بات کرنے میں رکتا ہے اور کوئی بات شروع کرکے بار بار بند ہو جاتا ہے تو سننے والے کے دل میں اس حالت کا سبب دریافت کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور بات کرنیکا یہ طریقہ زیادہ تر بدطینت اور بے ایمان آدمیوں کا ہوتا ہے اور میں ایسے آدمیوں سے ڈرتا ہوں۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ میں تمھیں ایک وفادار اور سچا آدمی سمجھ رہا ہوں تقریر میں یہ خفیہ کشمکش و پیچ اور بار بار کچھ کہتے ہوئے رُک رُک جانا وہ چیزیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ دل کو اپنے خیالات پر پورا قابو نہیں۔ کہ انھیں زبان پر لا سکے۔

ایاگو:۔ انسان کا باطن بھی وہی ہونا چاہیئے جو اس کا ظاہر ہو۔ جس میں یہ بات نہ ہو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی اسے انسان سمجھے گا۔

اوتھیلو:۔ یقیناً انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنا ظاہر اور باطن ایک رکھے۔

ایاگو:۔ تو کاسیو کا ظاہر تو اچھا ہے۔ اس لئے باطن میں بھی غالباً وہ ایماندار ہوگا۔

اوتھیلو:۔ مہربانی کرکے اپنے دلی خیالات سے مجھے آگاہ کرو۔ جو کچھ دل میں ہو وہی کہو۔ اس میں چاہے اپنے بُرے سے بُرے خیالات کو بد سے بدتر الفاظ میں ادا کرنا پڑے۔

ایاگو:۔ مہربان آقا مجھے معاف فرمائیے گا۔ حضور کے ہر حکم کی بجا آوری میرا فرض منصبی ہے۔ لیکن میرا منصب یہ نہیں ہے کہ جیسے کوئی بُرا آدمی بُرے خیالات خوش ہو کر ظاہر کرتا ہے میں بھی ایسا ہی کروں۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ میرے خیالات بُرے اور غلط ہیں اور باور کر لیا جائے کہ اچھی اور نیک طبیعتوں میں بھی بُرے خیالات گذر سکتے ہیں تو پھر فرمائیے کہ وہ کونسا پاک اور صاف دل ہے جس میں معمولی خیالات کے ساتھ کوئی ناپاک خیال نہ آتا ہو۔ اور جب طبیعت کسی فیصلے پر آمادہ ہو تو معمولی خیالات کے ساتھ ناپاک باتیں بھی دل میں نہ آ جاتی ہوں۔

اوتھیلو:۔ تم اپنے دوست کی نسبت بدگمانی اور بدظنی پیدا کراتے ہو۔ سمجھتے ہو کہ اس کے ساتھ بدسلوکی کر رہے ہو مگر یہ بات تم اس پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

ایاگو:۔ حضور! میری گذارش ہے کہ گو بعض وقت میں اتفاق سے اپنے کسی خیال میں غلطی پر ہوں۔ اور میں اس بات کو مانتا ہوں کہ عیب جوئی پر مائل رہنا میری طبیعت کا سب سے بڑا سقم ہے اور میرا رشک و حسد اکثر دوسروں میں وہ عیوب دیکھنے لگتا ہے جو فی الواقع کوئی وجود نہیں رکھتے۔ لیکن حضور تو دانا اور ہوشمند ہیں۔ مجھ جیسے کج خیال شخص کی باتوں کا کچھ خیال نہ فرمایا کریں۔ اور نہ میری پریشان خیالی یا غلط مشاہدوں سے اپنے حق میں کوئی آزار پیدا کریں۔ اپنے خیالات سے حضور کو آگاہ کرنا ایسی بات ہے جو نہ تو حضور کی تسلی اور تشفی کا موجب ہو سکتی ہے اور نہ اپنی انسانیت، دیانت اور عقل پر گواہی دیتی ہے۔

اوتھیلو:۔ تو پھر تمھارا مطلب کیا ہوا؟

ایاگو:۔ حضور مرد ہو یا عورت، نیک کرداری اس کی زندگی کا سب سے بڑا جوہر ہوتا ہے۔ جو شخص میری جیب کاٹتا ہے وہ روپیہ چراتا ہے۔ روپیہ بھی ایک چیز ہے مگر حقیقت میں کوئی چیز نہیں۔ ایک وقت میں میرا تھا اب دوسرے کا ہو گیا۔ اور یہی چیز ہزاروں کے ہاتھ میں رہ چکی ہے۔ اور ہزاروں کے پاس رہیگی۔ لیکن جو شخص مجھ سے میری نیکنامی چھینتا ہے وہ مجھے ایک ایسی دولت سے محروم کرتا ہے جو اس کے حق میں دولت نہیں ہو سکتی۔ ایسا شخص واقعی مجھے مفلس کر دیتا ہے۔

اوتھیلو:۔ واللہ کچھ بھی ہو، تمھارے خیالات جو دل میں چھپے ہیں میں ضرور معلوم کرونگا۔

ایاگو:۔ حضور نہیں معلوم کر سکتے۔ اگر میرا دل حضور کی ہتھیلی پر بھی رکھا ہو تب بھی حضور کو ان کا علم نہیں ہو سکتا اور جب تک میرے خیالات میرے قبضے میں ہیں اس وقت تک انہیں معلوم کرنا دوسرے کیلئے ممکن نہیں۔

اوتھیلو:۔ آہ افسوس ہے۔

ایاگو:۔ مفلس اور قانع حقیقت میں دولت مند ہوتے ہیں اور یہی دولت ان کے لئے کافی ہوتی ہے۔

اوتھیلو:۔ ہائے افسوس!

ایاگو:۔ حضور رشک و حسد کی بلاؤں سے ہوشیار رہیں۔ رشک تو وہ سبز چشم درندہ ہوتا ہے جو شکار کو کھانے سے پہلے اس سے کھیلتا ہے۔ اور وہ مرد جسے علم ہے کہ اس کی بیوی حرام کار ہے خوش رہتا ہے۔ گو بیوی سے اسے محبت نہیں رہتی۔ اس شخص

کے اوقات سخت تکلیف اور اذیت میں گذرتے ہیں جس کے دل میں بیوی کی محبت کے ساتھ اس کی وفاداری کے متعلق شک و شبہ بھی ہو۔ گو بیوی سے اسے محبت بہت ہوتی ہے۔

اوتھیلو:۔ ارے مصیبت!

ایاگو:۔ جو شخص افلاس کے ساتھ قناعت بھی رکھتا ہے، وہ کافی دولت مند ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس دولت بیکراں بھی ہو اور اس کو ہر وقت مفلس رہنے کا خوف لگا رہے تو وہ ایسا ہی مفلس ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم پھولوں سے۔ رشک بُری بلا ہے۔ خدا میری قوم کے ہر متنفس کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔

اوتھیلو:۔ یہ خیال تمہارے دل میں کیونکر آیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری زندگی رشک و حسد کی زندگی ہے۔ کیا ہر چاند کے گھٹنے بڑھنے کے ساتھ نئے نئے شکوک و شبہے میرے دل میں آتے ہیں۔ نہیں جب کسی بات کا ایک مرتبہ دل میں شبہ ہوگیا تو پھر ادھر یا اُدھر کوئی فیصلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ میں تو انسان کی جگہ جانور ہونا پسند کروں گا۔ اگر میں اپنی طبیعت کو ایسے بے بنیاد اور مبالغہ آمیز نتیجوں کی طرف جیسے کہ تمہاری باتوں سے نکلتے ہیں رجوع کروں۔ اگر کوئی مجھ سے کہے کہ میری بیوی حسین ہے، خوب کھاتی پیتی پہنتی اوڑھتی ہے دوسروں میں مل کر بیٹھنا پسند کرتی ہے صاف گو ہے۔ گاتی بجاتی بھی خوب ہے اور ناچتی بھی اچھا ہے لیکن اگر وہ پاک دامن ہے تو یہ سب باتیں اور خوبیاں ہو جاتی ہیں۔ اور ان خوبیوں کی وجہ سے مجھے شبہ نہیں ہوتا کہ میری بیوی مجھ سے سرتابی کریگی۔ کیونکہ جب اس نے مجھے اپنا شوہر بنانا پسند کیا تھا تو وہ آنکھیں رکھتی تھی۔ لیکن یہ شبہ ایسا ہے کہ تاوقتیکہ میں اپنی آنکھ سے کوئی بات نہ دیکھ لوں اس وقت تک میرا دل صاف رہے گا۔ اس میں بال آنا ممکن نہیں۔ لیکن جب شبہ ثابت ہوگیا تو پھر سوائے اس کے چارہ نہیں کہ عشق اور رشک دونوں کو ایک دم فنا کر دوں۔

ایاگو:۔ میں یہ سنکر خوش ہوا کیونکہ اب میں پورے ادب اور تعظیم سے جو میرا فرض ہے حضور کی خدمت زیادہ آزادی اور صفائی سے کر سکوں گا۔ اور جب کہ میرا فرض منصبی ہے حضور مجھ سے سنئیں۔ میں ابھی تک کسی ثبوت کی نسبت کوئی بات عرض نہیں کر سکتا۔ صرف اتنا کہتا ہوں کہ حضور اپنی اہلیہ کا خیال رکھیں بالخصوص اس وقت جبکہ کاسیو کے ساتھ ہو۔ اور اپنے تیور ایسے رکھئے جس سے رشک ظاہر نہ ہو۔ میں اپنے ملک والوں کے اطوار اور مزاج سے بخوبی واقف ہوں۔ وینس میں ایسی ایسی عورتیں ہیں جو اپنی حرکتیں آسمان کو تو دکھا دیں لیکن اپنے شوہروں کو نظر نہ آنے دیں۔ جو بات کرتی ہے اسے بغیر کئے نہ چھوڑیں مگر کسی کو خبر نہ ہونے دیں۔

اوتھیلو:۔ کیا تم اپنے وطن کی عورتوں کی نسبت ایسی بات کہتے ہو۔

ایاگو:۔ آپ سے شادی کرنے میں اس نے اپنے باپ کو دھوکا دیا۔ اور جس حالت میں کہ وہ آپ کی نظروں کو دیکھکر خوف سے لرزنے لگتی تھی وہی وقت تھا کہ آپ کے ساتھ اس کا عشق سب سے زیادہ زور پر تھا۔

اوتھیلو:۔ ہاں اسے عشق تو ایسا ہی تھا۔

ایاگو:۔ بس اسی سے سمجھ لیں جبکہ کم سنی میں وہ اس غضب کی تھی کہ باپ کے دیدوں میں خاک ڈالی اور باپ اسی خیال میں رہا کہ لڑکی پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ لیکن یہ باتیں میں ایسی کہہ رہا ہوں کہ خود مجرم ٹھیرتا ہوں۔ آقا میں حضور سے معافی مانگتا ہوں۔ اور میرا قصور جس کی معافی چاہتا ہوں صرف اتنا ہے کہ مجھے حضور سے محبت بہت ہے۔

اوتھیلو:۔ میں تمہاری اس توجہ اور محبت کا شکر گذار ہوں۔

ایاگو:۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری باتوں سے حضور کی طبیعت کسی قدر افسردہ ہوگئی ہے۔

اوتھیلو:۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔

ایاگو:۔ نہیں واللہ مجھے خوف ہے کہ حضور میری باتوں سے مکدر ہو چلے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ حضور اپنا خیال دُور کر دینگے۔ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ حضور کی محبت کی وجہ سے عرض کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ حضور پر میری باتوں کا برا اثر ہے مگر میری گذارش یہی ہے کہ اس وقت جو کچھ عرض کر رہا ہوں اس سے کوئی برا نتیجہ نہ نکالیں اور اس کو شبہ کی حد سے آگے نہ بڑھنے دیں۔

اوتھیلو:۔ ہاں میں اسے اسی حد تک سمجھ رہا ہوں۔

ایاگو:۔ اگر حضور نے اسے شبہ کی حد سے زیادہ سمجھا تو میری باتوں سے وہ قبیح نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو ہرگز میرا

مقصود نہیں۔ کاسیو میرا بڑا لائق دوست ہے۔ حضور میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی طبیعت پر زیادہ اثر ہے۔

اوتھیلو:۔ نہیں کچھ زیادہ اثر نہیں۔ میں ڈسڈیمونہ کو ہر حال میں پاک دامن سمجھتا ہوں۔

ایاگو:۔ خدا کرے وہ مدت تک پاک دامن رہے اور حضور کی عمر دراز ہو کہ اُسے ایسا ہی دیکھیں۔

اوتھیلو:۔ مگر اس پر بھی فطرت کسی غلطی میں پڑنا چاہتی ہے۔

ایاگو:۔ حضور بات یہی ہے۔ اگر یہ ناچیز بیباک ہو کر حضور سے کچھ عرض کرے تو کہہ سکتا ہے کہ شادیوں کے بہت سے پیغام اپنے ہی ملک اور رنگ اور ہم درجہ لوگوں کے آئے۔ اور یہ ملک رنگ اور درجہ کا ایک ہونا ایسا تعلق ہے جو فطرت کی تمام چیزوں میں موجود ہے۔ مگر اس نے کسی کو قبول نہ کیا۔ واللہ اس ہٹ اور ضد سے بہت سے نامناسب غیر موزوں اور غیر فطری خیالات محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے معاف فرمائیے گا میرے لئے نامناسب ہوگا کہ میں صاف طور پر اس کی نسبت کوئی خیال ظاہر کروں۔ لیکن مجھے اس کی طبیعت سے یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس بات کو قرین انصاف نہ سمجھنے لگے۔ کہ اپنے کسی اہل وطن کی صورت و شکل سے آپ کی صورت و شکل کا مقابلہ کرے اور پھر پشیمان ہو۔

اوتھیلو:۔ اچھا اب رخصت۔ خدا حافظ۔ اگر کوئی بات تمہیں معلوم ہو تو مجھے آگاہ کرتے رہنا۔ تم اپنی بیوی سے کہدو کہ اس پر نظر رکھے۔ ایاگو تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ۔

ایاگو:۔ (رخصت ہوتے وقت کہتا ہے) آقا میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

اوتھیلو:۔ افسوس میں نے شادی کیوں کی تھی۔ یہ شخص جو ایماندار ہے جتنی بات کہتا ہے اس سے کہیں زیادہ کا علم وہ رکھتا ہے۔

ایاگو:۔ (پھر واپس آتا ہے) آقائے من! میری حضور سے درخواست ہے کہ اس باب میں حضور اب زیادہ غور و خوض نہ کریں۔ جو کچھ ہونیوالا ہو اسے وقت پر چھوڑ دیں۔ گو مناسب یہی ہے کہ کاسیو اپنی جگہ پر بحال کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں ذرا شک نہیں کہ وہ بڑی لیاقت سے اپنی جگہ پر کام کرتا تھا لیکن اس پر بھی اگر آپ کچھ دنوں اس کے بحال کرنے میں توقف کریں گے تو پھر آپ خود اسے اور جو ذرائع وہ کام میں لاتا ہے انہیں معلوم کریں گے۔ اگر حضور کی بیگم صاحبہ اس کی سفارش پر زیادہ زور دیں تو اس بات سے بھی بہت کچھ ظاہر ہو جائیگا۔ حضور خیال فرمادیں کہ میں خود بھی طرح طرح کے خوف اور اندیشے میں مبتلا رہوں گا کیونکہ خوف اور اندیشے کی وجہ میرے لئے کافی ہے۔ لیکن حضور اس زمانہ میں اپنی بیگم صاحبہ کو بالکل معصوم اور بےگناہ تصور کریں۔ اور یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں محض حضور کی محبت کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔

اوتھیلو:۔ میری طرف سے تم مطمئن رہو۔ مجھے اپنی طبیعت پر پورا قابو ہے۔

ایاگو:۔ میں پھر رخصت چاہتا ہوں۔

اوتھیلو:۔ یہ شخص نہایت سچا اور ایماندار ہے۔ اور بڑی ذہانت اور دانائی سے انسان کے ایمان اور دل کی برائیوں سے واقف ہے۔ ڈسڈیمونہ کاش تو شاہین ہوتی جس کی وحشت کھو کر اُسے رام کرنا ممکن ہوتا۔ پھر چاہے تو مضبوط تسموں سے میرے ہاتھ پر بندھی ہوتی تب بھی ان بندشوں کو توڑ کر میں تجھے آزاد کر دیتا کہ اپنی بہتری کی تلاش میں جس طرف چاہے پرواز کرے۔ ممکن ہو کہ میری اس سیاہ رنگت نے میری گفتگو میں وہ شیرینی اور نرمی پیدا نہ کی ہو جو حسینوں میں اٹھنے بیٹھنے والوں کی گفتگو میں ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ اب وادیٔ حیات میں عمر کا آفتاب بہت ڈھل چکا ہے۔ ہائے تو نے مجھے دھوکے میں رکھا۔ اب تجھ سے مفارقت ہو گئی۔ میرے نام کو داغ لگایا۔ اب بجز اس کے چارہ ہی کیا ہے کہ میں اپنے زخمی دل کو تجھ سے نفرت کر کے تسلی دیا کروں۔ شادی!!! تجھ پر لعنت ہے۔ ان مہوشوں کے حسن و نزاکت کو ہم اپنا سمجھتے ہیں مگر ان کی خواہشوں پر ہمیں قابو نہیں ہوتا۔ کاش میں کسی زندانِ تاریک کی ظلمت اور رطوبت میں زندگی بسر کرتا ہوتا۔ مگر جس چیز سے محبت تھی اس کا گوشۂ دل جو اب دوسروں کے آرام کیلئے ہے میرا مسکن نہ ہوتا۔ مردوں کے ساتھ ان کی بیویوں کی بیوفائی ایسی چیز ہے جس سے کیا اعلیٰ اور کیا ادنیٰ کسی طبقے کو بھی مفر نہیں۔ مردوں کیلئے یہ مصیبت موت کی طرح ناگزیر ہے۔ اور ان کیلئے یہی بیوفائی ان کے سروں پر زندگی بھر کانٹوں کا تاج بنی رہتی ہے۔ دیکھو ڈسڈیمونہ آرہی ہے۔

(ڈسڈیمونہ اور امیلیا اندر آتی ہیں)

اوتھیلو:۔ ہائے یہ صورت اور بیوفائی کرے۔ اس میں تو آسمان خود اپنا مضحکہ کرتا ہے۔ میں ہرگز یقین نہ کروں گا کہ وہ بیوفا ہے۔

وسدیمونہ:۔ کہو پیارے اوتھیلو آپ کی ضیافت اور قبرص کے جن دوستوں کو آپ نے اس میں مدعو کیا تھا وہ سب آپ کے انتظار میں ہیں۔

اوتھیلو:۔ ہاں قصور میرا ہے۔

وسدیمونہ:۔ کیوں آواز اتنی نحیف کیوں ہے؟ کیا کچھ جی اچھا نہیں؟

اوتھیلو:۔ ہاں پیشانی میں ادھر کو درد ہو رہا ہے۔

وسدیمونہ:۔ نگرانیاں اور معائنہ کرتے کرتے یہ درد ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر میں جاتا رہے گا۔ سر کو کسی کپڑے سے مضبوط باندھئے گھڑی بھر میں درد جاتا رہے گا۔

اوتھیلو:۔ تمہارا رومال چھوٹا ہے۔

(رومال اتار دیتا ہے اور وہ زمین پر گر جاتا ہے)

جانے دو۔ میں تمہارے ساتھ اندر چلتا ہوں۔

وسدیمونہ:۔ یہ دیکھکر کہ آپ کا مزاج اچھا نہیں مجھے بڑا فکر ہو گیا۔

(اوتھیلو اور وسدیمونہ چلے جاتے ہیں)

امیلیا:۔ واہ واہ یہ رومال تو خوب ملا۔ بڑی خوش ہوئی یہی سب سے پہلا تحفہ تھا جو مراکشی نے وسدیمونہ کو دیا تھا۔ میرے اس بد راہ شوہر نے سینکڑوں دفعہ مجھ سے فرمائش کی تھی کہ میں اس رومال کو کسی طرح چرا لوں۔ لیکن وسدیمونہ کو اپنے شوہر کے دیئے ہوئے اس تحفہ کا بے حد خیال رہتا تھا اور وہ اس کی نہایت درجہ قدر کرتی تھی۔ کیونکہ شوہر نے دیتے وقت کہدیا تھا کہ وہ اسے اپنے پاس رکھے۔ اس لئے وہ کبھی اس رومال کو جدا نہ کرتی تھی۔ ہمیشہ چوم چوم کر اسے کلیجہ سے لگاتی تھی اور اس سے باتیں بھی کیا کرتی تھی۔ جو کام اس رومال پر بنا ہے اس کی میں ایک نقل لوں گی۔ اور پھر رومال ایاگو کو دوں گی۔ نہیں معلوم وہ اس کا کیا کرے گا۔ اس کا حال تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ مجھ کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ مجھے تو صرف اسے خوش کرنا منظور ہے۔

(ایاگو پھر اندر آتا ہے)

ایاگو:۔ کیوں اکیلی بیٹھی کیا کرتی ہو؟

امیلیا:۔ بس آئے مجھے ستانے۔ تمہارے لئے ایک چیز ہاتھ لگی ہے۔

ایاگو:۔ میرے لئے اور کوئی چیز! یہ تو معمولی بات ہے۔

امیلیا:۔ معمولی کیا بات ہے؟

ایاگو:۔ کہ کسی کو بیوقوف جورو ملے۔

امیلیا:۔ واہ بس یہی انعام دیا۔ اچھا بتاؤ اس رومال کیلئے کیا دوگے؟

ایاگو:۔ کونسے رومال کیلئے؟

امیلیا:۔ کونسا رومال؟ گویا بھول ہی گئے۔ وہی رومال جو مراکشی نے وسدیمونہ کو دیا تھا۔ جس کیلئے تم بار بار کہہ چکے تھو کہ اسے میں کسی طرح چرا لوں۔

ایاگو:۔ تو کیا وسدیمونہ کے پاس سے چرا لیا؟

امیلیا:۔ نہیں۔ انجانی میں ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ میں وہاں موجود تھی میں نے چپکے سے اسے اٹھا لیا چرایا نہیں۔ دیکھو یہی وہ رومال ہے نا؟

ایاگو:۔ تم بڑی اچھی بیوی ہو، رومال مجھے دو۔

امیلیا:۔ پہلے بتاؤ اس کے عوض میں مجھے دوگے کیا؟ تم تو اس کے چرانے کیلئے بار بار تاکید کر چکے تھے۔

ایاگو:۔ (امیلیا کے ہاتھ سے رومال اُچک لیتا ہے) تمہیں اس سے کیا کہ میں کیا کروں گا۔

امیلیا:۔ دیکھو اگر اس سے کوئی بڑا کام لینا ہے تو لیکر پھر مجھے دیدینا۔ اگر کہیں بیگم کو معلوم ہو گیا کہ رومال اس کے پاس سے چلا گیا ہے تو وہ اس رنج میں دیوانی ہو جائیگی۔

ایاگو:۔ تمہیں پوچھنے سے کیا مطلب کہ میں اس سے کیا کام لونگا مگر کام لینا اس سے ضرور ہے۔ بس اب تم میرے پاس سے چلی جاؤ۔

(امیلیا چلی جاتی ہے)

میں کاسیو کے گھر میں یہ رومال اس طرح ڈال دونگا کہ اسے پڑا مل جائے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ہوا سے بھی ہلکی ہوتی ہیں جب دل میں رشک پہلے سے موجود ہو تو پھر وہ کتاب مقدس کی آیتوں کی طرح صحیح اور برحق مانی جاتی ہیں۔ اس سے میرا کام نکل جائیگا۔ جتنا زہر مراکشی کو اب تک دے چکا ہوں اس سے اس کا رنگ بدلا نظر آتا ہے۔ خطرناک باتیں اپنی تاثیر میں زہر ہوا کرتی ہیں۔ یہ زہر پہلے کھانے میں بدمزہ نہیں معلوم

ہوتا۔ پھر جہاں خون میں اس نے اپنا تھوڑا سا بھی اثر کیا تو خون اس طرح جلنے لگتا ہے جیسے گندھک کی کان میں آگ لگی ہو۔ یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ لو وہ اوتھیلو خود آ رہا ہے۔

(اوتھیلو اندر آتا ہے)

افیون، ایلو ایا دُنیا بھر کی خواب آور چیزیں جتنی بھی ہوں اب تجھے وہ میٹھی نیند نہیں سُلا سکتیں جو کل تک تو سویا تھا۔

اوتھیلو:۔ ہا ہا۔ میرے ساتھ بیوفائی کرے۔

ایاگو:۔ اب اس کا ذکر آپ کیوں کرتے ہیں۔

اوتھیلو:۔ دور ہو بے ایمان تو نے مجھے شکنجے میں کس رکھا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تھوڑی سی برائی سُننے کی جگہ بہت سی برائیاں سننی بہتر ہوتی ہیں۔

ایاگو:۔ آقا کیا بات ہے؟

اوتھیلو:۔ میں کیسے مان لوں کہ ڈسڈیمونہ مجھ سے آنکھ بچا کر کاسیو سے ہمکنار رہوئی۔ میں نے یہ بات نہ کبھی دیکھی نہ میرے خیال میں گذری، نہ مجھے اس سے کوئی ضرر پہنچا۔ جس رات کو کہا جاتا ہے کہ کاسیو سے ہمکنار رہوئی اس کی دوسری رات کو وہ اچھی طرح سوئی۔ دل ہلکا اور خوش تھا۔ کاسیو کے بوسوں کے نشان اس کے لبوں پر نہ تھے۔ اگر کسی کا مال چوری گیا ہو اور جو کچھ چوری گیا ہو اس کے سرقہ ہونیکی خبر مالک کو نہ ہو تو پھر بہتر یہی ہوتا ہے کہ اس چوری کا علم اسے نہ ہونے دیا جائے۔ اور وہ یہی سمجھتا رہے کہ کوئی چیز اس کی چوری نہیں گئی۔

ایاگو:۔ حضور کی زبان سے ایسا سن کر مجھے افسوس ہوا۔

اوتھیلو:۔ یہ تو یہ، میں تو یہ سنکر خوش ہوتا کہ لشکر کا ہر سپاہی خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ اس کے شیریں جسم سے لذت یاب ہوتا مگر شرط یہی تھی کہ اس کا ذکر مجھ سے نہ ہوتا۔ لیکن اب اے اطمینانِ خاطر اور سکونِ قلب تجھ سے ہمیشہ کو جدائی ہوتی ہے۔ اور اے مسلح لشکر و اور بڑی بڑی خون ریز لڑائیو جن میں شرکت کرنا، حُبِ جاہ و منزلت کی سب سے بڑی نیکی سمجھی جاتی ہے، تم سب سے ہمیشہ کو رخصت چاہتا ہوں۔ اور لے لڑائی کے آراستہ و پیراستہ تو سنوں تم سے بھی وداع ہوتا ہوں۔ اور اے تیز آواز والے نفیر و قرنا، طبل و دُہل جن کی گرج سے دل میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ان تمام چیزوں سے جو خون ریز لڑائیوں میں صولت و حشمت کی وجہ ہوتی تھیں تم سب سے الوداع۔

اور اے موت افگن آتشبار آلوں جن کے خوفناک حلق سے غیر فانی خدائے جوپیٹر کی رعد و گرج کی ہیبت ناک آوازیں پیدا ہوتی ہیں تم سے بھی رخصت۔ اوتھیلو کی سپہ گری اور اس کا کام ختم ہوا۔

ایاگو:۔ کیا حضور ایسا ممکن ہے؟

اوتھیلو:۔ خبیث سمجھ رے جب تک تو کسی عینی شہادت سے میری محبوبہ کو حرام کار ثابت نہ کرو یگا تو پھر انسان کی روح غیر فانی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ میرا قہر و غضب پیدا ہو کر تجھے غارت کرے تو بجائے انسان ہونیکے ایک کتا پیدا ہوا ہوتا۔

ایاگو:۔ لیجئے نوبت یہاں تک پہونچ گئی۔

اوتھیلو:۔ مجھے اسے حرام کاری کی حالت میں دیکھنے دے یا کم سے کم اس کی اس حالت کا ثبوت پیش کر اور یہ ثبوت ایسا ہو کہ اس میں شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہ رہے ورنہ پھر اپنی جان سے ہاتھ دھولے۔

ایاگو:۔ میرے شریف آقا!

اوتھیلو:۔ اگر تو اس پر بہتان بندی کرتا ہے تاکہ مجھے ایذا پہنچاؤ تو پھر کبھی خدا کے سامنے تو اپنا سر زمین پر نہ رکھیو۔ پشیمانی اور ندامت سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو کر عذاب پر عذاب اور ہول پر ہول طاری کر یہ کام ایسا ہو کہ آسمان بھی اس پر گریہ کرے اور روئے زمین خوف زدہ ہو جائے کیونکہ میری ابدی ہلاکت کیلئے اس سے بدتر کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکتا۔

ایاگو:۔ اے خدا، اے عرش، اے آسمان میرا قصور معاف کرو۔ کیا آپ انسان ہیں کیا آپ عقل و روح رکھتے ہیں؟ خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے۔ زیادہ کیا ہوگا میری جگہ لے لیجئے گا۔

ایاگو: ارے مصیبت زدہ احمق جو اس لئے زندہ ہے کہ اپنی ایمانداری اور دیانتداری کو بے ایمانی ثابت کرے۔ اے بدکار دنیا اس بات کو یاد رکھ۔ اور اے بے ایمان دُنیا ہرگز نہ بھول کہ صاف گوئی اور ایمانداری میں سلامتی نہیں۔ حضور کی اس توجہ اور نوازش کا میں ممنون ہوں۔ اب میں کسی دوست سے محبت نہ کروں گا۔ کیونکہ محبت میں بڑے بڑے خطرے ہیں۔

اوتھیلو:۔ نہیں ایماندار رہنا تمھارا فرض ہے۔

ایاگو:۔ نہیں مجھے ہوشیار رہنا چاہئے کیونکہ ایمانداری دراصل حماقت ہے۔ اور اس میں وہ چیز ہاتھ سے جاتی ہے جس کیلئے

ایمانداری کی گئی تھی۔

اوتھیلو:۔ دُنیا، دنی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کو باوفا بھی سمجھتا ہوں اور بیوفا بھی۔ کبھی خیال کرتا ہوں کہ ایاگو تم سچے ہو۔ اور ساتھ ہی خیال آتا ہے کہ تم سچے نہیں ہو۔ بہرکیف مجھے کوئی ثبوت ملنا ضروری ہے۔ وسدیمونا جس کے نام میں دیبی وانیا کے چہرے کی سی تازگی تھی وہ اب ایسا ہی سیاہ اور تاریک نظر آتا ہے جیسا کہ میں سیاہ فام ہوں۔ چھریاں سیال انگارے، زہر یا وہ ندیاں جس میں خطاکاروں کو غرق کرتے ہیں۔ ان سب کو میں برداشت کرلیتا مگر وسدیمونا کی بیوفائی اس وقت تک برداشت نہیں ہو سکے گی جب تک کہ میرا اطمینان نہ ہو جائے۔

ایاگو:۔ حضور میں دیکھتا ہوں کہ غصے اور تکلیف نے آپ پر غلبہ پالیا ہے۔ میں سخت نادم ہوں کہ مجھے کیوں آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں؟

اوتھیلو:۔ چاہنا کیسا، ضرور اطمینان کروں گا۔

ایاگو:۔ درست ہے۔ مگر حضور کا اطمینان کیسے ہو؟ اگر الزام اور صحیح واقعات حقیقت کے دروازہ تک رہنمائی کریں تو پھر آپ کا اطمینان ضرور ہو جائیگا۔ بہتر ہے اب ایسا ہی ہوگا۔

اوتھیلو:۔ مجھے ایک بیّن اور زندہ ثبوت اس کی بے وفائی کا ملنا چاہیئے۔

ایاگو:۔ گو میں اس کام کو پسند نہیں کرتا مگر چونکہ اس معاملے میں مجھے ایک بڑی حد تک دخل ہو چکا ہے۔ اور میں نے اپنی احمقانہ دیانت اور حضور کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ایسا کیا ہے پس میں اس معاملے کو آگے نہ بڑھاؤں گا۔ سنئے کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ کاسیو کے پاس میں پڑا سوتا تھا۔ ڈاڑھ کے درد کی تکلیف سے مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ بعض آدمی ایسی سیدھی طبیعتوں کے ہوتے ہیں جو نیند میں آپسے آپ اپنے دل کی باتیں کہنے لگتے ہیں۔ کاسیو بھی اسی طبیعت کا آدمی ہے۔ نیند میں میں نے اُسے یہ کہتے سُنا کہ:" اے میری پیاری وسدیمونہ تمھیں ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اپنے عشق و محبت کا راز مخفی رکھنا ضروری ہے" پھر حضور اس نے دونوں ہاتھ پکڑ کر مجھے ہلایا اور کہنے لگا "اے پیاری حسین جان" اور پھر وہ مجھے چمٹ کر پیار کرنے لگا۔ اور میرے لبوں کو زور سے چوم کر اور آہیں بھر کر کہنے لگا "لعنت ہے اس تقدیر پر جس نے تجھے مراکشی کے حوالے کیا"

اوتھیلو:۔ ارے غضب غضب۔

ایاگو:۔ مگر یہ کاسیو کا ایک خواب تھا۔

اوتھیلو:۔ یہ درست ہے مگر اس سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قصد پہلے کیا تھا۔ چونکہ یہ محض خواب تھا اس لئے اصلی بات پھر بھی شک و شبہ میں رہ جاتی ہے۔

ایاگو:۔ مگر یہ واقعہ ضعیف ثبوت کو قوی کرتا ہے۔

اوتھیلو:۔ میں ایک ایک کر کے پرخچے اڑا دوں گا۔

ایاگو:۔ نہیں۔ مگر عقل سے کام لیجئے۔ ممکن ہے کہ اس میں بھی کوئی بات تہ کی نہ ملے۔ ممکن ہے کہ اس پر بھی وہ باوفا ہو۔ کیا حضور نے وہ رومال اپنی بیگم کے ہاتھ میں نہیں دیکھا جس پر پھول کڑھے تھے۔

اوتھیلو:۔ ہاں کچھ یاد آتا ہے کہ ایک پھولوں کڑھا رومال میں نے اُسے بطور تحفے کے دیا تھا اور وہ میرا سب سے پہلا تحفہ تھا۔

ایاگو:۔ مجھے یہ کچھ نہیں معلوم۔ مگر ویسے ہی ایک رومال کا خیال آیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ رومال آپکی بیگم صاحبہ کا تھا۔ آج میں نے کاسیو کو دیکھا کہ اسی رومال سے وہ اپنی ڈاڑھی پونچھ رہا تھا۔

اوتھیلو:۔ تو کیا رومال واقعی وہی تھا؟

ایاگو:۔ ممکن ہے وہی ہو یا کوئی اور ہو، مگر تھا وہ وسدیمونہ کا۔ تو یہ بات بھی جہاں اور ثبوت موجود ہیں اس کے خلاف پڑتی ہے۔

اوتھیلو:۔ کاش اس خبیث کاسیو کی ایک ہزار جانیں ہوتیں۔ صرف ایک جان لیکر میرا انتقام پورا نہ ہو سکے گا۔ اچھا اب میں دیکھتا ہوں کہ واقعہ سچ ہے۔ ایاگو ادھر دیکھو، میں اس طرح ایک پھونک مار کر اپنے تمام عشق و الفت کو آسمان کی طرف اڑائے دیتا ہوں۔ ہاں دیکھو وہ اٹھ کر آسمان تک پہنچ گیا۔ اے انتقام سیہ کار اپنے تاریک حجرے سے باہر نکل۔ اے عشق اپنے سر کا تاج اور دل کا تخت ظالمانہ نفرت اور عداوت کے حوالے کر دے۔ اور اے حسرت بھرے سینے پر ایک اور بوجھ رکھ۔ اور یہ بوجھ زہریلے دندانِ مار کا ہے۔

ایاگو:۔ حضور ذرا صبر سے کام لیں۔

اوتھیلو:۔ خون! خون! خون!

ایاگو:۔ میں کہتا ہوں کہ ابھی صبر کیجئے۔ ممکن ہے کہ آپکی طبیعت

کا حال جو اس وقت سے آئندہ نہ رہے۔

اوتھیلو:- نہیں ایاگو نہیں۔ بحر بنطش کی سرد اور برفانی موج کی طرح جو بڑھکر گھٹنا نہیں جانتی اور تڑپتی ہوئی مارمورا اور ردانیال کی سمندر دل کی طرف بڑھتی ہے اسی طرح میرے خونی خیالات مجھ میں ترقی پکڑتے جاتے ہیں۔ اور ان میں عشق کو ذلیل وخوار کرنے کیلئے اس وقت تک فرق نہ آئیگا جب تک میرا انتقام کُل دشمنوں کو غارت نہ کردیگا اور جب تک ان دشمنوں کو غارت نہ کرلوں گا میرے خونی خیالات کم نہ ہوں گے۔ اور اے فلکِ درخشاں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں (اتنا کہہ کر اوتھیلو تعظیم اور ادب سے جھکتا ہے) کہ اپنے قول اور وعدے کا لحاظ اور ادب کرکے اس کے الفاظ کا اپنے کو پابند کرتا ہوں۔

ایاگو:- حضور ابھی اٹھیں نہیں۔ (ایاگو بھی اوتھیلو کی طرح جھک کر کہتا ہے) اے سر کے اوپر آسمان کے چمکتے تارو اور اے عناصر فطرت جو ہمیں ہر طرف سے حلقہ کئے ہوئے ہیں گواہ رہو کہ ایاگو جس قدر عقل قوت اور ہمت رکھتا ہے وہ کُل اس عاشقِ ناکام کی خدمت کیلئے پیش کرتا ہے۔ اٹھئے اور حکم دیجئے۔ اور حکم کی بجا آوری میرے دل کے رحم اور شرافت کی دلیل ہوگی۔ خواہ واقعات کیسے ہی خونی اور خوں ریز ثابت ہوں۔ (دونوں اٹھتے ہیں)

اوتھیلو:- میں تمھاری محبت کو تسلیم کرتا ہوں۔ میری یہ شکرگذاری فضول نہیں ہے۔ تم فوراً اس کی فیاضی کی آزمائش کرلوگے۔ سن لو کہ تین دن کے اندر تمھیں معلوم ہوجائیگا کہ کاسیو زندہ نہیں ہے۔

ایاگو:- افسوس افسوس۔ میرا دوست جان سے مارا جائیگا۔ کاسیو کی موت تو اس کی مرضی سے ہوئی مگر حضور وسدیمونہ کو تو زندہ رہنے دیجئے۔

اوتھیلو:- جہنم میں جائے وہ بدکار، دوزخ کا کندہ بزدہ شعل آؤ ذرا میرے ساتھ چلو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ظالم حسینہ کی موت کیلئے ایسا ذریعہ جو جلد اور آسانی سے کارگر ہو دریافت کرلوں۔ ایاگو آج سے تمھیں میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔

چوتھا منظر

قصر کے سامنے

وسدیمونہ، امیلیا اور ایک مسخرہ آتا ہے

وسدیمونہ:- کیوں صاحب تمھیں معلوم ہے نائب کاسیو کا خیمہ کہاں ہے؟

مسخرا:- یہ بتانا کہ اس کا خیمہ کہاں ہے جھوٹ بولنے کے برابر ہے۔

وسدیمونہ:- یہ کیونکر؟

مسخرا:- وہ سپاہی پیشہ ٹھیرا۔ اور سپاہی کی نسبت کہنا کہ وہ جھوٹا ہے اس کے معنی یہ ہونگے کہ چھری کا زخم خود کھانا پڑے۔

وسدیمونہ:- تم بھی کچھ عجیب آدمی ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ رہتا کہاں ہے؟

مسخرا:- یہ بتانا کہ وہ کہاں رہتا ہے میرے لئے جھوٹ بولنا ہوگا۔

وسدیمونہ:- آخر تمھاری بات کا مطلب کیا ہوا؟

مسخرہ:- مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہتا ہے؟ اور اپنے دل سے گھڑ کر بتانا کہ وہ وہاں رہتا ہے میرے لئے جھوٹ بولنا ہوا۔

وسدیمونہ:- کیا تم کسی سے دریافت کرکے اس کا مکان بتاسکتے ہو؟

مسخرا:- جی ہاں تمام دنیا میں میں اس کا آنہ پتہ پوچھتا رہوں گا ہر کسی سے دریافت کرتا رہوں گا اور جو کچھ معلوم ہوگا اسی آپ سے کہتا رہوں گا۔

وسدیمونہ:- اچھا اسے تلاش کرو۔ جب وہ ملے تو اُسے کہنا کہ یہاں آئے۔ میں نے اپنے شوہر سے اس کی سفارش کی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ سب کام ٹھیک ہوجائیگا۔

مسخرہ:- یہ کام تو انسان کی طاقت میں ہے اور میں اس میں کوشش کروں گا۔ (چلا جاتا ہے)

وسدیمونہ:- امیلیا خدا جانے وہ رومال میں نے کہاں پھینکدیا؟

امیلیا:- بیگم مجھے کیا خبر؟

وسدیمونہ:- یقین مانو اگر اشرفیوں کی بھری تھیلی بھی گم ہوجاتی تو مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا۔ لیکن میرا شریف شوہر دل کا سچا ہے اور اس میں وہ کمینہ پن جو بات بات پر شک وشبہ رکھنے والوں کی طبیعت میں ہوتا ہے نہیں ہے۔

امیلیا:- کیوں کیا اوتھیلو میں رشک نہیں ہے؟

وسدیمونہ:- میرے شوہر میں اور رشک! میں تو سمجھتی ہوں کہ جس ملک میں وہ پیدا ہوا تھا وہاں آفتاب کی حدت نے رشک وحسد کی خبیث رطوبتوں کو خشک کردیا تھا۔

امیلیا:- لیجئے اوتھیلو خود تشریف لارہے ہیں۔

(اوتھیلو آتا ہے)

وسدیمونہ:۔ آقا۔ آپ کا مزاج کیسا ہے؟

اوتھیلو:۔ بیگم اچھا ہوں (علیحدہ کہتا ہے) ہائے بناوٹ اور تصنع بھی کیسی مشکل چیزیں ہیں۔ وسدیمونہ تم کیسی ہو؟

وسدیمونہ:۔ آقا اچھی ہوں۔

اوتھیلو:۔ ذرا ہاتھ دو۔ بیگم یہ ہاتھ تو تمہارا پسیجا ہوا ہے۔

وسدیمونہ:۔ ابھی تک نہ تو بڑھاپا آیا ہے نہ کوئی صدمہ اٹھایا ہے۔

اوتھیلو:۔ نہیں۔ اس سے طبیعت کی فیاضی معلوم ہوتی ہے اور یہ کہ دریا دلی بہت ہے۔ گرم بھی ہے اور مرطوب بھی۔ یہ ہاتھ تمہارا ایسا ہے کہ کچھ دنوں کیلئے ترک دُنیا کرو۔ روزوں اور عبادت میں زندگی بسر کرو۔ نفس کشی کرو تو بہتر ہے۔ اس ہاتھ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسی جوان عورت کا ہاتھ ہے اور وہ عورت اس قسم کی ہے کہ تھوڑے سے اغوا میں بدراہ ہو سکتی ہے۔ یہ ہاتھ اچھا اور نیک ہے، اس سے دل کی صفائی معلوم ہوتی ہے۔

وسدیمونہ:۔ آپ جو چاہیں سو فرمائیں۔ مگر یہ وہ ہاتھ ہے جس نے اپنا دل آپ کو دیا تھا۔

اوتھیلو:۔ ہاں یہ فرضی ہاتھ ہے۔ پرانے زمانے میں دل ایسے ہوا کرتے تھے جو ہاتھ میں ہاتھ دیا کرتے تھے اور اب تو یہ حال ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ ہوتے ہیں دل نہیں ہوتے۔

وسدیمونہ:۔ میں اس مضمون میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اب آپ اس بات کی طرف رجوع ہوں جس بات کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔

اوتھیلو:۔ کونسا وعدہ؟

وسدیمونہ:۔ میں نے کاسیو کو بلایا ہے کہ وہ آپ سے گفتگو کرے۔

اوتھیلو:۔ میرا مزاج نادرست ہے۔ رینٹ ہونے لگی ہے۔ ذرا رومال دینا۔

وسدیمونہ:۔ لیجئے رومال حاضر ہے۔

اوتھیلو:۔ نہیں یہ رومال نہیں۔ وہ رومال جو میں نے تمھیں دیا تھا۔

وسدیمونہ:۔ وہ تو میرے پاس نہیں ہے۔

اوتھیلو:۔ نہیں ہے؟

وسدیمونہ:۔ آقا وہ نہیں ہے۔

اوتھیلو:۔ یہ تمہارا قصور ہے۔ وہ رومال مصر کی ایک عورت نے میری ماں کو دیا تھا۔ وہ عورت ساحرہ تھی اور آدمیوں کے دلوں کا حال معلوم کرلیتی تھی۔ اس ساحرہ نے رومال دیتے وقت میری ماں سے کہا تھا کہ جب تک یہ رومال تیرے پاس رہے گا تو شوہر کی نظروں میں حسین و دلکش رہے گی اور میرا باپ میری ماں پر شیدا اور شیفتہ رہے گا۔ اگر کھو دیا یا کسی کو تحفے میں دیدیا تو پھر میرے باپ کو میری ماں سے نفرت اور عداوت ہو جائیگی۔ اور وہ اپنے عشق و الفت کیلئے کسی دوسرے کو تلاش کریگا۔ جب میری ماں مرنے کو ہوئی تو رومال مجھے دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ جب تیری قسمت میں بیوی کرنا لکھا ہو تو یہ رومال اپنی بیوی کو دیجیو۔ چنانچہ وہ رومال وسدیمونہ میں نے تمھیں دیا۔ اور یہ بھی کہدیا تھا کہ اسکی بڑی حفاظت کرنا۔ اور اسکو ایسا ہی عزیز اور پیارا رکھنا جیسے کہ آنکھوں کے نور کی قدر کی جاتی ہے تو پھر وہ عذاب نازل نہ ہونگے جنکی ہمسری دوسرے عذاب نہ کرسکیں گے۔

وسدیمونہ:۔ کیا یہ سب باتیں ممکن ہیں؟

اوتھیلو:۔ ہاں بالکل سچ ہیں۔ ایک کاہنہ نے جبکہ اسکی عمر دو سو برس کی ہوئی تھی اس رومال کے تانے بانے جادو ڈال کر اسوقت بنا تھا جب کہ جادو اس کے سر پر سوار تھا۔ جن کیڑوں کا ریشم اس میں لگایا گیا ہے وہ پہلے پاک اور پوتر کیا گیا تھا اور وہ رومال ایک ایسے مصالحہ میں رنگا گیا تھا جس میں جوان عورتوں کا خون اور ان کے دل کے ٹکڑے آمیز تھے۔ اور مرنیکے بعد جنکی لاشوں کی ممی بنائی گئی تھی۔

وسدیمونہ:۔ کیا یہ سب باتیں سچ ہیں؟

اوتھیلو:۔ ہاں بالکل سچ ہیں، اس لئے اس رومال کو تلاش کرو۔

وسدیمونہ:۔ تو پھر خدا ایسا کرتا کہ میں اس رومال کو دیکھتی ہی نہیں۔

اوتھیلو:۔ ہائیں یہ کیوں؟

وسدیمونہ:۔ آپ اس طرح غصے کو کیوں بات کرتے ہیں۔

اوتھیلو:۔ کیا وہ کھو یا گیا کچھ کہو تو؟ یا کہیں دُور پہنچ گیا اور اب نہیں مل سکتا؟

وسدیمونہ:۔ خدایا مجھ پر رحم کر۔

اوتھیلو:۔ کیا خدا سے دعا مانگتی ہو۔

وسدیمونہ:۔ وہ کھویا نہیں گیا۔ یا اگر کھویا بھی گیا ہو تو پھر کیا کروں؟

اوتھیلو:۔ کھویا کیسے گیا؟

وسدیمونہ:۔ میں کہتی ہوں کہ وہ کھویا نہیں گیا۔

اوتھیلو:۔ تو پھر لاؤ میں اسے دیکھوں گا۔

وسدیمونہ:۔ ہاں میں لاسکتی ہوں مگر اس وقت نہیں۔ یہ تو آپ کا ایک حیلہ ہے تاکہ جو سفارش میں اس وقت آپ سے کرنا چاہتی تھی وہ ٹل جائے۔ پھر آپ سے التجا کرتی ہوں کہ کاسیو کو بحال کر دیا جائے۔

اوتھیلو:۔ رومال لا کر دو۔ میرے دل میں شبہ پیدا ہوگیا ہے۔

وسدیمونہ:۔ رومال کو اس وقت جانے دیجئے۔ کاسیو کو بحال کر دیجئے۔ اس سے زیادہ لائق آدمی آپ کو نہیں ملیگا۔

اوتھیلو:۔ رومال لاؤ۔

وسدیمونہ:۔ مہربانی فرما کر اس وقت کاسیو کی بحالی کا ذکر کیجئے۔

اوتھیلو:۔ نہیں رومال کہاں ہے؟

وسدیمونہ:۔ کاسیو تو وہ شخص ہے جس نے اس کل زمانہ میں آپ ہی کی محبت اور توجہ سے ترقی کی۔ آپ کے ساتھ طرح طرح کے خطروں میں شریک رہا۔

اوتھیلو:۔ رومال بتاؤ کہاں ہے؟

وسدیمونہ:۔ اور واقعہ یہ ہے کہ سارا الزام آپ پر آتا ہے۔

اوتھیلو:۔ دُور ہو۔

امیلیا:۔ کیا اوتھیلو کے دل میں اس وقت رشک نہیں ہے؟

وسدیمونہ:۔ یہ بات تو کبھی میں نے پہلے ان میں دیکھی نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس رومال میں کوئی بھید ہے۔ اس کے گم ہو جانے سے تو میں بڑے عذاب میں پڑی۔

امیلیا:۔ مرد کا حال سال دو سال کے بعد کھلتا ہے۔ ہم غذا ہیں اور وہ غذا کیلئے معدے ہیں۔ بھوک میں ہمیں کھانیکو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب سیر ہو جاتے ہیں تو پھر اُگلنے لگتے ہیں۔ دیکھئے کاسیو اور ایاگو آ رہے ہیں۔

(کاسیو اور ایاگو آتے ہیں)

وسدیمونہ:۔ کہو اچھے کاسیو اب کیسے ہو؟

کاسیو:۔ بیگم میری پہلی گذارش کی نسبت حضور سے التجا ہے اگر بحال کر دیا جاؤں تو دوبارہ زندگی ہو جائے۔ اور گذارش ہے کہ آقا پھر مجھ پر مہربان کر دیئے جائیں۔ جن کی عزت ہمیشہ دل سے کرتا رہا ہوں۔ اس لئے میری بحالی میں تاخیر نہ فرمائی جائے۔ اگر میرا قصور ایسا سنگین سمجھا جاتا ہے کہ اس وقت کی میری پریشانیاں اور آئندہ کیلئے ناامیدی اور مایوسی اس قصور کی تلافی نہیں کرسکتی تو پھر مجھے علم ہو جانا چاہیئے کہ صبر کرکے تقدیر کے کسی اور راستے پر بھیک مانگوں۔

وسدیمونہ:۔ افسوس۔ شریفوں کے شریف کاسیو اب میرا آقا وہ آقا نہ رہا۔ معلوم نہیں جیسا ظاہر میں بدلا ہے ویسا ہی دل میں بھی بدل گیا ہے۔ اے مقدس اور متبرک روحو میری مدد کرو۔ مجھ سے جس قدر جلد ممکن تھا میں نے نہایت گرمجوشی سے تمھاری سفارش کی۔ یہاں تک کہ وہ میری صاف گوئی سے ناراض بھی ہوگئے۔ اب کچھ دنوں اور صبر کرو جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں تمھارے لئے کرونگی اور پہلے سے بھی زیادہ تمھاری بھلائی کی امیدوار رہوں گی۔ بس میرا اتنا کہنا آپ کیلئے کافی ہوگا۔

ایاگو:۔ کیا آقا کچھ ناراض ہوگئے ہیں؟

امیلیا:۔ وہ ابھی ابھی یہاں سے گئے ہیں۔ کچھ عجیب قسم کا غصہ ان کے چہرے پر ہے۔

ایاگو:۔ کیا انھیں غصہ آگیا۔ مگر میں نے تو ان کو اس وقت بھی غصہ کرتے نہ دیکھا تھا جبکہ توپ کے گولوں نے انکی سپاہ کو دھوئیں اڑا دیئے تھے۔ انھیں تو اس وقت بھی طیش نہ آیا تھا جبکہ ان کا بھائی ان کے پاس کھڑا توپ سے اڑگیا تھا۔ وہ ناراض کس طرح ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی ہی سخت بات ہوئی ہے کہ اُن کا مزاج برہم ہوگیا۔ میں ابھی جا کر اُن سے ملاقات کرتا ہوں۔ اگر وہ واقعی خفا ہوگئے ہیں تو کوئی ایسی ہی سخت بات پیش آئی ہوگی۔

(ایاگو چلا جاتا ہے)

وسدیمونہ:۔ ہاں میں بھی یہی کہنے کو تھی۔ وہاں جا کر دریافت کرو۔ ممکن ہے کوئی سرکاری معاملہ پیش آیا ہو تو معلوم کرکے بتاؤ۔ ممکن ہے وینس سے کوئی خبر موصول ہوئی ہو۔ یا نہیں ان کے خلاف کوئی سازش برپا ہوئی ہو جس نے انھیں خفا کر دیا۔ اور ایسی حالت میں جبکہ پیش نظر کوئی بڑی بات ہو تو مرد کا مزاج چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بھی بگڑنے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کی ایک انگلی میں درد ہو تو تمام اعضا میں وہی درد و تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے۔

انسان خدا تو ہوتے نہیں۔ اور ان سے توقع کی جا سکتی ہے کہ شادی کے وقت جو قول و قرار انھوں نے کئے تھے اُن پر وہ ثابت قدم رہیں گے۔ لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں اس وقت بڑی بدگمانی سے اپنے شوہر کو بُرا کہنے لگی ہوں۔ اور اس پر نامہربانی کا الزام لگا رہی ہوں۔ اور میں یہ بھی دیکھ رہی ہوں کہ اس کے خلاف جھوٹی شہادت قائم کر کے اس پر غلط الزام قائم کر رہی ہوں۔

امیلیا:۔ خدا کرے کہ اس کی ناراضی کا سبب کوئی سرکاری بات ہو جیسا کہ آپ کا بھی خیال ہے اور خدا نہ کرے کہ آپ سے کسی قسم کی بدگمانی یا شک ان کے دل میں آیا ہو۔

وسدیمونہ:۔ ہائے۔ یہ کیسی بُری گھڑی آگئی۔ میں نے تو کوئی بات ان کے ناراض کرنے کی نہ کی تھی۔

امیلیا:۔ مگر جن طبیعتوں میں رشک ایک مرتبہ پیدا ہو گیا پھر اُن کیلئے یہ جواب کافی نہیں ہوا کرتا۔ رشک کی وجہ جس سے وہ پیدا ہوا ہو نہیں معلوم ہوا کرتی۔ رشک اپنے پیدا ہونے کی خود وجہ ہوا کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ رشک ان کو ستانے لگتا ہے۔ رشک وہ بھوت ہے جس کا پیدا کرنے والا بھی خود رشک ہوا کرتا ہے۔

وسدیمونہ:۔ خدا اس بھوت کو اوتھیلو سے دُور رکھے۔

امیلیا:۔ بیگم میں بھی خدا سے یہی دُعا مانگتی ہوں۔

وسدیمونہ:۔ اچھا میں اُسے تلاش کرتے جاتی ہوں۔ کاسیو تم ادھر اُدھر پاس ہی رہنا۔ اگر وہ مل گئے اور مزاج ان کا درست پایا تو تمھاری درخواست پھر پیش کروں گی۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا تمھارے لئے کوشش کروں گی۔

کاسیو:۔ بیگم میں حضور کا ممنون ہوں۔

(وسدیمونہ اور امیلیا چلے جاتے ہیں)

(بیانکا کاسیو کی آشنا آتی ہے)

بیانکا:۔ کاسیو۔ تسلیم!

کاسیو:۔ تم کیسے گھر سے نکل پڑیں؟ میری بہت حسین بیانکا تمھارا مزاج کیسا ہے۔ پیاری میں تو تمھارے گھر آنے والا ہی تھا۔

بیانکا:۔ اور میں آپ کے مکان پر جانے والی تھی۔ ملاقات ہوئے ایک ہفتہ گزر لیا تھا۔ سات دن اور سات راتیں آٹھ اوپر آٹھ بیسی گھنٹے گذر لئے تھے۔ اور عاشقوں میں فرقت کے گھنٹے اس مشکل سے کٹتے ہیں جیسے گھنٹے میں سوئی آٹھ بیسی دفعہ گھومے حساب کرتے کرتے بھی طبیعت اکتا جاتی ہے۔

کاسیو:۔ بیانکا مجھے معاف کرنا۔ یہ زمانہ مجھ پر سخت گذرا ہے۔ لیکن اب وہ وقت آرہا ہے کہ اس غیر حاضری کی کسر نکل جائیگی۔ پیاری بیانکا (اٹھا کر) وسدیمونہ کا رومال اسے دیتا ہے۔ اس رومال پر جو بیل بوٹے کڑھے ہیں ویسے بیل بوٹے کسی دوسرے کپڑے پر کاڑھ دینا۔

بیانکا:۔ پیارے کاسیو! یہ رومال تمھارے پاس کہاں سے آیا؟ کیا یہ کسی مہ جبین کا دیا ہوا تحفہ ہے؟ اچھا اب تمھارے اتنے دن تک نہ آنیکا سبب معلوم ہوا۔ کیا نوبت یہاں تک پہنچ گئی؟ اچھا پہچان لیا۔

کاسیو:۔ یہ تم کیسی باتیں کرنے لگیں۔ یہ بدگمانیاں تو شیطان کے منہ پر مارو۔ جس سے تم نے یہ باتیں سیکھی ہیں۔ اب تمھیں بھی جلاپا ہوا ہے کہ کسی آشنا نے یہ رومال مجھے دیا۔ اور یہ بھی کسی کے عشق و محبت کی یادگار ہے۔ نہیں پیاری بیانکا یہ بات نہیں ہے۔

بیانکا:۔ پھر بتاؤ یہ کس کا رومال ہے؟

کاسیو:۔ پیاری مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو اپنے کمرے میں پڑا ملا تھا۔ اس پر جو کام بنا ہے وہ مجھے بہت بھلا معلوم ہوتا ہے اور میں اس کی نقل لینا چاہتا ہوں۔ تم اسے لیجاؤ اور جیسے بیل بوٹے اس پر کڑھے ہیں ایسے ہی کاڑھ لاؤ۔ اچھا اب تم میرے پاس سے جاؤ۔

بیانکا:۔ کیوں جاؤں کیوں؟

کاسیو:۔ مجھے اس وقت سپہ سالار کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس موقع پر وہ مجھے کسی عورت کے ساتھ دیکھے۔

بیانکا:۔ کیوں جی کیوں جاؤں؟

کاسیو:۔ یہ نہ سمجھو کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔

بیانکا:۔ یہ تو میں جان گئی کہ اب تمھیں مجھ سے محبت نہیں رہی۔ مجھے تھوڑی دُور راستہ بتادو۔ اور کہو کہ کیا آج رات کو تم نہ ملو؟

کاسیو:۔ میں تمھیں تھوڑی دُور پہنچا سکتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یہاں پھر جلد حاضر ہونا ہے۔ میں آج ہی شب کو تم سے ملوں گا۔

بیانکا:۔ بہت بہتر۔ ضرورت کا لحاظ کرنا ہر حال میں ضروری ہوتا ہے۔

(چلی جاتی ہے)

جزو رابع

پہلا منظر

قصر کے سامنے

اوتھیلو اور ایاگو آتے ہیں

ایاگو :۔ کیا آپ کا خیال ایسا ہے ؟

اوتھیلو :۔ کس بات کا خیال ؟

ایاگو :۔ کہ تنہائی میں کوئی کسی کا بوسہ لے ۔

اوتھیلو :۔ یہ تو نہایت ہی بیہودہ اور نامعقول حرکت ہوگی جو ریاکاری میں شیطان کو بھی دھوکا دے ۔ اس وقت چاہے ان کی نیت بری نہ ہو لیکن پھر شیطان آکر گناہ کی ترغیب دیگا ۔ اور وہ عتاب الہٰی کے مستوجب ہونگے ۔

ایاگو :۔ جب تک کہ کوئی برا فعل ان سے سرزد نہ ہو تو پھر بوسہ ایک خفیف سی حرکت ہوگی لیکن میں اگر اپنی بیوی کو ایک رومال دوں . . . تو پھر

اوتھیلو :۔ تو ہاں پھر کیا ؟

ایاگو :۔ یہی کہ رومال جس کو دیا تھا اس کا ہوگیا اور اب جس غیر مرد کو چاہے وہ دیدے ۔

اوتھیلو :۔ مگر یہ عورت اپنے حفظِ ناموس کی بھی تو رازدار ہے ۔ تو کیا اس رومال کے ساتھ اپنی عزت بھی غارت کردے گی ۔

ایاگو :۔ عزت تو ایک ہوائی چیز ہے اور اکثر ان کے پاس ہوتی ہے جو برائے نام اسے رکھتے ہیں ۔ لیکن اس رومال کی نسبت پھر کیا کہا جائے ؟

اوتھیلو :۔ میں اسے بالکل بھلا بیٹھا تھا اور اسی میں خوش تھا مگر اس وقت تمھارے کہنے سے یاد آیا ۔ اور اس طرح ذہن میں آیا جیسے ہلاکت کا پرند کسی بیمار کے گھر پر منڈلا کر موت کی آواز لگائے ۔ کیا وہ رومال کاسیو کے پاس پہنچ گیا ؟ مگر اس سے ہوتا کیا ہے ۔

ایاگو :۔ اگر میں اپنی زبان سے کہتا یا دوسرے کی زبان سے سنتا کہ اس نے حضور کی بیگم کے ساتھ کوئی برا فعل کیا ہے تو پھر دنیا میں ایسے بدکار موجود ہیں جو خود اعزاز کرکے یا کسی احمق بیوا کے کہنے میں آکر برے افعال کرتے ہیں ۔ اور اپنی بری حرکتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے میں مطلق پرہیز نہیں کرتے ۔ تو پھر میں آپ کے اس سوال کا کہ اس سے ہوتا کیا ہے جواب دے سکتا تھا ۔

اوتھیلو :۔ تو کیا کاسیو نے تم سے اس کا ذکر بھی کیا ؟

ایاگو :۔ جی ہاں کچھ کہا تو تھا مگر اس کا علم نہیں کہ وہ کیا حرکت تھی ؟

اوتھیلو :۔ حرکت کیسی ۔ رومال ۔ اقرار گناہ ۔ رومال ۔ اقبالِ جرم ۔ جرم کا اقبال کرو پھانسی پر چڑھ جاؤ ۔ یا پھانسی پاکر جرم کا اقبال کرو ۔ اس خیال سے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے ۔ سر سے پاؤں تک تھرایا جاتا ہوں ۔ اگر واقعی کوئی بات نہ ہوتی تو اس طرح تن بدن پر لرزہ نہ پڑتا ۔ ناک ۔ کان ۔ اب اقبالِ جرم کرو ۔ رومال ۔

(اوتھیلو یہ باتیں کہتا کہتا بیہوش ہو جاتا ہے)

ایاگو :۔ شاباش میرے زہر تو اپنا کام کئے جا ۔ اب تیرا اثر شروع ہوا ہے ۔ اس طرح وہ کم عقل جو آسانی سے ہر بات کا یقین کرلیتے ہیں مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں ۔ اور اکثر پارسا اور نیک بخت عورتیں بالکل بیگناہ اور بےقصور تو وہ ملامت بنا کرتی ہیں ۔ ہائیں یہ کیا ! آقا ۔ آقا ! اوتھیلو آپ کچھ سنتے ہیں ۔ اوتھیلو آقا !

(کاسیو آتا ہے)

آپ کیسے ہیں کاسیو ۔ مزاج بخیر ہے ؟

کاسیو :۔ یہ کیا حال ہے ؟

ایاگو :۔ آقا کے دماغ کو گرمی چڑھ گئی ہے ۔

کاسیو :۔ کنپٹی کے پاس سہلایئے ۔

ایاگو :۔ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ جب تک دورہ ختم نہ ہولے کوئی علاج درست نہ ہوگا ۔ اگر کچھ بھی کیا تو اندیشہ ہے کہ منہ سے کف جاری ہو کر شاید جنون کا مقدمہ ہو جائے ۔ دیکھئے کچھ کچھ ہوش آنے لگا ۔ تھوڑی دیر میں بالکل اچھے ہو جائیں گے ۔ کاسیو جب آقا یہاں سے چلے جائیں تو تم میرے پاس آنا ۔ کچھ باتیں کرنی ہیں ۔

(کاسیو چلا جاتا ہے)

آقا حضور کا مزاج کیسا ہے؟ سر میں چوٹ تو نہیں آئی؟

اوتھیلو:۔ کیا مذاق سوجھا ہے؟

ایاگو:۔ حضور بھلا میری مجال گستاخی کی ہو سکتی ہے؟ کاش حضور اپنی اس تکلیف کو مردانہ ہمت سے برداشت کرتے۔

اوتھیلو:۔ وہ مرد جس کی بیوی نے اُسے دھوکہ دیا ہو حقیقت میں ایک بھوت یا جانور ہو جایا کرتا ہے۔

ایاگو:۔ تو پھر ایسے بھوت اور جانور تو بڑے بڑے آباد شہروں میں نہایت شائستہ طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اوتھیلو:۔ تو پھر کیا اس نے اپنے جُرم کا اقبال کیا۔

ایاگو:۔ حضور مردوں کی طرح گفتگو کریں۔ اور یہ معلوم کر کے دل کو صبر دے لیں کہ ہر ڈاڑھی رکھنے والا آدمی جو بیوی رکھتا ہو اس کا بھی وہی درجہ ہے جو آپ کا ہے۔ لاکھوں مرد ایسے ہیں جو ایسی شادی کے بستروں پر آرام کرتے ہیں کہ وہ حقیقت میں اُن کے نہیں ہوتے، گو وہ قسم کھانے کو تیار ہوتے ہیں کہ بستر انہیں کے ہیں، ایک شوہر کے لئے حقیقت میں یہ بات شیطان کے زہر خند اور عذابِ جہنم سے بھی بدتر ہے کہ شادی کے بستر پر کوئی غیر ایک بدکار بیوی کا بوسہ لے اور پھر وہ اپنی بیوی کو پاکدامن اور نیک بخت سمجھے میں تو ہمیشہ سچی بات معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور جب وہ دریافت ہو جاتی ہے تو پھر میرا برتاؤ اسی بیوی کے ساتھ وہی ہوتا ہے جس کی وہ سزاوار ہوتی ہے۔

اوتھیلو:۔ ایاگو تم بڑے ہوشیار آدمی ہو۔ لیکن جو تم کہتے ہو کیا وہ سب سچ اور یقینی ہوتا ہے۔

ایاگو:۔ حضور طبیعت پر قابو رکھیں۔ صبر کی حد سے نہ گذرنے دیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ رنج اور صدمہ اس شدت سے طبیعت پر غالب ہو۔ آپ جیسے مرد کو ایسی بات پر اس طرح رنج کرنا مناسب نہیں۔ کاسیو ابھی یہاں آیا تھا۔ میں نے اُسے یہاں سے ٹال دیا۔ اور حضور کے بیہوش ہو جانے کی وجہ بھی کافی طور پر اُسے بتا دی۔ میں نے اس سے کہدیا ہے کہ وہ ابھی پھر یہاں آئے۔ مجھے اس سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ چنانچہ اس نے واپس آنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر وہ آگیا اور آپ نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا تو اس کے چہرے کے ہر شکن اور بل سے حضور کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ دل لگی مذاق اور دوسروں کی ہنسی اڑانے میں کس درجہ محظوظ ہوتا ہے۔ میں اس کی زبان سے خود سارا قصّہ کہلوادوں گا۔ یعنی کہاں وہ بات ہوئی۔ کتنا زمانہ گذرا؟ اور پھر کب کا وعدہ ہے؟ پھر ذرا کاسیو کے تیور ملاحظہ کیجئے گا۔ واللہ صبر کیجئے ورنہ کہنا پڑیگا کہ آپ کی حالتِ غیظ و غضب کی ہے۔ اور ایسی حالت میں جیسے کہ ایک کمزور آدمی کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے وہی حال آپ کا ہوتا معلوم ہوتا ہے۔

اوتھیلو:۔ ایاگو سُنتا ہے میں صبر و برداشت میں تو بہت کچھ سنبھلا رہوں گا مگر سمجھ لے کہ اس پر بھی ممکن ہے کہ خون خرابہ ہو جائے۔

ایاگو:۔ اگر ایسا ہوا تو سخت غلطی ہوگی۔ موقع اور محل دیکھتے رہئے گا۔ کہیں چھپ کر اس کی باتیں سنئے گا۔

(اوتھیلو چھپنے چلا جاتا ہے)

اچھا اب میں کاسیو سے بیانکا کے متعلق کچھ باتیں دریافت کروں گا۔ بیانکا ایک بازاری عورت ہے جو مردوں کے ہاتھ اپنی عزت بیچ کر روٹی کپڑا مہیا کرتی ہے۔ اس بیوا کو کاسیو سے بڑی محبت ہوگئی ہے۔ کیونکہ فاحشہ عورتوں پر خدا کا بڑا غضب یہ ہے کہ جہاں ہزاروں کو وہ دھوکا دیتی ہیں کوئی ایسا بھی نکل آتا ہے جس کے دھوکے میں وہ خود آجاتی ہیں۔ کاسیو جب میرے پوچھنے پر اس عورت کا حال کہے گا تو بغیر ہنسے اور قہقہے لگائے اس سے نہ رہا جائیگا۔ لو وہ کاسیو آگیا۔

(کاسیو آتا ہے)

جب کاسیو قہقہے لگائیگا تو اوتھیلو غصّے سے دیوانہ ہو جائے گا۔ اور چونکہ اوتھیلو کے دل میں انتقام لینے کا خیال بندھ چکا ہے اس لئے وہ اس کے ہنسنے کے کچھ اور ہی معنی سمجھے گا۔ اور کاسیو کے انداز اور ہلکی باتوں کا مطلب اس کی سمجھ میں کچھ اور ہی آئیگا۔ اچھا نائب صاحب مہربان مزاج کیسا ہے؟

کاسیو:۔ نائب صاحب کہہ کر جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو صدمہ اور زیادہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کے ہاتھ سے نکل جانے سے تو میں اور بھی مر لیا۔

ایاگو:۔ وسدیمونہ سے سفارش چاہنے میں کوتاہی نہ کیجئے گا۔ پھر یقینی بحال ہو جائیے گا (آواز ہلکی کر کے کہتا ہے) گر آپ کا بحال کرنا بیانکا کے اختیار میں ہوتا تو پھر کس قدر جلد کامیابی ہو جاتی۔ مگر افسوس وہ غریب کیا کر سکتی ہے۔

اوتھیلو :۔ دیکھو کاسیو کس طرح ہنستا ہے ؟

ایاگو :۔ عورت کو مرد کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہ سُنا تھا۔

کاسیو :۔ افسوس میں سمجھتا ہوں کہ وہ غریب تو مجھ پر جان و دل سے فدا ہے۔

اوتھیلو :۔ اچھا انکار نہیں ہے۔ مگر کسی قدر انکار پر ہنستا بھی ہے۔

ایاگو :۔ کاسیو سنتے ہو ؟

اوتھیلو :۔ ایاگو چاہتا ہے کہ کاسیو پھر اس بات کو دوہرائے۔ ایاگو شاباش شاباش شاباش۔

ایاگو :۔ اس نے مشہور کر دیا ہے کہ تم اس سے شادی کرنیوالے ہو۔ کیا حقیقت میں ایسا ارادہ ہے ؟

کاسیو :۔ ہا ہا ہا (قہقہہ لگاتا ہے)

اوتھیلو :۔ ارے بدبخت کیا تو اس بات پر خوش ہو رہا ہے

کاسیو :۔ واہ جناب ! میں اور ایک کسبی سے شادی کروں ! اتنا تو مجھے بیوقوف اور کم عقل نہ سمجھیئے (قہقہہ لگاتا ہے)

اوتھیلو :۔ ہاں ہاں جو کامیاب ہوتے ہیں وہی ہنسا کرتے ہیں۔

ایاگو :۔ واللہ مشہور یہی ہے کہ تم اس سے شادی کرنیوالے ہو۔

کاسیو :۔ سچ بتاؤ کیا واقعی یہی افواہ اڑی ہے ؟

ایاگو :۔ اگر نہ ہو تو مجھے جیسا جی چاہے بُرا سمجھنا۔

اوتھیلو :۔ اچھا ہمارا نام کسی شمار ہی میں نہ رہا۔

کاسیو :۔ یہ تو اس بندریا نے خود ہی مشہور کر دیا ہے۔ کسی نے اسے بہکا دیا ہے کہ میں اس سے شادی کرنی چاہتا ہوں۔ مجھ پر جان تو پہلے ہی سے دے رہی تھی اسے یقین آ گیا۔ میں نے خود کبھی اس سے نہیں کہا۔

اوتھیلو :۔ دیکھیئے ایاگو میری طرف اشارا کرتا ہے کہ میں سُنوں۔ اور اب کاسیو کوئی قصہ کہنا شروع کرتا ہے۔

کاسیو :۔ وہ تو ابھی یہیں تھی۔ جہاں جاتا ہوں پیچھے لگی رہتی ہے۔ تھوڑے دن کا ذکر ہے کہ بندرگاہ میں وینس کے چند شریفوں سے باتیں کرتا تھا کہ وہاں یہ مہ جبین بھی آ وارد ہوئیں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ اس طرح مجھ سے لپٹ گئی (کاسیو ایاگو کو لپٹ جاتا ہے)۔

اوتھیلو :۔ ہاں یہ کہکر لپٹی ہوگی میرے کاسیو۔ میرے پیارے کاسیو۔ کاسیو کے چہرے کے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

کاسیو :۔ اور اس طرح میرے سینے پر سر رکھے وہ روتی رہی۔ کبھی مجھے اِدھر گھسیٹتی تھی کبھی اُدھر۔ ہا ہا ہا (قہقہہ لگاتا ہے)

اوتھیلو :۔ اچھا اب کاسیو بتلا رہا ہے کہ کس طرح وسدمونہ کھینچ کرا سے میرے عروسی کمرے میں لیجاتی ہے۔ کاسیو یہ تیری ناک مجھے نظر آ رہی ہے۔ کاش میں اسے کاٹ کر کتوں کے سامنے کھانے کو ڈال دیتا۔

کاسیو :۔ اب میں اس سے ملنا چھوڑ دوں گا۔

ایاگو :۔ ہاں واللہ ضرور۔ لیجئے خود ان کی تشریف آ رہی ہے۔

کاسیو :۔ واللہ یہ عطر میں بسی دوسری بیسوا ہے۔

(بیانکا آتی ہے)

بیانکا :۔ میں کیوں تیرے پیچھے لگوں۔ شیطان اور شیطان کی جورو تیرے پیچھے لگے۔ پوچھنے آئی ہوں کہ وہ رومال جو تم نے مجھے دیا تھا کس کام کے لئے دیا تھا۔ مجھ سے بڑی بیوقوفی ہوئی کہ اسے میں نے تم سے لے لیا۔ جو کام اس پر بنا ہے اس کی نقل مجھ کو کرنی پڑے گی۔ کام رومال پر بہت نفیس ہے مگر مجھے یہ پوچھنا ہے کہ تمہارے کمرے میں وہ کیسے پہونچ گیا ؟ یہ فقرہ خوب گھڑ لیا ہے کہ کمرے میں پڑا ملا تھا۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسکو وہاں کوئی پھینک گیا تھا۔ یہ تو کوئی تحفہ معلوم ہوتا ہے جو کسی مرد نے کسی عورت کو دیا تھا تو کیا مجھ سے اس کی نقل کرانی چاہتے ہو میں نقل وقل کچھ نہ کرونگی۔

کاسیو :۔ پیاری بیانکا کیا کہتی ہو۔ یہ بھی کوئی بات تمھارے کہنے کی ہے۔

اوتھیلو :۔ واللہ یہ تو میرا رومال ہے۔

بیانکا :۔ کاسیو آج کھانے پر رات کو ضرور آنا۔ اگر مجھ سے محبت ہے تو ضرور آؤ گے۔

(بیانکا چلی جاتی ہے)

کاسیو :۔ واللہ جانا ضرور پڑے گا ورنہ گلی میں کھڑے ہو کر گالیاں دیگی۔

ایاگو :۔ کیا تم وہاں کھانا کھانے جاؤ گے ؟

کاسیو :۔ ہاں ارادہ تو کر رہا ہوں۔

ایاگو :۔ ممکن ہے کہ میں بھی وہاں تم سے ملوں۔ مجھے کچھ تم سے باتیں کرنی ہیں۔

(کاسیو چلا جاتا ہے)

اوتھیلو:۔ (جہاں چھپا تھا وہاں سے باہر آ کر کہتا ہے) ایاگو میں تو اسے ضرور قتل کر ڈالوں گا۔

ایاگو:۔ حضور نے دیکھا کہ اپنی بدکاریوں کو کیسے قہقہے لگا کر بیان کرتا تھا

اوتھیلو:۔ ہاں ایاگو خوب دیکھا اور خوب سُنا۔

ایاگو:۔ اور آپ نے اپنے رومال کا حال بھی سُنا ہوگا؟

اوتھیلو:۔ کیا وہ میرے رومال کا ذکر تھا؟

ایاگو:۔ واللہ آپ کے رومال کے سوا اور کس کا رومال ہوسکتا تھا۔ اور آپ نے یہ بھی خیال کیا کہ آپ کی بیگم صاحبہ کی وہ کیسی قدر کرتا ہے اور کاسیو نے آپ کا رومال اپنی بدکار آشنا کو دیدیا ہے۔

اوتھیلو:۔ جی چاہتا ہے کہ نو برس تک کاسیو کو سسکا سسکا کر جان سے ماروں۔ واہ ہماری بیگم بھی کیسی خوش رو کیسی حسین اور کیسی شیریں حرکات ہیں۔

ایاگو:۔ بس اب ان باتوں کو بھول جائیے۔

اوتھیلو:۔ ہاں اُسے گلنے سڑنے دو۔ وہ غارت ہوجائے۔ اور آج ہی وہ جہنم واصل ہو۔ اب وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میرا دل تو پتھر ہوگیا ہے۔ ہاتھ مارتا ہوں ہاتھ کو چوٹ لگتی ہے۔ دل کو خبر نہیں ہوتی مگر ہائے دنیا میں اس سے حسین تر کون ہوگا۔ وہ تو اس لائق تھی کہ کسی شہنشاہ کی ملکہ بن کر اس پر کار فرمائی کرتی۔

ایاگو:۔ یہ انداز گفتگو تو حضور کا پہلے نہ تھا۔

اوتھیلو:۔ اُسے تو سولی پر چڑھا دو۔ میں نے تو اس کی نسبت صرف اتنا ہی کہا ہے جتنی کہ وہ حقیقت میں ہے۔ سینے پرونے کاڑھنے میں استاد، موسیقی میں کامل، عقل و ذہن کی تیزی اس بلا کی کہ اگر وحشی جانور بھی اس کی باتیں سنے تو اپنی وحشت کو کھو بیٹھے۔

ایاگو:۔ مگر اس حال میں تو یہ خوبیاں اسے اور بھی بُرا بنا دیتی ہیں۔

اوتھیلو:۔ بے شک ہزار ہزار گنا مگر ہائے وہ کیسی نازک اور حسین ہے۔

ایاگو:۔ جی ہاں بڑی نازک اور حسین ہے۔

اوتھیلو:۔ اس کا نازک اور حسین ہونا تو یقینی ہے مگر ایاگو رحم آتا ہے۔

ایاگو:۔ اگر اس کے اتنے قصوروں پر بھی حضور کو اس سے الفت ہے تو پھر اجازت کیوں نہیں دیتے کہ جو چاہے سو کیا کرے کیونکہ جب اپنے باپ ہی کے اختیار میں وہ نہ رہی تو پھر کس کے قابو کی ہو سکتی ہے۔

اوتھیلو:۔ ایاگو نہیں میں تو اس کی بوٹیاں کر کے قیمہ بناؤنگا۔ ہائے مجھے اس نے ایسا شوہر بنایا جس کی بیوی اسے دھوکے دے اور بدکار ہو۔

ایاگو:۔ واقعی یہ اس نے بڑی بُری بات کی ہے۔

اوتھیلو:۔ اور حرام کاری بھی کی تو میرے ایک ماتحت سے۔

ایاگو:۔ یہ بات اور بھی خراب ہوئی۔

اوتھیلو:۔ ایاگو کوئی زہر لادے۔ آج ہی رات کو لادے میں اب اس سے بات نہ کروں گا کہ کہیں اس کے چہرے اور جسم کا حسن میرے دل پر غالب نہ آجائے۔ آج ہی رات کو کوئی زہر لادے۔

ایاگو:۔ زہر سے نہ ماریئے۔ جب بستر پر لیٹی ہو تو گلا گھونٹ دیجئے۔ اور بستر بھی وہی ہو جس پر حرام کاری کی ہے۔

اوتھیلو:۔ واہ واہ ایاگو بات خوب بتائی۔ انصاف یہی چاہتا ہے۔ میں تمھاری اس بات سے بہت خوش ہوا۔ ٹھیک ہے بہت مناسب ہے۔

ایاگو:۔ اب رہا کاسیو تو اس کی سزا کفن دفن سب میری ذمے رکھیئے۔ آج آدھی رات تک اور باتیں بھی سُننے میں آئیں گی۔

اوتھیلو:۔ واہ ایاگو تیری کیا بات ہے (اندر سے ایک نقارے کی آواز آتی ہے) یہ نقارہ کیسا بجا؟

ایاگو:۔ معلوم ہوتا ہے کہ وینس سے کوئی خبر آئی ہے۔ وینس کے ڈیوک کے پاس سے لودیویکو آیا ہے۔ اور ملاحظہ ہو کہ حضور کی بیگم صاحبہ ان کے ساتھ ہیں۔

لودیویکو:۔ لائق سپہ سالار کو آداب بجا لاتا ہوں۔ خدا آپ کو صحیح اور سلامت رکھے۔

اوتھیلو:۔ دل سے دُعا ہے کہ خدا آپ کو بھی صحیح اور سلامت رکھے۔

لودیویکو:۔ ڈیوک اور ارباب مجلس سیاسی نے آپ کو بہت بہت سلام کہا ہے۔

(ایک خط اوتھیلو کو دیتا ہے)

اوتھیلو:۔ میں مجلس کے لُطف و کرم پر ان کے اس خط کو بوسہ دیتا ہوں۔

(خط کھول کر پڑھتا ہے)

وسدیمونہ:۔ میرے اچھے بھائی لودویکو اس خط میں کیا لکھا ہے؟

ایاگو:۔ جناب والا کو دیکھکر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ قبرص جناب کا خیر مقدم کرتا ہے۔

لودویکو:۔ شکریہ۔ فرمایئے نائب کاسیو کیسے ہیں؟

ایاگو:۔ زندہ ہیں۔

وسدیمونہ:۔ بھائی اُن میں اور میرے شوہر میں کچھ رنجش ہوگئی ہے۔ اب آپ آگئے ہیں۔ دونوں میں ملاپ کرادیجئے۔

اوتھیلو:۔ کیا تمھیں اس کا یقین ہے؟

وسدیمونہ:۔ ہاں میرے آقا!

اوتھیلو:۔ (حکم پڑھتا ہے) اس حکم کی تعمیل میں ہرگز کوتاہی نہ ہو۔

لودویکو:۔ اس نے آواز نہیں دی ہے وہ تو خط پڑھنے میں مصروف ہے۔ کیا واقعی کاسیو اور اوتھیلو میں ناچاقی ہوگئی ہے؟

وسدیمونہ:۔ جی ہاں اور وہ بھی بُری طرح ہوئی ہے۔ میں نے تو بہت کوشش کی کہ ملاپ ہو جائے کیونکہ مجھے کاسیو کا بہت خیال ہے۔

اوتھیلو:۔ پتھر اور انگارے۔

وسدیمونہ:۔ آقا۔

ایاگو:۔ یہ کیا عقل مندی ہے؟

وسدیمونہ:۔ کسی بات پر غصہ آگیا ہے۔

لودویکو:۔ ممکن ہے خط پڑھکر مزاج برہم ہوا ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں اوتھیلو کو وینس میں واپس طلب کیا گیا ہے۔ اور قبرص کی حکومت پر ان کی جگہ کاسیو کا تقرر ہوا ہے۔

وسدیمونہ:۔ یقین جانئے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

اوتھیلو:۔ ہاں واقعی!

وسدیمونہ:۔ آقا کیا فرمایا؟

اوتھیلو:۔ کہیں تم دیوانی ہو! مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی۔

وسدیمونہ:۔ کیوں؟ اوتھیلو پیارے شوہر!

اوتھیلو:۔ (وسدیمونہ کو مارتا ہے) شیطان!

وسدیمونہ:۔ آپ کا یہ سلوک میرے ساتھ درست نہیں۔ اور نہ میں اس لائق ہوں۔

لودویکو:۔ اوتھیلو اگر اس کی خبر وینس میں پہونچی تو کوئی یقین نہ کریگا۔ میں البتہ قسم کھانیکو تیار ہوں گا کہ ہاں میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو اپنی بیوی پر ہاتھ چھوڑتے دیکھا ہے۔ آپ کی طرف سے بیحد زیادتی ہوئی ہے۔ دیکھئے وسدیمونہ روتی ہے۔ آپ اسکی تسلی کیجئے۔

اوتھیلو:۔ شیطان! شیطان! واللہ اگر یہ زمین ایسی زنانہ مخلوق سے آباد ہوتی جو عورت کے آنسوؤں سے پیدا ہوئی ہوتی تو پھر ہر آنسو ایک نہنگ ہوتا۔ جا میرے سامنے سے دُور ہو۔

وسدیمونہ:۔ لیجئے میں دُور ہوئی جاتی ہوں۔ آپ کو زیادہ خفا کرنے کیلئے اب میں یہاں نہیں ٹھیرتی۔

اوتھیلو:۔ تو حرام کار اور بیسوا ہوگئی ہے۔

وسدیمونہ:۔ میرے آقا!

اوتھیلو:۔ کیا آپ کا بھی اس کے ساتھ کچھ ارادہ ہے؟

لودویکو:۔ کیا حضور کا مجھ سے خطاب ہے؟

اوتھیلو:۔ آپ تو یہی چاہتے تھے کہ میں اسے حرام کاری سے باز رکھوں۔ سنئے جناب ہزار کچھ کیجئے۔ کتنا ہی باز رکھئے۔ مگر وہ اپنی حرکتیں نہ چھوڑے گی۔ اور کبھی راہ راست پر نہ آئیگی۔ رونے کو اس کا دل چاہ رہا ہے وہ ضرور روئیگی اور جیسا کہ آپ کہتے ہیں وہ تابعدار بھی بنے گی۔ وہ ضرور مطیع اور فرمانبردار بھی ہو جائیگی۔ جا روتی ہوئی نکل جا۔ اچھا جناب اس خط کے متعلق عرض ہے (وسدیمونہ کی طرف منہ کرکے کہتا ہے) ارے تصنع اور بناوٹ تیرا بُرا ہو) مجھے وینس جانیکا حکم ملا ہے۔ میں اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور قبرص سے روانگی کیلئے تیار ہوں۔ جا بدبخت دُور ہو (وسدیمونہ دُور چلی جاتی ہے) کاسیو میری جگہ کام کریگا۔ لودویکو آج شب کو آپ میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ قبرص میں تشریف آوری پر خیر مقدم کہتا ہوں۔ کتے اور بندر!

لودویکو:۔ کیا یہ وہی شریف مراکشی ہے جسے وینس کے ارکانِ مجلس سمجھتے تھے کہ وہی سب کچھ ہے۔ کیا یہ وہی فطرت اور طبیعت ہے جس کی نسبت خیال تھا کہ کوئی غلط جذبہ اس میں تحریک پیدا نہیں کرسکتا۔ کیا نیکی کا یہ وہی پتلا ہے جس کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ کوئی واقعہ یا کوئی اتفاق نہ اس کو چھو سکتا ہے نہ چھید سکتا ہے۔

ایاگو:۔ جناب عالی وہ بہت بدل گئے ہیں۔

لودویکو:۔ کیا اس کے ہوش و حواس سلامت ہیں۔ دماغ مختل تو نہیں ہوگیا؟

ایاگو:۔ جو کچھ ہیں آپ کے سامنے ہیں [illegible] عرض کرسکتا ہوں

کہ انھیں کیا ہونا چاہیئے تھا اور وہ کیا نہیں ہیں۔ میری تو خدا سے ہر وقت یہی دُعا ہے کہ وہ اچھے ہو جائیں۔

لودویکو:۔ بیوی پر ہاتھ چھوڑنا یہ کیسی بیہودہ اور نامعقول حرکت ہے۔

ایاگو:۔ واقعی بہت بُری حرکت کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی حرکت ان کے حق میں سخت مُضر ثابت ہوگی۔

لودویکو:۔ کیا بیوی کو مارنا اس کی عادت ہوگئی ہے؟ یا ممکن ہے کہ خط کے مضمون سے طیش آگیا ہو اور یہی باعث اس بیہودہ حرکت کا ہوا۔

ایاگو:۔ افسوس افسوس جو کچھ میں نے دیکھا اور سُنا ہے اگر اسے بیان کروں تو پھر امانت میں خیانت ہوگی۔ جناب خود ان کی حالت ملاحظہ کرتے رہیں اور جو کچھ حرکتیں ان سے ہونگی ان سے خود ان کا حال آپ پر ظاہر ہو جائیگا۔ ایسی حالت میں میرا کچھ عرض کرنا غیر ضروری ہوگا۔ آپ ان کے پیچھے پیچھے نہ جائیں اور دیکھتے رہیں کہ اب وہ کیا کیا حرکتیں کرتے ہیں۔

لودویکو:۔ افسوس ہے کہ اوتھیلو کی طبیعت کا اندازہ کرنے میں مجھے بہت دھوکا ہوا۔

(چلا جاتا ہے)

دُوسرا منظر

قصر کا ایک کمرہ

اوتھیلو اور امیلیا آتے ہیں

اوتھیلو:۔ ہاں تو تم نے کچھ نہیں دیکھا؟

امیلیا:۔ جی ہاں نہ کبھی ایسا سنا نہ کبھی ایسا شبہ گذرا۔

اوتھیلو:۔ مگر تم نے کاسیو کو اور اُسے ساتھ تو دیکھا ہے؟

امیلیا:۔ ساتھ ہونے میں تو کوئی خرابی نہ تھی۔ جو باتیں اُن میں ہوئیں ان کا ایک ایک حرف میں سُنتی آئی تھی۔

اوتھیلو:۔ کیا کبھی انھوں نے سرگوشی نہیں کی؟

امیلیا:۔ کبھی نہیں، ہرگز نہیں۔

اوتھیلو:۔ کیا کبھی یہ کہہ کر تمھیں اپنے پاس سے ٹالا نہیں کہ پنکھیا یا دستانہ یا نقاب لا دو؟

امیلیا:۔ جی کبھی نہیں، ہرگز نہیں۔

اوتھیلو:۔ تو پھر یہ کیسی عجیب بات ہے؟

امیلیا:۔ حضور چاہے کیسی ہی سزا دیں لیکن وسدیمونہ بالکل پاک اور صاف ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو میں اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔ اگر حضور کے دل میں کوئی بُرا خیال ہے تو اُسے دل سے دُور کر دیں۔ اگر کسی بے ایمان بدبخت نے کوئی بُری بات آپ کے دل میں ڈالی ہو اور جس سے آپ کو تکلیف پہنچی ہو تو اُسے نکال پھینکیں۔ اور جس نے آپکا دل اس کی طرف سے بُرا کیا ہو اس پر خدا کی طرف سے وہی غضب نازل ہو جو باغِ عدن میں سانپ پر ہوا تھا۔ اگر حضور نے وسدیمونہ کی عزت میں فرق سمجھا تو پھر کوئی مرد دُنیا میں ایسا نہ ملے گا جو اپنی بیوی سے خوش ہو۔ اور مردوں میں ان کی پاک بیویاں بھی وسدیمونہ کی پاکدامنی کے مقابلے میں مجسّم بدنامی ثابت ہونگی۔

اوتھیلو:۔ امیلیا اچھا جاؤ اور وسدیمونہ سے کہو کہ وہ یہاں آئے اور جب وہ آئے تو تم یہاں سے چلی جانا۔

(امیلیا چلی جاتی ہے)

امیلیا نے وسدیمونہ کا ذکر اچھی طرح کیا ہے مگر وہ خود حرام کار عورتوں کے غول کی ایک عورت ہے۔ پس وہ اپنے کسی ہم پیشہ کی صفائی جھوٹ بول کر نہیں کر سکتی۔ وسدیمونا زیادہ ہوشیار اور چالاک بیسوا ہے۔ وہ اپنے ناپاک ارادوں کو قفل کنجی میں رکھتی ہے۔ لیکن اس پر بھی وہ خدا کے سامنے جھکتی اور عبادت کرتی ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے عبادت میں مصروف دیکھا ہے۔

(وسدیمونہ اور امیلیا آتے ہیں)

وسدیمونہ:۔ آقا کیا حکم ہے؟

اوتھیلو:۔ آؤ پیاری اِدھر آؤ۔

وسدیمونہ:۔ آپ کی کیا خوشی ہے؟

اوتھیلو:۔ مجھے ذرا اپنی آنکھیں دیکھنے دو میرے چہرے کو دیکھتی رہنا۔

وسدیمونہ:۔ یہ کیسا ہولناک خیال آپ کے دل میں آیا ہے۔

اوتھیلو:۔ (امیلیا سے کہتا ہے) سُنتی ہے بیسوا؟ خطاکار عاشقوں کو تنہا چھوڑ کر جانا اور دروازہ بند کر کے وہاں پہرہ دینا تو تیرا معمولی کام ہے۔ جا دروازے پر کھڑی رہ۔ اگر کسی کے آنیکی آہٹ ہو تو کھنکار دینا۔ بھلا تجھے کون بتائیگا یہ تو تیرا رات دن کا کام ٹھیرا۔ مجھے کچھ رازداری کی باتیں کرنی ہیں۔ جلدی کر۔

وسدیمونہ:۔ میں آپ کے پاؤں پکڑ کر پوچھتی ہوں کہ ان باتوں

سے آپکا کیا مطلب ہے؟ آپکی باتوں سے غصہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ غصہ کس بات پر ہے؟

اوتھیلو:۔ بتا تو کون ہے؟

وسدیمونہ:۔ آپ کی بیوی، آپ کی سچی وفادار بیوی۔

اوتھیلو:۔ اچھا قسم کھا۔ تو تو حسن اور رعنائی میں آسمان کا فرشتہ معلوم ہوتی ہے۔ جہنم میں کیسے جائیگی۔ شیاطین بھی تجھ پر ہاتھ ڈالتے ہوئے سہم جائیں گے اور اس سے اور بھی تو جہنم کے قابل ثابت ہو جائیگی۔ قسم کھا کر بتا کہ تو ایماندار ہے۔

وسدیمونہ:۔ خدا ہی خوب جانتا ہے۔

اوتھیلو:۔ ہاں خدا خوب جانتا ہے کہ تو دوزخ کی مثل بیوفا اور ناپاک ہے۔ اگر جھوٹی قسم کھائی تو پھر تو جہنم میں جانیکی دوچند مستحق ہو جائے گی۔

وسدیمونہ:۔ آقا میں نے کس کے ساتھ بیوفائی کی؟ میں جھوٹی اور بیوفا کیونکر ٹھیری؟

اوتھیلو:۔ وسدیمونہ جا بس دور ہو۔ دور ہو۔

وسدیمونہ:۔ ہائے یہ کیسی بری گھڑی آگئی۔ آقا آپ روتے کیوں ہیں! آقا کیا آپ کے ان آنسوؤں کا سبب میں ہوں؟ اگر آپ کو میرے باپ کی نسبت شبہ ہوا کہ وہ وینس کو آپکی واپسی کا سبب ہوئے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اگر آپ انکی دوستی سے محروم ہوئے ہیں تو میں بھی ان کی شفقت و کرم سے کبھی کی محروم ہو چکی ہوں۔

اوتھیلو:۔ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ میری آزمائش کسی سخت مرض کو مجھ پر بھیج کر کرتا اور یہ مرض ایک بلائے آسمانی کی صورت میں میرے سر پر نازل ہو کر میرے تمام جسم پر زخم پھوڑے اور پھنسیاں پیدا کر دیتا یا مجھے افلاس اور تنگدستی میں از سرتاپا ڈبو دیتا۔ مجھے اور میری امیدوں کو کسی محبس تاریک میں مقید کر دیتا تب بھی میں اپنے روح کے چشمے میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا قطرہ صبر کا تلاش کر لیتا۔ مگر نہیں اسے تو یہی منظور تھا کہ مجھے میرے ہی ہم چشموں میں ذلیل و خوار کرنے کیلئے انگشت نما بنائے۔ لیکن یہ بھی میں برداشت کر لیتا اور اچھی طرح برداشت کر لیتا لیکن افسوس صد افسوس وہ گھر جس میں میں نے اپنے عشق و الفت کی دولت ذخیرہ کی تھی۔ جہاں اگر جیتا تو وہیں جیتا جہاں اگر مرتا تو وہیں مرتا۔ جب وہ گھر ہی اجڑ گیا اور وہ سرچشمہ جس میں میری روح چھکتی ہوئی بہا کرتی تھی جب وہی خشک ہو گیا اور اس کی جگہ میرے پاس گندے اور غلیظ پانی کا ایک نالہ رہ گیا۔ جس میں کریہہ منظر جانور پیدا ہو کر بڑھتے رہیں تو پھر اے صبر و شکیب تو بھی اپنا رنگ بدل اور اے حسین و جمیل گلفام لبوں والے فرشتے تو بھی جہنم کی مثل سیاہ اور تاریک ہو جا۔

وسدیمونہ:۔ مجھے امید ہے کہ میرا شریف آقا مجھے ایماندار سمجھتا ہے۔

اوتھیلو:۔ ہاں ایسا ہی پاک اور ایماندار سمجھتا ہوں جیسے گرمی کے موسم میں مذبح کی مکھیاں کہ کتنا ہی مارو اور ہٹاؤ بڑھتی ہی جائیں۔ اے شجر حسن کی شاخ نازک تو کیسی حسین ہے اور تجھ سے کیسی خوشبو جاں فزا پیدا ہے جو انسان میں ہوس پیدا کرتی ہے۔ کاش تو دنیا میں قدم نہ رکھتی۔

وسدیمونہ:۔ کچھ فرمایئے تو وہ کونسا گناہ ہے جسے آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے کیا ہے؟

اوتھیلو:۔ کاش اس کتاب حسن کا پاکیزہ ورق اس لئے نہ ہوتا کہ بیسوا کا لفظ اس پر لکھا جاتا۔ تو نے گناہ کیا۔ ہائے گناہ کیا۔ اری فاحشہ اگر میں تیری حرکتیں بیان کروں تو تیرے رخسار آگ کی بھٹیوں کی طرح روشن ہو کر شرم و حیا کو جلا کر راکھ کر دیں اور تیرے اعمال کی بدبو پر فرشتے تک ناک بند کریں۔ اور یہ پاک صاف ہوا، جو ہر چیز کو چومتی ہے زمین کی کسی کھوکلی کان میں جا چھپے تاکہ تیری آواز نہ سنے۔ ہائے تیرے گناہ۔ نالائق فاحشہ۔

وسدیمونہ:۔ خدا کی قسم آپ مجھ پر جھوٹ الزام رکھتے ہیں۔

اوتھیلو:۔ کیا تو بیسوا اور فاحشہ نہیں ہے؟

وسدیمونہ:۔ نہیں میں بیسوا نہیں ہوں۔ میں عیسائی ہوں جس نے اپنے جسم کو جو روح کا مسکن ہے اپنے شوہر کیلئے سلامت رکھا ہے۔ اور کسی نجس چیز کے مس نے اسے ناپاک نہیں کیا۔ جو ایسی ہو وہ کیسے بیسوا یا فاحشہ ہو سکتی ہے۔

اوتھیلو:۔ ہائیں کیا تو بیسوا نہیں؟

وسدیمونہ:۔ نہیں۔ میں عاقبت میں امیدوار نجات ہوں۔

اوتھیلو:۔ کیا ایسا ممکن ہے؟

وسدیمونہ:۔ اے خدا تو مجھے معاف کر۔

اوتھیلو:۔ اچھا اب قصور معاف کرنے لگی۔ میں تجھے وینس کی وہ مکار بیسوا سمجھتا ہوں جس نے اوتھیلو سے شادی کی دآوانہ تیز

کرکے کہتا ہے) اری بیسوا۔ فاحشہ۔

(امیلیا اندر آتی ہے)

اچھا تو آئی۔ اچھا ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔ لے یہ دینہ لے۔ یہ تیری خدمت کا معاوضہ ہے۔ اب تیرا کام یہ ہے کہ جو کچھ اس وقت یہاں ہوا ہے اسے پوشیدہ رکھے۔

(چلا جاتا ہے)

امیلیا:۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اوتھیلو کے دل میں کیا خیال بیٹھ گیا ہے۔ بیگم آپ کا مزاج کیسا ہے؟

وسدیمونہ:۔ خدایا رحم کر میری حالت تو غشی کی ہوتی جاتی ہے۔

امیلیا:۔ اچھی بیگم۔ میری آقا۔ آپ کی یہ کیا حالت ہے؟

وسدیمونہ:۔ کس کی حالت پوچھتی ہے؟

امیلیا:۔ حضور آقا کی کیفیت پوچھتی ہوں۔

وسدیمونہ:۔ تمھارا آقا کون ہے؟

امیلیا:۔ پیاری بیگم جو آپ کا آقا ہے وہی میرا آقا ہے۔

وسدیمونہ:۔ میرا آقا اب کوئی نہیں ہے۔ امیلیا اس وقت مجھ سے بات نہ کر۔ نہ آنکھوں میں آنسو رہے ہیں اور نہ زبان پر کوئی جواب ہے جو بغیر آنسوؤں کے دے سکوں۔ اتنی مہربانی میرے حال پر کر کہ آج رات کو میری شادی کی چادریں میرے پلنگ پر بچھا دینا۔ دیکھو بھولنا نہیں اور دوڑ ذرا اپنے شوہر کو یہاں بلا لا۔

امیلیا:۔ واہ کیسی تبدیلی ہوئی ہے۔

(چلی جاتی ہے)

وسدیمونہ:۔ کیا میری یہی قدر کرنی تھی۔ واہ خوب قدر کی۔ اچھا سلوک کیا۔ میری نسبت اور ایسی بدگمانی!

(امیلیا ایاگو کو ساتھ لاتی ہے)

ایاگو:۔ بیگم! آپ کا کیا حکم ہے۔ مزاج عالی کیسا ہے؟

وسدیمونہ:۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ وہ معلم جس کا کام چھوٹے بچوں کو تعلیم دینا ہوتا ہے وہ نرمی سے آسان سبق دیکر بچوں کو پڑھاتا ہے۔ یہی اس نے بھی میرے ساتھ کیا ہوتا۔ اگر تیری تادیب کی ضرورت تھی تو بچوں کی طرح ہونی چاہئے تھی۔

ایاگو:۔ بیگم صاحبہ فرمائیے تو بات کیا ہوئی؟

امیلیا:۔ ایاگو افسوس آقا نے آج میری بیگم کو بہت ہی سخت باتیں کہیں۔ انھیں بیسوا اور فاحشہ تک کہا ہے اور ایسے ایسے بُرے الفاظ زبان پر لائے ہیں کہ کوئی پاکیزہ اور نیک دل برداشت نہیں کر سکتا۔

وسدیمونہ:۔ ایاگو کیا میں ایسے لفظ کے لائق تھی؟

ایاگو:۔ کس لفظ کے لائق بیگم؟

وسدیمونہ:۔ جیسا کہ ابھی امیلیا نے تمھیں بتایا ہے۔

امیلیا:۔ آقا نے میری بیگم کو بیسوا کہا۔ کوئی بھک منگا بھی شراب کے نشے میں اپنی ساتھ والی عورت کو ایسا نہ کہے گا۔

وسدیمونہ:۔ میں تو کچھ جانتی نہیں مگر میں ہرگز ایسی نہیں ہوں۔

ایاگو:۔ روئیے نہیں۔ روئیے نہیں۔ سارا افسوس اس بُرے وقت پر ہے۔

امیلیا:۔ کیا شادی کے اتنے بڑے بڑے پیغام باپ، وطن اور عزیزوں کی جدائی اسی دن کیلئے تھی کہ کوئی اسے بیسوا کہے۔ یہ بات تو وہ ہے کہ جو سنے گا اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑینگے۔

وسدیمونہ:۔ قسمت بگڑ گئی۔ اسے میں کیا کر سکتی ہوں۔

ایاگو:۔ لعنت بھیجیے۔ آخر یہ بات اس کے دل میں آئی کیونکر؟

وسدیمونہ:۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

امیلیا:۔ چاہے مجھے کوئی پھانسی ہی کیوں نہ دیدے پر میں تو یہی کہوں گی کہ یہ کام کسی بچے بدمعاش مفسد و مکار بے ایمان شیطان کا ہے۔ جس نے کوئی بڑی جگہ حاصل کرنے کیلئے ایسی حرکت کی ہے۔ اگر یہی بات نہ ہو تو پھر مجھے سولی پر چڑھا دینا۔

ایاگو:۔ افسوس! ایسا مکار دنیا میں کون ہوگا! غیر ممکن ہے۔

وسدیمونہ:۔ اگر کوئی ہو بھی تو خدا اسے معاف کرے۔

امیلیا:۔ معاف کرے! گلے میں خدا کرے پھندا پڑے۔ اور دوزخ میں اس کی ہڈیاں جلیں۔ اس نے میری بیگم کو بیسوا کہا کیوں۔ کس کو اس کے ساتھ دیکھا تھا؟ کہاں؟ کس وقت؟ کس صورت میں؟ ایسا ہونا کیونکر ممکن ہوا۔ یہ تو کسی بڑے ہی بدمعاش پاجی نے مراکشی کو بہکا دیا ہے۔ وہ تو کوئی مشہور بدمعاش بے ایمان ہے۔ اے خدا تو کسی طرح اس خبیث بدمعاش کو سب کے سامنے لے آ۔ اور ہر ایماندار آدمی کے ہاتھ میں ایک ایک کوڑا ہو کہ کوڑے مار مار کر پہلے تو اس بے ایمان کے کپڑوں کی دھجیاں اڑائیں اور پھر ننگا کر کے اسی حال میں مشرق سے مغرب تک دوڑا کے اسے دنیا سے باہر نکال دیں۔

ایاگو:۔ امیلیا اتنا چیختی کیوں ہو۔ آہستہ بات کرو۔

امیلیا:۔ ارے اس پر خدا کی پھٹکار ہو۔ وہ بھی کوئی ایسا ہی پاجی بے ایمان تھا۔ جس نے تمھاری عقل پر اتنا پردہ ڈالا کہ تم کو مراکشی کے ساتھ میری نسبت بھی شبہ ہوا۔

ایاگو:۔ تم تو نری احمق ہو۔

وسدیمونہ:۔ اچھے ایاگو میں کیا کروں کہ شوہر کی خفگی دُور ہو۔ اور پھر وہ مجھ پر مہربان ہو جائے۔ تم تو اپنے ہی ہو۔ اس کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ اس روشن آسمان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیوں مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ خدا کے سامنے زمین پر پیشانی رکھکر کہتی ہوں کہ میرے تو خیال میں بھی یہ بات کبھی نہیں گذری کہ شوہر سے عشق رکھتے ہوئے اس سے بیوفا بنوں۔ لیکن یہ بات میرے ذہن میں اور نہ واقعی کوئی خیال میرے دل میں کبھی ایسا گذرا۔ میری آنکھوں میری کانوں یا حواس یا کسی حس نے بجز اس کے عشق کے کبھی کسی بات میں لذت نہیں پائی۔ میرا اب تک اس کے عشق میں وہی حال ہے جو ہمیشہ سے تھا۔ میں نے کبھی کوئی بیوفائی اس کے ساتھ نہیں کی اور نہ کبھی کرونگی۔ گو اس نے اس وقت مجھے بڑی بیدردی سے اپنے سے جدا کر دیا ہے۔ مجھے چین آرام نصیب نہ ہو جو مجھے اس کے ساتھ اب تک عشق و محبت نہ ہو۔ اگر اس کی نامہربانیاں میری زندگی حرام بھی کر دیں پھر بھی میری محبت میں فرق نہ آئے گا۔ میں تو بیسوا کا لفظ بھی زبان سے نہیں نکال سکتی۔ اور جب اس لفظ کو سنتی ہوں تو سخت نفرت معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ کام کرنا جس سے انسان اس لفظ کا مستحق ہو تو اگر دُنیا بھر کی خود بینیاں اور خود آرائیاں بھی جمع ہو جائیں تب بھی میں ایسا نہ کرسکوں گی۔

ایاگو:۔ میری التجا ہے کہ آپ صبر کریں۔ یہ طبیعت اور وقت کی بات ہے۔ سرکاری کاموں کی وجہ سے پریشان ہو گئے ہیں اور بگڑتے آپ پر ہیں۔

وسدیمونہ:۔ کاش اس کے سوا دوسری بات نہ ہو۔

ایاگو:۔ بات یہی ہے جو میں نے عرض کی ہے۔

(نقارہ کی آواز آتی ہے)

ضیافت کیلئے یہ نقارے بج رہے ہیں۔ وینس سے جو لوگ آئے ہیں آج ان کی دعوت ہے۔ آپ بھی شریک ہوں۔ ڈرئیے نہیں سب باتیں درست ہو جائیں گی۔

(وسدیمونہ اور امیلیا چلے جاتے ہیں)

(روڈریگو آتا ہے)

کہو روڈریگو کیا حال ہے؟

روڈریگو:۔ میں سمجھتا ہوں ایاگو تم مجھ سے ایمان داری کا برتاؤ نہیں برتتے؟

ایاگو:۔ ایمان کے خلاف کونسی بات ہوئی؟

روڈریگو:۔ ہر روز کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے تم مجھے ٹال دیتے ہو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مجھے میری مُراد تک پہونچانے کی تم جان کر کوئی اچھی توقع پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اب تک جس قدر تکلیفیں میں نے اپنی حماقت سے اٹھائی ہیں ان کا نتیجہ یہی ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ صبر شکر کرکے بیٹھ رہوں۔

ایاگو:۔ روڈریگو تم میری ایک بات سنو اور غور سے سُنو۔

روڈریگو:۔ واللہ میں تمھاری بہت باتیں سُن چکا ہوں تمھاری باتوں اور تمھارے کاموں میں کبھی مطابقت نہ ہوئی۔

ایاگو:۔ یہ تو تم مجھ پر سخت الزام رکھتے ہو۔ اور میرے ساتھ بڑی بے انصافی کرتے ہو۔

روڈریگو:۔ میں بے انصافی نہیں کرتا۔ جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ مجھے اتنے دن انتظار کرتے گذرے ہیں کہ اب ایک پیسہ بھی میرے پاس نہ رہا۔ جو زیور میں نے وسدیمونہ کیلئے تمھیں دیا تھا اگر اس سے آدھا بھی اس کام میں لگاتا تو پاک دامن سے پاک دامن راہبہ بھی میری طرف رغبت کرنے لگتی۔ تم نے مجھ سے کہا کہ وہ زیور وسدیمونہ نے قبول کرلیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد مہربانی کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوگی۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا۔

ایاگو:۔ تو پھر تم وہاں جاتے بھی تو نہیں۔

روڈریگو:۔ جانے کی بھی خوب کہی۔ میں کیسے جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ یہ تو نہایت نامعقول حرکت ہوگی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم دھوکا دے رہے ہو۔

ایاگو:۔ یہ بات ہے تو اچھا پھر یوں ہی سہی۔

روڈریگو:۔ آپ سمجھ لیں کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ میں خود وسدیمونہ کے پاس جاکر اپنا زیور طلب کروں گا۔ میں اپنا عشق ترک کرتا ہوں۔ اور اپنی ناجائز درخواستوں پر ندامت اور شرمندگی ظاہر کروں گا اور اچھی طرح سمجھ لو کہ میں اپنی کل چیزیں تم سے ایک ایک کرکے وصول کروں گا۔

ایاگو :۔ بس کہہ چکے ؟

روڈریگو :۔ ہاں کہہ چکا ۔ اور جو کچھ کہاہے اُسے کر کے دکھادونگا۔

ایاگو :۔ اچھا کر کے دکھا دو گے اس سے معلوم ہوا کہ تم میں کچھ ہمت ہے ۔ اور آج تمہاری نسبت میں وہ رائے قائم کرتا ہوں جو اب تک نہ کر سکا تھا ۔ روڈریگو آؤ ہاتھ ملاؤ ۔ تمھیں مجھ سے جو شکایت ہو وہ بجا ہے مگر میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ میں تمہارے معاملے میں غافل نہیں رہا ۔

روڈریگو :۔ بظاہر تو یہ نہیں معلوم ہوتا ۔

ایاگو :۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ بظاہر ایسا نہیں ہوا ۔ اور جو کچھ شبہ تمھیں ہے وہ بلاوجہ نہیں ہے ۔ روڈریگو اگر تم میں ذرا بھی سمجھ ہے اور میرے خیال میں اب تمھیں پہلے سے زیادہ سمجھ آگئی ہے ۔ میرا مطلب سمجھ سے ہمت ہے تو اب وہ سب معلوم ہو جاتی ہے ۔ اگر آج سے دوسری رات کو تم نے وسدیمونہ کے مزے نہ اُڑائے تو پھر دغابازی اور مکاری کی سزا میں تم میری جان لے لینا ۔

روڈریگو :۔ اچھا پھر وہ کیا بات ہے ؟ عقل اور سمجھ سے باہر تو نہیں ہے ۔

ایاگو :۔ سنئے وینس سے ایک حکم آیا ہے جس میں اوتھیلو کی جگہ کاسیو کو اس جزیرے کا حاکم مقرر کیا ہے ۔

روڈریگو :۔ کیا یہ خبر صحیح ہے ؟ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اوتھیلو اور وسدیمونہ وینس واپس ہو جائیں گے ۔

ایاگو :۔ نہیں اوتھیلو موری تانیہ جانیوالا ہے اور وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جائیگا ۔ اور اگر کسی وجہ سے اسے یہیں قبرس میں زیادہ قیام کرنا پڑا تو اس قیام کی وجہ سوائے اس کو دوسری نہیں ہو سکتی کہ وہ کاسیو کو دور کرنے کی کوشش کرے ۔

روڈریگو :۔ دور کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہوا ؟

ایاگو :۔ مطلب یہی کہ کاسیو کو اس قابل نہ رکھا جائے کہ وہ اوتھیلو کی جگہ لے سکے ۔ یعنی اس کا سر توڑ دیا جائے ۔

روڈریگو :۔ تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ سر توڑنے کا کام میں کروں ؟

ایاگو :۔ ہاں اگر تم اپنے حق میں انصاف اور نفع چاہتے ہو۔ آج کاسیو اپنی آشنا کے ساتھ ضیافت میں شریک ہونیوالا ہے ۔ میں اس سے ملوں گا ۔ اسے ابھی تک اپنی ترقی کا حال معلوم نہیں ہے اگر تم کہیں کھڑے ہو کر اُسے ضیافت میں جاتے دیکھنے کا انتظار کرو تو پھر میں ایسی ترکیب کروں گا کہ جہاں تم کھڑے ہو اُدھر ہی سے وہ نکلے پھر تم اس سے لڑ بیٹھنا ۔ وقت بارہ اور ایک کے درمیان ہوگا ۔ تمہاری مدد کو میں تمہارے قریب ہی ہوں گا ۔ اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان زخمی ہو کر گر سکتا ہے ۔ حیرت میں نہ جاؤ ۔ آؤ میرے ساتھ چلو ۔ میں ثابت کروں گا کہ کاسیو کی موت اس وقت اتنی ضروری ہے کہ تم مجبور ہو کہ اسے ہلاک کردو اچھا اب ضیافت کا وقت آگیا ہے ۔ رات زیادہ ہوئی جاتی ہے اور بس اب یہی کام کرنا ہے ۔

روڈریگو :۔ اس معاملے میں میں تم سے پھر بات چیت کرونگا ۔

ایاگو :۔ ہاں اور میں تمہارا بالکل اطمینان کردوں گا ۔

(چلا جاتا ہے)

تیسرا منظر

قصر کا ایک دوسرا کمرہ

اوتھیلو ، لودویکو ، وسدیمونہ ، امیلیا اور ملازمین آتے ہیں ۔

لودویکو :۔ میری گذارش ہے کہ آپ زیادہ تکلیف نہ فرمائیں ۔

اوتھیلو :۔ معاف کیجئے ، اس وقت کچھ دور چلنے سے مجھے فائدہ ہوگا ۔

لودویکو :۔ خدا حافظ ۔ میں آپ کا بیحد شکر گذار ہوا ۔

وسدیمونہ :۔ میں آپ کو خیر مقدم کہتی ہوں ۔

اوتھیلو :۔ کیا کچھ دور آپ بھی پیدل چلیں گی ؟

وسدیمونہ :۔ آقا جیسا حکم ہوگا ۔

اوتھیلو :۔ نہیں آپ فوراً خواب گاہ میں جائیں میں بھی ابھی آتا ہوں ۔ اپنی خادمہ امیلیا کو برطرف کر دیں ۔

وسدیمونہ :۔ ابھی جاتی ہوں ۔

(اوتھیلو ، لودویکو ملازمین چلے جاتے ہیں)

امیلیا :۔ اوتھیلو کا حال کچھ پہلے سے بہتر معلوم ہوتا ہے ۔

وسدیمونہ :۔ کہا ہے کہ ابھی آتا ہوں ۔ مجھے حکم دیا ہے کہ خواب گاہ میں جا کر سو رہو ۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ تمھیں برخاست کردوں ۔

امیلیا :۔ مجھے برخاست کر دیں ؟

وسدیمونہ :۔ ہاں حکم تو یہی دیا ہے۔ ابھی امیلیا مجھے شب خوابی کے کپڑے دے اور خدا حافظ۔ اب ہمیں اسے ناخوش نہیں کرنا چاہیئے۔

امیلیا :۔ اے کاش آپ اس کی صورت کبھی نہ دیکھتیں۔

وسدیمونہ :۔ میں تو ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ مجھے تو اس کیساتھ عشق ہے اور ہر حال میں میں اس پر دل وجان سے نثار ہوں۔ اور اس کی بے جا خفگیاں اور ناراضگیاں بھی ــــ ذرا یہاں کا بند کھول دینا ــــ سب گوارا ہیں۔ اور اس کا لطف وکرم معلوم ہوتی ہیں۔

امیلیا :۔ جن چادروں کو آپ نے پلنگ پر بچھانے کو کہا تھا انہیں بچھا چلی ہوں۔

وسدیمونہ :۔ مجھے تو اب سب برابر ہے۔ کیا بات ہے کہ ہم بعض وقت ایسے بیوقوف ہو جاتے ہیں۔ امیلیا اگر میں تیرے سامنے مروں تو مجھے ان ہی چادروں کا کفن دینا۔

امیلیا :۔ واہ آپ بھی کیسی باتیں کرنے لگیں؟

وسدیمونہ :۔ میری ماں کے پاس ایک خادمہ تھی جس کا نام باربرا تھا۔ اُسے عشق ہوا اور ایسے شخص سے عشق ہوا جو دیوانہ تھا۔ اس نے اس باربرا کو چھوڑ دیا۔ اس لڑکی کو بید مجنوں کا ایک گیت یاد تھا۔ یہ پُرانے وقتوں کا ایک گیت تھا۔ اس گیت سے اس غریب لڑکی کے دل کی حالت کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس گیت کو گاتے گاتے مرگئی۔ آج رات کو مجھے وہی گیت یاد آ رہا ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ سر کو ایک طرف ڈال کر وہی گیت گاؤں جو میں نے غریب باربرا کو مرتے وقت گاتے سُنا تھا۔ امیلیا اب تم جاؤ۔ وہ آتے ہوں گے۔

امیلیا :۔ جاتی ہوں۔ آپ کو شب خوابی کے کپڑے تو نکال کردیتی جاؤں۔

وسدیمونہ :۔ ذرا یہاں کا بند اور کھول دو۔ امیلیا یہ لودویکو اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے۔

امیلیا :۔ جی ہاں بہت خوش رُو ہے۔

وسدیمونہ :۔ بات اچھی طرح کرتا ہے۔

امیلیا :۔ جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ وینس کی ایک بیگم صاحبہ کا تو یہ حال ہوا تھا کہ وہ اس کے لب زیریں کے بوسے کے لئے وینس سے فلسطین تک چلی گئی تھی۔

وسدیمونہ :۔ (گاتی ہے)

وہ غریب ایک سرو کے درخت کے نیچے بیٹھی
آہیں بھرتی تھی۔ بید مجنوں والا گیت گاتی تھی
ہاتھ سینے پر اور سر گھٹنے پر جھکا ہوا گاتی تھی۔
"بید مجنوں بید مجنوں" چشمے کا تازہ پانی اس
کے قریب بہتا ہوتا تھا۔ اور پانی کے بہنے کی
آواز اس کی آہوں میں شامل تھی۔ گاؤ،
"بید مجنوں بید مجنوں" آنسو اس کی آنکھوں
سے جاری تھے اور جس چیز پر وہ گرتے تھے
اُسے نرم کر دیتے تھے ـــــــ

کپڑے یہیں رکھدو۔ (گاتی ہے)

"بید مجنوں، بید مجنوں"

امیلیا! خدا کے واسطے جلد چلی جا۔ اب وہ آتے ہی ہوں گے۔

(گاتی ہے)

بید مجنوں کی ہری ہری پتیوں کا ہار میرے گلے
میں ہو، کوئی اس پر الزام نہ رکھے۔ اس کی
خفگی بھی مجھے پیاری ہے۔

نہیں گیت میں تو یہ بات آگے نہیں آتی۔ سنو، دروازہ کوئی کھٹکھٹاتا ہے۔

امیلیا :۔ کوئی نہیں ہے ہوا سے کھٹ کھٹ ہوتی ہے۔

وسدیمونہ :۔ (گاتی ہے)

میں اپنے عاشق کو جھوٹا عاشق کہنے لگی لیکن
اس نے یہ سن کر کیا کہا "گائے جاؤ بید مجنوں
بید مجنوں۔ اگر میں زیادہ عورتوں سے عشق
کروں گا تو پھر تم زیادہ مردوں کے ساتھ
ہم بستر ہوگی"

اچھا بس اب چلی جاؤ۔ سلام۔ میری آنکھیں کھجا رہی ہیں۔ لیکن کیا اس سے یہ خبر نہیں نکلتی کہ اور رونا پڑیگا۔

امیلیا :۔ اس سے تو کوئی خبر اِدھر کی نہ اُدھر کی نکلتی ہے۔

وسدیمونہ :۔ لوگوں کو ایسے ہی کہتے سُنا ہے۔ ارے یہ مرد یہ مرد۔ امیلیا تو اپنے ایمان سے کہہ سکتی ہے کہ دُنیا میں ایسی عورتیں بھی ہیں جو اپنے مردوں سے بیوفائی اور وہ بھی بہت بُرے طریقہ سے کرکے انھیں صدمہ پہنچا سکتی ہیں؟

امیلیا :۔ بعض عورتیں ضرور ایسی ہوتی ہیں۔ اس میں ذرا شک نہیں۔

وسدیمونہ :۔ امیلیا کیا تجھے ساری دُنیا ملے تو تُو ایسا کریگی ؟

امیلیا :۔ کیوں ! کیا آپ ایسا نہ کریں گی ؟

وسدیمونہ :۔ نہیں اس اونچے اور روشن آسمان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ہرگز نہیں۔

امیلیا :۔ ہاں میں بھی اس روشن آسمان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ دن کی روشنی میں تو ایسا نہ کروں گی۔ مگر رات میں اندھیرے کی نہیں کہتی۔

وسدیمونہ :۔ امیلیا اگر کوئی ساری دُنیا تجھے دے تو تُو ایسا کرے گی ؟

امیلیا :۔ دُنیا تو بڑی چیز ہے اور اس چھوٹے سے چھوٹے قصور کے تاوان میں وہ بڑی گراں ہے۔

وسدیمونہ :۔ سچ تو یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ تو کبھی ایسا نہ کرے گی۔

امیلیا :۔ نہیں سچ تو یہ ہے کہ میں ایسا ہی کرونگی۔ اور کرنیکے بعد سب کچھ اَن ہوا کردوں گی مگر قسم ہے کہ میں یہ کام کسی انگوٹھی کیلئے یا زمین اور جائداد کیلئے یا اچھے اچھے کپڑوں، کرتیوں اور ٹوپیوں کیلئے اور چھوٹے چھوٹے تحفوں کیلئے نہ کروں گی۔ لیکن اگر پوری دُنیا ملے تو وہ عورت کونسی ہوگی جو اپنے شوہر کو دُنیا کا بادشاہ نہ بنانا چاہے گی۔ اور پھر تھوڑی دیر کیلئے ایسی بات نہ کرسکے گی۔ میں تو ایسے گناہ کو اعراف میں جاکر پاک کرلوں گی۔

وسدیمونہ :۔ لعنت ہو مجھ پر جو میں ساری دُنیا کے بدلے میں بھی ایسا کروں۔

امیلیا :۔ دُنیا میں ہر گناہ تو گناہ نہیں مانا جاتا۔ اور جب دُنیا میں آپ جیتی ہیں تو گناہ پھر اسی دُنیا میں ہوا۔ مگر اس گناہ کو آپ کارِ ثواب بنا سکتی ہیں۔

وسدیمونہ :۔ میں نہیں سمجھتی کہ کوئی عورت بھی دُنیا میں ایسی ہوگی کہ اپنے شوہر کے ساتھ اس طریقے سے بیوفائی کرے۔

امیلیا :۔ بیسیوں ایسی ہونگی۔ اور ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی ہونگی جو عزت اور اختیار کیلئے وہ کچھ کرنے کو تیار رہیں کہ اُن کی اولاد سے پوری دُنیا آباد ہوجائے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسی عورتوں کا گنہ گار ہوجانا اکثر ان کے شوہروں کی غلطی اور غفلت سے پیش آتا ہے۔ اگر عورتوں کی یہ لغزشیں کہ وہ اپنے فریضوں سے غفلت کرتی ہیں، ہوتی بھی ہیں تو اس کی وجہ بھی ہوتی ہے کہ شوہر اپنا مال ومتاع غیر عورتوں کی نذر کرڈالتے ہیں۔ یا پھر رشک اور حسد پیدا ہوکر اپنی بیویوں پر طرح طرح کی قیدیں لگاتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمیں مارتے پیٹتے ہیں، یا روپیہ دینے میں کمی کرتے ہیں تو پھر ہم غصہ بھی رکھتے ہیں اور شوہروں سے انتقام لینے کو جی چاہتا ہے۔ گو یہ سچ ہے کہ ہم میں بعض خوبیاں اور نیکیاں بھی ہیں مگر ان کے ساتھ طیش اور انتقام بھی ہے۔ شوہروں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ ان کی بیویوں میں بھی وہی قوت احساس ہے جو خود اُن میں ہے۔ اور دیکھنے کو آنکھیں اور سونگھنے کو ناک وہ بھی رکھتی ہیں کڑوی اور میٹھے میں تمیز کرتی انھیں بھی ایسی ہی آتی ہے جیسے کہ ان کے شوہروں کو آتی ہے۔ جب وہ ہم کو چھوڑ کر دوسروں کے ہوجاتے ہیں تو معلوم نہیں وہ اس بات کو کیا سمجھتے ہیں۔ کیا وہ اسے ایک کھیل گردانتے ہیں۔ ہاں میں تو ایسا ہی سمجھتی ہوں اور یہ لہو ولعب جذبات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بلاشبہ میرا خیال ہے کہ ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ انسان کی کمزوری ہے جو اسے غلطی میں ڈالتی ہے۔ تو کیا پھر ہم میں نفس کے جذبات نہیں ہیں۔ اور کیا ہمارا شوخی شرارت اور کھیل کو جی نہیں چاہتا۔ کھیل شوخی شرارت اور کمزوری ہم میں بھی وہی موجود ہے جو مردوں میں ہے۔ پس مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں۔ ورنہ انھیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جو بُرائیاں ہم اُن کے ساتھ کرتے ہیں وہ ان ہی کی بُرائیوں سے ہم سیکھتے ہیں۔

وسدیمونہ :۔ اچھا امیلیا سلام۔ شب بخیر ہو۔ خدا کرے کہ میں بُری باتیں بُرے کاموں سے نہ سیکھوں بلکہ بُری باتوں سے بھی اپنی زندگی کے کاموں کی اصلاح کروں۔

(سب چلے جاتے ہیں)

جُزوِ خامس

پہلا منظر

(قبرس - ایک گلی)

ایاگو اور روڈریگو آتے ہیں

ایاگو:- ہاں بس مکان کے اس باہر کو نکلے ہوئے گوشے کے پاس کھڑے رہو۔ وہ اِدھر جلد آنیوالا ہے۔ تلوار سونت لو اور جب وہ قریب آئے تو ایک ہاتھ ایسا دینا کہ کام ہی تمام ہو جائے۔ جلدی کرو جلدی۔ کسی بات سے ڈرو نہیں۔ میں تمھارے پاس ہی رہوں گا۔ دل میں یہی بات جمائے رکھو کہ آج قسمت بنی یا بگڑی ارادہ مضبوط رکھو۔

روڈریگو:- تم پاس ہی رہنا۔ ممکن ہے کہ میرا وار خالی جائے۔

ایاگو:- میں تو تمھارے بالکل قریب ہوں۔ ہمت سے کام لو اور یہاں کھڑے ہو جاؤ۔ (چلا جاتا ہے)

روڈریگو:- اس کام پر میری کچھ ہمت بہت نہیں جمتی۔ مگر ایاگو نے جو کچھ کہا ہے اس سے اطمینان ہوتا ہے۔ اگر کاسیو کو مار ڈالا تو بات اتنی ہی ہوتی کہ دُنیا سے ایک آدمی کو چل بسایا۔ تلوار تو نکل بس اب کاسیو کے دن پورے ہوئے۔

ایاگو:- میں نے اس احمق روڈریگو کو بہت کچھ جوش دلا کر ہمت کے ساتھ اس میں تھوڑی سی عقل بھی پیدا کی ہے اور اُسے غصہ بھی آگیا ہے۔ اب چاہے کاسیو کو وہ قتل کرے یا کاسیو اس کا کام تمام کرے ہر صورت میں میرا ہی فائدہ ہے۔ اگر روڈریگو زندہ رہا تو وہ کل روپیہ اور زیور جو ڈسڈیمونہ کے دینے کیلئے میں نے اس سے ٹھگا ہے مجھے واپس دینا پڑیگا۔ لیکن اگر کاسیو مرنے سے بچ گیا تو اس کی روزانہ زندگی کے مقابلہ میں میری زندگی بہت ہی کریہہ منظر اور بدنما معلوم ہوتی رہے گی۔ ممکن ہے کہ خود مراکشی وہ چال جو میں نے کاسیو کے مارنے کیلئے چلی ہے اس پر ظاہر کر دے اس وجہ سے اور بھی میری حالت خطرے میں رہے گی۔ بہرکیف کاسیو کو جان سے مارنا ضروری ہوگا۔ اچھا سنو کاسیو کے قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

(کاسیو آتا ہے)

روڈریگو:- میں اس کی چال خوب پہچانتا ہوں۔ بدمعاش کدھر جاتا ہے۔ جان سے ہاتھ دھولے (روڈریگو کاسیو پر تلوار چلاتا ہے)

کاسیو:- یہ وار تو جان کا دشمن ہی نکلتا مگر نیچے زرہ پہنے تھا۔ تلوار کاٹ نہ کر سکی۔ اب دیکھوں تو میرے وار سے کہاں تک بچتا ہے (تلوار چلاتا ہے۔ روڈریگو زخمی ہو جاتا ہے)

روڈریگو:- ارے مار ڈالا۔

(ایاگو پیچھے سے آکر کاسیو کی ٹانگ کو زخمی کر کے فرار ہوتا ہے)

کاسیو:- ارے میں تو ہمیشہ کو لنگڑا ہو گیا۔ مار ڈالا۔ مار ڈالا۔ کوئی مدد کرو۔ (کاسیو گر پڑتا ہے)

(اوتھیلو آتا ہے)

اوتھیلو:- یہ آواز تو کاسیو کی سی تھی۔ ایاگو اپنے قول کا بڑا سچا نکلا۔

روڈریگو:- تو پھر بدمعاش ہم ہی ٹھیرے۔

اوتھیلو:- ہاں بات یہی ہے۔

کاسیو:- لوگو مدد کرو۔ روشنی لاؤ۔ کسی جرّاح کو بلاؤ۔

اوتھیلو:- اچھا یہ تو واقعی کاسیو ہے۔ ارے واہ رے بہادر ایاگو تو بڑا قول کا سچا اور وعدے کا پکّا ہے۔ اور اپنے دوست کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی ہے اس کا تجھے بڑا خیال ہے۔ تو تو مجھے سبق دیتا ہے۔ اور اے بدذات عورت دیکھ تیرا آشنا مرا پڑا ہے۔ اور تیری ناپاک موت بھی قریب ہے۔ تیرے حُسن اور تیری حسین آنکھوں کا طلسم اب ٹوٹ گیا۔ وہ آنکھیں تیرے داغ ہیں اور تیرے بستر پر جو حرام کاری کے دھبّے ہیں انھیں تجھ زانیہ کے خون سے رنگا جائیگا۔

(چلا جاتا ہے)

(لودویکو اور گراتیانو آتے ہیں)

کاسیو:- ارے کیا کوئی چوکیدار نہیں ہے۔ کوئی راہ گیر بھی اِدھر سے نہیں نکلتا۔ خون ہو گیا مار ڈالا۔

گراتیانو:- یہ آواز تو بڑے درد اور تکلیف کی معلوم ہوتی ہے۔

کاسیو:- خدا کیلئے کوئی مدد کرو۔

لودویکو:- سُنئے۔

روڈریگو :۔ ہائے روڈریگو بدنصیب!

لودویکو :۔ دو تین زخمیوں کی سی آوازیں ہیں۔ غضب کی رات ہے۔ ممکن ہے کوئی دھوکا یا فریب ہو۔ جب تک زیادہ آدمی نہ آجائیں آگے نہ جانا چاہئے۔

روڈریگو :۔ اگر کوئی مدد کو نہ آیا تو میرا تو خون بہتے بہتے دم ہی نکل جائیگا۔

لودویکو :۔ آپ سُنتے ہیں!

(ایاگو روشنی لیکر آتا ہے)

گراتیانو :۔ کوئی آدمی صرف قمیص پہنے روشنی لئے ہتیار لگائے ادھر آرہا ہے۔

ایاگو :۔ کون ہے؟ اور کس کی آواز ہے؟ جو "مار ڈالا مار ڈالا" کا شور مچاتی ہے؟

لودویکو :۔ ہمیں نہیں معلوم۔

ایاگو :۔ کیا آپ نے چیخنے کی آواز نہیں سنی؟

کاسیو :۔ اِدھر آیئے۔ ادھر آیئے خدا کیلئے میری مدد کیجئے۔

گراتیانو :۔ یہ تو اوتھیلو کا نشان بردار ایاگو معلوم ہوتا ہے۔

لودویکو :۔ ہاں وہی ہے بڑا بہادر آدمی ہے۔

ایاگو :۔ کیا بات ہے۔ کیوں اس قدر تکلیف سے چیختے ہو؟

کاسیو :۔ ایاگو! میرا تو بُرا حال ہے۔ بدمعاشوں نے تو میرا کام ہی تمام کردیا۔

ایاگو :۔ ارے نائب صاحب آپ ہیں! وہ بدمعاش کون تھے جنھوں نے یہ حرکت کی۔

کاسیو :۔ ان بدمعاشوں میں سے ایک یہیں کہیں چھپا ہے۔ وہ بھاگ نہیں سکتا۔

ایاگو :۔ ارے دغاباز و بدمعاشو! ہیں کیا آپ وہاں ہیں؟ ادھر آیئے اور مدد کیجئے۔

(یہ آخری جملہ لودویکو اور گراتیانو سے کہتا ہے)

روڈریگو :۔ ارے کوئی میری تو خبر لے۔

کاسیو :۔ ہاں قاتلوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ایاگو :۔ ارے بے ایمان قاتل شیطان۔ (یہ کہہ کر ایاگو روڈریگو کے تلوار مارتا ہے)

روڈریگو :۔ ارے بے ایمان ایاگو۔ ارے بے رحم کتے۔

ایاگو :۔ ارے بے ایمان تو اندھیرے میں آدمیوں کو قتل کرتا پھرتا ہے۔ ارے خونی بدمعاشو چور دم کدھر گئے۔ شہر میں تو عجیب سنّاٹا پڑا ہے۔ لوگو دوڑو خون ہوگیا۔ خون ہوگیا۔ آپ لوگ کون ہیں؟ اس سے غرض نہیں کہ نیّت آپ کی اچھی ہے یا بُری۔ بتایئے آپ ہیں کون؟

لودویکو :۔ جب معلوم ہوگا کہ ہم کون ہیں تو آپ ہماری عزّت کریں گے۔

ایاگو :۔ ہیں! کیا سینیور لودویکو آپ ہیں!

لودویکو :۔ جی ہاں میں ہوں۔

ایاگو :۔ رحم کیجئے! یہاں کاسیو بدمعاشوں کے ہاتھ سے زخمی ہوا پڑا ہے۔

گراتیانو :۔ کاسیو!

ایاگو :۔ بھائی کاسیو! تمھارا کیا حال ہے؟

کاسیو :۔ کسی نے میری ٹانگ کے دو ٹکڑے کردیئے۔

ایاگو :۔ واللہ سچ ہے خدا سب کو اپنی امان میں رکھے۔ شریفو روشنی لاؤ۔ میں اپنی قمیص پھاڑ کر کاسیو کے زخم پر پٹی باندھتا ہوں۔

(بیانکا آتی ہے)

بیانکا :۔ کیا بات ہے۔ کون چیخ رہا ہے؟

ایاگو :۔ کون چلایا تھا؟

بیانکا :۔ ارے میرے پیارے کاسیو۔ پیارے کاسیو۔ ہائے کاسیو، کاسیو۔

ایاگو :۔ یہ تو ہی مشہور کسبی ہے نا، کاسیو آپ کچھ بتا سکتے ہیں کس نے آپ کو زخمی کیا؟

کاسیو :۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا کہ کس نے زخمی کیا ہے۔

گراتیانو :۔ کاسیو آپ کو زخمی دیکھکر مجھے سخت افسوس ہوتا ہے۔ میں تو اس وقت آپ ہی کی تلاش میں نکلا تھا۔ ارے کوئی پاؤں کی پٹیاں اتار کر دو کہ زخم پر باندھی جائیں۔ کوئی کرسی لاؤ کہ ہم سائے سے کاسیو کو یہاں سے اٹھا کر لے چلیں۔

بیانکا :۔ ہائے کاسیو کو تو غش آگیا ہے۔ ارے میرے کاسیو، کاسیو!

ایاگو :۔ شریفو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ یہ عورت بھی اس قتل میں شریک تھی۔ کاسیو تھوڑی دیر صبر کرو۔ اچھے کاسیو چلو چلو۔ مجھے کوئی روشنی دو۔ ارے کوئی اس صورت کو بھی پہچانتا ہے۔ ہائے افسوس یہ تو میرا دوست روڈریگو ہے۔ جو میرا ہم وطن معلوم ہوتا ہے۔

روڈرگو تمھیں ہونا۔ واللہ روڈرگو ہے۔
گراتیانو:۔ کیا وینس کا باشندہ روڈرگو؟
ایاگو:۔ جی ہاں وہی۔ کیا آپ اس سے واقف ہیں؟
گراتیانو:۔ ہاں خوب جانتا ہوں۔
ایاگو:۔ سینیور گراتیانو میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اس خون خرابہ میں ادب اور تعظیم کا بھی خیال نہ رہا اور میں آپ کو پہچان نہ سکا۔
گراتیانو:۔ میں آپ سے مل کر خوش ہوا۔
ایاگو:۔ کاسیو تمھارا کیا خیال ہے؟ لو کرسی آگئی۔
گراتیانو:۔ روڈرگو۔
ایاگو:۔ جی ہاں وہی ہے وہی ہے۔ (کرسی لائی جاتی ہے) یہ اچھا ہوا کرسی آگئی۔ کوئی آدمی احتیاط سے اسے یہاں سے لیجائے میں ابھی جا کر سپہ سالار کے جرّاح کو لاتا ہوں۔ (بیانکا سے کہتا ہے) مہربان آپ نے کیوں تکلیف کی جو صاحب یہاں زخمی پڑے ہیں وہ میرے دوست کاسیو ہیں۔ کیا آپ میں اس میں کوئی رنجش تھی؟
کاسیو:۔ نہیں کچھ نہیں۔ نہ میں اس آدمی سے واقف ہوں۔
ایاگو:۔ (بیانکا سے مخاطب ہوتا ہے)۔ واہ کیوں تم کیوں زرد پڑگئیں۔ ارے انھیں کوئی ہوا میں لے جاؤ۔ (کاسیو اور روڈرگو کو کرسی پر بٹھا کر باہر لے جاتے ہیں) شریفو آپ قیام کریں۔ بیانکا تم زرد پڑگئی ہو۔ ذرا آنکھوں کا پھٹا پن تو دیکھیے۔ نہیں اگر اسی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو گی تو پھر کچھ اور باتیں بھی سننے میں آئیں گی۔ ذرا اسے غور سے دیکھتے رہیے۔ واللہ غور سے دیکھیں شریفو کیا آپ کو نہیں معلوم کہ گو زبانیں بند ہو جائیں مگر گناہ بغیر ظاہر ہوئے نہیں رہتا۔

(امیلیا آتی ہے)

امیلیا:۔ افسوس کیا بات ہے شوہر بتاؤ تو۔ کیا بات ہے؟
ایاگو:۔ روڈرگو نے یہاں اندھیرے میں کاسیو پر حملہ کیا۔ روڈرگو کے ساتھ چند اور آدمی بھی تھے جو بھاگ گئے۔ کاسیو مرنے کے قریب ہے اور روڈرگو مر چکا ہے۔
امیلیا:۔ افسوس افسوس شریف کاسیو!
ایاگو:۔ دیکھیے حرام کاریوں کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ امیلیا ذرا جا کے معلوم تو کرو کہ آج رات کاسیو نے کھانا کہاں کھایا تھا؟ (بیانکا سے کہتا ہے) تم اتنا کانپنے کیوں لگیں؟
بیانکا:۔ اس نے آج رات کو میرے ہاں کھانا کھایا تھا۔ میں کوئی اس بات پر تھوڑی ہی کانپتی ہوں۔
ایاگو:۔ اچھا تمھارے گھر کھانا کھایا تھا۔ میں اس جرم کا الزام تم پر رکھتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔
امیلیا:۔ اری بازاری عورت تجھ پر افسوس آتا ہے۔
بیانکا:۔ میں بازاری عورت کیوں ہوتی۔ میری زندگی تو ایسی ہی پاک صاف ہے جیسا تم نام رکھنے والی کی ہے۔
امیلیا:۔ ارے میری زندگی کے برابر تیری زندگی کیا ہوگی۔ ارے دل میں ذرا تو شرما۔
ایاگو:۔ مہربانو آؤ چل کر کاسیو کا حال دیکھیں کہ اس کی مرہم پٹی ہوگئی ہے یا نہیں۔ بیانکا تم بھی آؤ۔ تمھیں تو کوئی اور ہی قصہ بیان کرنا ہوگا۔ امیلیا تم ذرا قصر تک جاؤ۔ اور آقا اور ان کی بیگم سے کہو کہ یہاں کیسے کیسے قتل کے وقوعے پیش آئے۔ مہربانی کرو اور جا کر اطلاع کر دو۔ (علیحدہ کہتا ہے)
آج کی رات وہ ہے کہ یا تو قسمت بن گئی یا بالکل ہی بگڑ کر تباہ ہوئی۔

(چلا جاتا ہے)

دوسرا منظر

قصر میں ایک خواب گاہ

(وسدیمونہ بستر پر سو رہی ہے ایک شمع روشن ہے
اوتھیلو اندر آتا ہے)

اوتھیلو:۔ اصل سبب اصلی وجہ جس کی بنا پر جو کچھ میں اس وقت کرنے والا ہوں، کروں گا یہی ہے۔ اے میری روح کیا میں ان پاک نورانی ستاروں کے سامنے اس چیز کا نام لوں جس کی وجہ سے جو کچھ اس وقت کرنیوالا ہوں وہ کروں گا مگر میں اس کا خون نہ بہاؤں گا۔ اور نہ اس کی جلد پر خون کا داغ لگنے دوں گا۔ جو برف سے زیادہ سفید اور سنگِ مرمر سے زیادہ چکنی ہے۔ اے شمع میں تجھے بجھا کر افسوس نہ کروں گا۔ لیکن پھر بھی تجھے جان دینی ہوگی۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو تو اور مردوں کو دغا دیگی۔ پہلے شمع کو بجھاؤں پھر اے حسنِ فطرت کے اعلیٰ ترین نمونے تجھے بھی گل کروں۔ اے شمع اگر میں تجھے بجھاتا ہوں تو پھر میں تجھے روشن کروں گا۔ اور تیرے بجھانیکا مجھے کچھ افسوس نہ ہوگا۔ لیکن اے حسن کی شمع فروزاں جب میں تیری

روشنی گُل کروں گا تو مجھے علم نہیں کہ وہ شررِ حیات کہاں ہے جس سے میں پھر تجھے روشن کر لوں۔ درخت سے پھول توڑ لیا تو پھر اس میں کوئی جان نہیں ڈال سکتا۔ اس کا مُرجھانا ضروری ہے۔ میں تو اس گُل کو درخت ہی پر سونگھوں گا۔ (وسدیمونہ کا بوسہ لیتا ہے) اے نفسِ جان پرور انصاف تو یہی تھا کہ اپنی تلوار کے دو ٹکڑے کر دیتا۔ ایک اور ایک۔ اور جب تو مر جائے تو جو صورت تیری اس وقت ہے اسی کے ساتھ میرے دل میں رہیو۔ اس وقت میں تیری جان لیتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد ہمیشہ تجھی سے عشق رکھوں گا۔ ایک بوسہ اور دے اور یہ بوسہ آخری ہے۔ اس سے پہلے کوئی حسین چیز اتنی مُہلک نہ تھی۔ میں روؤں گا اور خوب روؤں گا۔ اور یہ آنسو جو اس وقت گرنیوالے ہیں اور میرا یہ غم بھی خدا کے غم کی مثل ہوگا۔ جو اپنے پیاروں کو سزا دینے کے وقت اُسے کرنا پڑتا ہے۔

(وسدیمونہ جاگتی ہے)

وسدیمونہ :۔ یہ کون ہے؟ کیا پیارے اوتھیلو تم ہو؟

اوتھیلو :۔ ہاں وسدیمونہ میں ہوں۔

وسدیمونہ :۔ آقا آپ بستر پر آجائیں۔ یہاں آرام کریں۔

اوتھیلو :۔ وسدیمونہ کیا تم خدا کی عبادت کر چکی ہو؟

وسدیمونہ :۔ ہاں آقا کر چکی ہوں۔

اوتھیلو :۔ اگر کوئی گناہ ایسا رہ گیا ہو جس کی معافی خدائے غفار سے نہ مانگی ہو تو پھر اس کی معافی بھی مانگ لو۔

وسدیمونہ :۔ افسوس آقا معلوم نہیں آپ کی کیا مُراد ہے؟

اوتھیلو :۔ ہاں خدا سے معافی مانگ لو۔ میں تمھاری روح کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا جس وقت تک کہ تم خدا سے اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگ لو۔ خدا نہ کرے کہ میں تیری روح کو ہلاک کرتا چاہوں۔

وسدیمونہ :۔ یہ آپ جان سے مارنے کی باتیں کیسی کہنے لگے۔

اوتھیلو :۔ ہاں باتیں ایسی ہی ہیں۔

وسدیمونہ :۔ تو خدا مجھ پر رحم کرے۔

اوتھیلو :۔ آمین! میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

وسدیمونہ :۔ اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ میری جان نہ لیں گے۔

اوتھیلو :۔ کیوں؟

وسدیمونہ :۔ پھر بھی میں ڈرتی ہوں کیونکہ آپ کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے۔ اور جب آپ کے دیدے اس طرح پھرنے لگتے ہیں تو یہی ہوتا ہے۔ مگر میں کیوں ڈروں۔ میں گناہ سے واقف نہیں مگر پھر بھی مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے۔

اوتھیلو :۔ اپنے گناہوں کو یاد کرو۔

وسدیمونہ :۔ گناہ کوئی یاد کرنے کو نہیں ہے۔ صرف عشق و محبت کی باتیں ہیں جو یاد آرہی ہیں۔

اوتھیلو :۔ اور ہاں اسی لئے تم ہلاک ہوتی ہو۔

وسدیمونہ :۔ وہ موت فطرت کے خلاف ہوگی جو عشق و محبت کی وجہ سے عمل میں لائی جائے۔ افسوس۔ آپ اپنا نیچے کا ہونٹ اس طرح کیوں چباتے ہیں۔ کوئی خونی جذبہ آپ پر ایسا ہی جس نے سر سے پاؤں تک آپ پر لرزہ ڈال رکھا ہے۔ مگر یہ سب اتفاقی باتیں ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں آپ کی موردِ قہر و عتاب نہ ہوں گی۔

اوتھیلو :۔ خاموش رہو۔ بات نہ کرو۔

وسدیمونہ :۔ میں خاموش ہوں۔ مگر بتلایئے تو بات کیا ہے؟

اوتھیلو :۔ وہ رومال جس کی میں بہت قدر کرتا تھا اور جو تمھیں دیا تھا وہ کہاں ہے؟ وہ تم نے کاسیو کو دیدیا؟

وسدیمونہ :۔ نہیں۔ میں اپنی جان اپنی روح کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے اُسے نہیں دیا۔ اُسے بلا کر پوچھ لو۔

اوتھیلو :۔ پیاری روح احتیاط کر۔ دیکھ کہیں قسم جھوٹی نہ پڑ جائے۔ کیونکہ اس وقت تو اپنے موت کے بستر پر ہے۔

وسدیمونہ :۔ لیکن ابھی تو جان سے نہ مارو گے؟

اوتھیلو :۔ ہاں ابھی۔ اس لئے اپنے گناہ کا اقرار کر۔ کیونکہ ہر بات کو قسم کھا کر انکار کرنے سے میرے اس صدمے کو تو دور نہیں کر سکتی۔ جس کے باعث میرا دل ہر وقت آہ و فغاں کرتا رہتا ہے۔ تو اس وقت اپنی جان سے جانیوالی ہے۔

وسدیمونہ :۔ تو پھر اے خدا تو مجھ پر رحم کر۔

اوتھیلو :۔ میں اس پر بھی آمین کہتا ہوں۔

وسدیمونہ :۔ تو کیا آپ میں کچھ بھی رحم ہے۔ میں نے تمام عمر آپکا کوئی قصور نہیں کیا۔ کبھی کاسیو سے محبت نہیں کی۔ اگر اس کا خیال کیا بھی تو صرف اتنا کہ آپ کے ساتھ جو عشق ہے اس میں خلل نہ آئے۔ جہاں تک خدا کا حکم ہو سکتا تھا وہاں تک میں نے اس کا

خیال کیا۔ میری محبت اس کے ساتھ وہی تھی جو انسان کو انسان کے ساتھ بھائی ہونیکی وجہ سے ہوتی ہے۔ وہ محبت نہ تھی جو بیوی کو شوہر کے ساتھ ہوتی ہے۔ میں نے آپ کا دیا ہوا تحفہ اسے نہیں دیا۔

اوتھیلو:۔ خدا کی قسم میں نے اپنا رومال اس کے ہاتھ میں دیکھا۔ اری جھوٹی قسمیں کھانے والی تو نے میرے دل کو پتھر بنا دیا اور جو کچھ اس وقت ارادہ رکھتا ہوں تو نے ہی اس پر مجھے مجبور کیا ہے یعنی ارادہ تیری ہلاکت کا۔ اور اس ہلاکت کو میں ایک کفارہ یا قربانی سمجھتا ہوں۔ میں نے رومال اس کے پاس دیکھا ہے۔

وسدیمونہ:۔ تو اسے کہیں پڑا ملا ہوگا۔ میں نے اسے ہرگز نہیں دیا۔ یہاں بُلا کر آپ اس سے سچی بات معلوم کریں۔

اوتھیلو:۔ وہ اقبال کر چکا۔

وسدیمونہ:۔ کس بات کا اقبال؟

اوتھیلو:۔ اس بات کا کہ وہ تجھ سے کام لے چکا ہے۔

وسدیمونہ:۔ کیا کوئی ناجائز کام؟

اوتھیلو:۔ ہاں۔

وسدیمونہ:۔ وہ ایسا نہیں کہہ سکتا۔

اوتھیلو:۔ اس کی زبان بھی بند کر دی گئی ہے۔ ایماندار ایاگو کو اس بات کا حکم دیکر روانہ کر دیا ہے کہ وہ کاسیو کو ہلاک کر دے۔

وسدیمونہ:۔ ہائے میں یہی ڈرتی تھی کہ کہیں اب وہ زندہ نہو۔

اوتھیلو:۔ اگر اس کے تن میں تمام عالم کی جانیں ہوتیں تب بھی میرا انتقام ان سب جانوں کو لئے بغیر نہ رہتا۔

وسدیمونہ:۔ افسوس اس کے ساتھ دغا ہوئی اور میرا بھی کام تمام ہوا۔

اوتھیلو:۔ جا بدبخت بیسوا تو میرے سامنے کاسیو کیلئے آنسو بہاتی ہے۔

وسدیمونہ:۔ آقا مجھے طلاق دیدیجئے۔ جان سے نہ ماریئے۔

اوتھیلو:۔ بس مرنے کیلئے تیار ہو جا۔

وسدیمونہ:۔ اچھا کل مجھے مار ڈالنا۔ آج مجھے زندہ رہنے دو۔

اوتھیلو:۔ جب ارادہ کر لیا تو اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔

وسدیمونہ:۔ اچھا مجھے ایک دعا پڑھ لینے دو۔

اوتھیلو:۔ نہیں بہت دیر ہوئی۔

(وسدیمونہ کا گلا گھونٹ دیتا ہے)

امیلیا:۔ (اندر سے چیختی ہے) آقا آقا آقا۔ آپ سُنتے ہیں آقا۔

اوتھیلو:۔ یہ کون پکار رہا ہے۔ وسدیمونہ ابھی مری نہیں ہے۔ جان پوری نہیں نکلی۔ میں ظالم و سفاک ہوں مگر رحم بھی دل میں رکھتا ہوں۔ تجھے اس وقت کے کرب و تکلیف میں نہ رہنے دونگا۔ بس۔ بس۔

امیلیا:۔ (اندر سے کہتی ہے) آقا آقا۔ آپ سُنتے ہیں۔ آقا میرے۔

اوتھیلو:۔ کون ہے؟

امیلیا:۔ اچھے آقا۔ مجھے ایک بات آپ سے کہنی ہے۔

اوتھیلو:۔ اچھا یہ امیلیا ہے۔ وسدیمونہ کا دم رفتہ رفتہ نکل رہا ہے۔ امیلیا غالباً کاسیو کے مرنیکی خبر لائی ہے۔ کچھ شور یہاں بھی سُنا گیا تھا۔ اب حرکت نہیں رہی۔ چہرے پر قبر کی طرح خاموشی طاری ہے۔ امیلیا کو اندر بلا لوں۔ کیا یہ بات ٹھیک ہوگی۔ اگر وہ اندر آگئی تو پھر کیا کرنا ہوگا۔ وہ آتے ہی میری بیوی سے بات کریگی۔ میری بیوی، میری بیوی! بیوی اب کہاں رہی؟ ارے ناقابلِ برداشت غم اور ارے بُری گھڑی میں تو سمجھتا ہوں کہ چاند اور سورج اب مدت تک دونوں گہن میں رہیں گے۔ اور اس انقلاب سے یہ خوف زدہ زمین غرق ہو جائے گی۔

امیلیا:۔ (اندر سے کہتی ہے) میں نہایت عاجزی سے عرض کرتی ہوں کہ ایک ضروری بات مجھے آپ سے کہنی ہے۔ اچھے میرے آقا، میرے سرکار جو کچھ مجھے کہنا ہو وہ سُن لیجئے۔

اوتھیلو:۔ اچھا چپکے چپکے میں مسہری کا پردہ گرا آتا ہوں۔ امیلیا تم کدھر ہو (خوابگاہ کا دروازہ کھولتا ہے)

(امیلیا داخل ہوتی ہے)

امیلیا:۔ حضور یہاں سامنے تو بڑے بڑے قتل و خون ہوئے ہیں۔

اوتھیلو:۔ اچھا پھر کیا؟

امیلیا:۔ حضور وہ ابھی ابھی کے وقوعے ہیں۔

اوتھیلو:۔ یہ تو فضا میں چاند کی غلطی ہے۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ زمین کے قریب آتا جاتا ہے۔ اور اس کے اثر سے آدمی دیوانے ہوئے جاتے ہیں۔

امیلیا:۔ حضور کاسیو نے وینس کے ایک نوجوان روڈریگو کو قتل کر دیا ہے۔

اوتھیلو:۔ روڈریگو قتل ہوگیا اور کاسیو بھی مارا گیا۔
امیلیا:۔ نہیں کاسیو نہیں مارا گیا۔
اوتھیلو:۔ کاسیو قتل نہیں ہوا تو پھر یہ سارا کشت و خون کا منصوبہ بگڑ گیا۔ اور وہ شیریں انتقام جو لینا تھا تلخی کے ساتھ باقی رہ گیا۔
ڈسڈیمونہ:۔ ارے مجھے دھوکے میں بالکل دھوکے میں جان سے مارا۔
امیلیا:۔ یہ آواز کیسی ہے؟
اوتھیلو:۔ کونسی آواز؟
امیلیا:۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز میری بیگم کی ہے۔ لوگو دوڑو مدد کرو۔ بیگم پھر کچھ بولو۔ پیاری ڈسڈیمونہ، اچھی ڈسڈیمونہ آگے کچھ کہو تو۔
ڈسڈیمونہ:۔ میں بیقصور مرتی ہوں۔
امیلیا:۔ کس نے یہ حرکت کی؟
ڈسڈیمونہ:۔ کسی نے کچھ نہیں کیا جو کچھ کیا میں نے کیا۔ اچھا خدا کو سونپا۔ آقا سے میرا رخصتی سلام کہہ دینا۔
(ڈسڈیمونہ مرجاتی ہے)
اوتھیلو:۔ اس کے مارے جانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟
امیلیا:۔ افسوس ہائے افسوس کسے خبر ہے؟
اوتھیلو:۔ تم تو سن چکی ہو کہ اس نے خود اپنی جان دی ہے۔ میں قاتل نہیں ہوں۔
امیلیا:۔ کہا تو یہی تھا۔ مگر میں ابھی سب سے جاکر کل حال کہتی ہوں۔
اوتھیلو:۔ ڈسڈیمونہ تو ایک دروغ گو کی طرح جلتے دوزخ میں چلی گئی۔ یہ میں تھا جس نے اسے جان سے مارا ہے۔
امیلیا:۔ تو اور بھی وہ فرشتہ ہوئی اور آپ سیاہ رو شیطان ہوئے۔
اوتھیلو:۔ وہ بدکار تھی۔ کیسی ہوگئی تھی۔
امیلیا:۔ آپ بالکل جھوٹ بکتے ہیں۔ آپ جھوٹے شیطان ہیں۔
اوتھیلو:۔ وہ تو پانی کی مثل تھی کہ جدھر راستہ ملے ادھر بہہ جائے وہ بیوفا تھی۔ دغاباز تھی۔
امیلیا:۔ وہ پانی تھی یا فاحشہ تھی، مگر آپ آگ کی طرح غارتگر نکلے۔
اوتھیلو:۔ اگر میں نے صحیح اور درست وجوہ کی بنا پر اسے نہیں مارا تو پھر خدا مجھے دوزخ کے طبقۂ اسفلین میں جھونک دے۔ تیرے شوہر کو سارا حال معلوم ہے۔
امیلیا:۔ میرے شوہر کو؟
اوتھیلو:۔ ہاں تیرے شوہر کو۔
امیلیا:۔ یہ کہ وہ بیوفا اور فاحشہ تھی!
اوتھیلو:۔ ہاں کاسیو کے ساتھ اس نے حرامکاری کی۔ اگر وہ باوفا رہتی اور خدا میرے لئے کوئی نئی دنیا بھی تیار کرکے مجھے دیتا تو پھر اس دنیا کے مولوں بھی میں اسے کبھی نہ بیچتا۔
امیلیا:۔ کیا میرے شوہر نے کہا؟
اوتھیلو:۔ اس نے مجھ سے سب سے پہلے کہا۔ وہ سچا اور ایماندار آدمی ہے۔ اور برے افعال کے ساتھ جو نجاست لگی ہوتی ہے اس سے وہ نفرت کرتا ہے۔
امیلیا:۔ کیا میرے شوہر نے آپ سے ایسا کہا؟
اوتھیلو:۔ عورت کیوں اس طرح ایک ہی بات بار بار پوچھے جاتی ہے۔ کیا تجھ سے میں نے نہیں کہا کہ تیرے شوہر نے مجھ سے کہا تھا۔
امیلیا:۔ ہائے ہائے میری بیگم تیرے عاشق کو دھوکوں اور مکاریوں نے اپنا شکار بنایا۔ کیا میرے شوہر نے آپ سے کہا تھا کہ بیگم بیوفا ہے!
اوتھیلو:۔ ہاں عورت سنا نہیں کہ اسی نے مجھ سے پہلے کہا تھا۔ کیا اتنا بھی نہیں سمجھتی۔ تیرا شوہر یعنی ایماندار ایاگو اور میرے دوست نے مجھ سے کہا۔ وہ تو بڑا سچا اور ایماندار شخص ہے۔
امیلیا:۔ اگر اس نے کہا تو خدا اس کی موذی اور آزار دینے والی روح کو رتی رتی کرکے غارت کرے۔ اس بے ایمان نے آپ سے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا۔ میری بیگم کو تو شوہر کے ساتھ وہ عشق تھا کہ کبھی کسی کے ساتھ وہ ایسا جس گناہ نہ کرسکتی تھیں۔
اوتھیلو:۔ کیا بکتی ہے!
امیلیا:۔ آپ جو چاہے سو کریں۔ آپ کا یہ کام خدا کی نظروں میں ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسے کہ آپ ڈسڈیمونہ کے شوہر بننے کے لائق نہ تھے۔
اوتھیلو:۔ بہتر یہی ہے کہ تو خاموش رہ۔
امیلیا:۔ اب آپ میں مجھے نقصان پہونچانے کی آدھی طاقت بھی نہیں ہے۔ جو مجھے نقصان اٹھانے میں ہے۔ ارے احمق

اُلّو۔ ارے گیدی۔ کیچڑ اور مٹی سے زیادہ بے حس تو نے وہ کام کیا ہے۔ تیری اس تلوار سے میں ڈرتی نہیں۔ اگر بیس جانیں بھی میں رکھتی ہوتی اور وہ سب نکال لی جاتیں تب بھی میں کُل حالات دُنیا پر آشکارا کر دیتی۔ لوگو دوڑو۔ مدد کرو مدد۔ مراکشی نے میری بیگم کو جان سے مار ڈالا۔ خون ہوا ہے۔ قتل ہوا ہے۔

(مونٹونو، گراتیانو، ایاگو اور، اور لوگ آتے ہیں)

مونٹونو:۔ کیا بات ہے؟ سپہ سالار یہ کیا معاملہ ہے؟

امیلیا:۔ ارے ایاگو تو بھی آیا۔ شاباش ایاگو شاباش تو نے خوب کام کیا۔ اب سب تیری گردن پر یہ خون رکھیں گے۔

گراتیانو:۔ یہ معاملہ کیا ہے؟

امیلیا:۔ لوگو اگر تم میں انصاف ہو تو اس ایاگو دغاباز، بدمعاش اور بے ایمان پر جرم ثابت کرو۔ اوتھیلو کہتا ہے کہ ایاگو نے اس سے کہا کہ میری بیگم نے شوہر کے ساتھ دغا کی۔ کوئی بتائے تو یہ کیسے ہوا؟ میرا دل بھرا آتا ہے۔

ایاگو:۔ جو میرا خیال تھا وہی میں نے اس سے کہا اور کوئی بات اس سے زیادہ نہیں کہی جسے خود اس نے بجا اور درست سمجھا ہو۔

امیلیا:۔ کیا تم نے کبھی اس سے کہا تھا کہ دسدیمونہ بیوفا ہے؟

ایاگو:۔ ہاں میں نے کہا تھا۔

امیلیا:۔ تو تو نے بالکل جھوٹ کہا اور جھوٹ بھی ایسا بیہودہ اور جہنم واصل کرنے والا کہ خدا کی پناہ۔ اپنی جان کی قسم تو نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ اور فتنہ انگیز دروغ تھا کہ میری بیگم نے کاسیو کے ساتھ کوئی حرکت کر کے شوہر سے بیوفائی کی۔ کیا تو نے کاسیو کے ساتھ اُسے متہم کیا؟

ایاگو:۔ ہاں کاسیو کے ساتھ۔ نالائق عورت جا دور ہو۔ اپنی زبان بند کر۔

امیلیا:۔ میں کبھی اپنی زبان بند نہ کروں گی۔ میرا فرض ہے کہ اصلی حال کہوں۔ میری بیگم یہاں مری پڑی ہے۔ کسی نے اُسے جان سے مارا ہے۔

سب:۔ خدایا یہ کیا بات ہے۔ ہم پر اپنا رحم کر۔

امیلیا:۔ اور تیری باتوں سے یہ خون ہوا ہے۔

اوتھیلو:۔ دوستو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھو۔ یہ واقعہ صحیح ہے۔

گراتیانو:۔ اگر سچ ہے تو سخت حیرت کا مقام ہے۔

مونٹونو:۔ ارے یہ کیسا غضب کیسا ستم ہوا؟

امیلیا:۔ دغا، فریب، بدمعاشی، خباثت۔ مجھے تو پتہ چل گیا ارے بدمعاشی۔ ارے پاجی پن! تیرا بُرا ہو۔ میں تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ بس تو اس صدمے میں اپنی جان دیدوں گی۔

ایاگو:۔ امیلیا کیا پاگل ہو گئی ہے؟ سنتی ہے! میں حکم دیتا ہوں بس گھر جا کر بیٹھ۔

امیلیا:۔ اچھے شریفو مجھے اجازت دو کہ میں سارا حال کہہ ڈالوں یہ میں جانتی ہوں کہ بیوی کو شوہر کا حکم ماننا لازمی ہے مگر اس وقت نہیں۔ ایاگو سن لے اب مجھے گھر جانا شاید نصیب نہ ہو۔

اوتھیلو:۔ ہائے ہائے یہ کیا ہوا۔ (بستر پر گرتا ہے)

امیلیا:۔ اچھا ہے بستر پر گر جہاں وہ مری پڑی ہے اور خوب چیخیں مار مار کر رو۔ کیونکہ تو نے ایک حسین پیاری معصومہ کو جس نے کبھی دُنیا میں آنکھ کھولی تھی جان سے مارا ہے۔

اوتھیلو:۔ (بستر سے اٹھ کر کہتا ہے) لیکن وہ بدکار اور بیوفا تھی۔ (گراتیانو کی طرف دیکھ کر کہتا ہے) چچا آپ کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ دیکھئے یہ آپ کی بھتیجی بے جان پڑی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میرے ان ہاتھوں نے اس کی جان لی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری یہ حرکت سب کو بے حد خوفناک اور ہولناک معلوم ہوتی ہے۔

گراتیانو:۔ ہائے غریب دسدیمونہ۔ اچھا ہوا کہ تیرا باپ مر چکا ہے۔ تیری یہ شادی اس کے لئے مہلک ثابت ہوئی اور محض اسی رنج اور صدمے نے اس کے رشتۂ حیات کو توڑ دیا۔ اگر آج وہ جیتا ہوتا تو یہ واقعہ سن کر اس کی بہت ہی بُری حالت ہو جاتی۔ بھلائی کا فرشتہ جو انسان کے ساتھ ہر وقت رہتا ہے اُسے وہ لعنت کر کے دور کر دیتا۔ اور برائی کے فرشتے کی مدد سے معلوم نہیں وہ کیسے کیسے جہنمی کام کرتا۔

اوتھیلو:۔ یہ حال قابلِ رحم ہے۔ لیکن ایاگو کو سب حال معلوم ہے کہ اس نے کاسیو کے ساتھ گناہ کیا۔ ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ۔ کاسیو نے خود اس کا اقبال کیا۔ اور میں نے اپنے عشق کی جو نشانی اسے دی تھی۔ اس نے اغیار کیلئے اپنے عشق ناپاک کا اس کو ضامن بنایا۔ میرے عشق کی یہ نشانی وہ تھی جو سب سے پہلے میں نے دسدیمونہ کو دی تھی۔ پھر میں نے وہی چیز کاسیو کے ہاتھ میں دیکھی۔ وہ پرانی صنعت کا ایک رومال تھا جو میرے باپ نے میری ماں کو دیا تھا۔

امیلیا:۔ توبہ توبہ۔ خدایا اور اے عرش کے فرشتو توبہ۔

ایاگو:۔ امیلیا ادھر آ۔ چُپ رہ۔

امیلیا:۔ میں سارا بھید کھولوں گی۔ میں کچھ نہ کہوں اور چُپ رہوں۔ نہیں میری آہ وزاری میں تو وہ زور ہوگا جیسے بادِ شمال میں زور ہوتا ہے۔ چاہے اس میں انسان یا شیاطین بلکہ دونوں مل کر مجھے شرمندہ کریں۔ نادم کریں۔ میں کل باتیں کہے بغیر ہرگز نہ رہوں گی۔

ایاگو:۔ ارے عقل سے کام لے اور گھر چلی جا۔

امیلیا:۔ میں ہرگز نہ جاؤں گی۔

(ایاگو اسے چھُری مارنے پر آمادہ ہوتا ہے)

گراتیانو:۔ عزت، شرم ایاگو! ارے کمبخت تو عورت پر ہاتھ چلاتا ہے۔

امیلیا:۔ ارے بیوقوف مراکشی جس رومال کا تو ذکر کرتا ہے وہ تو اتفاق سے مجھے پڑا ملا تھا۔ اور میں نے اُسے اپنے شوہر ایاگو کو دیا تھا۔ کیونکہ وہ اکثر اس معمولی اور بے حقیقت چیز کیلئے کہتا رہتا تھا۔ کہ میں اُسے کسی طرح چُرالوں۔

ایاگو:۔ کیا بکتی ہے اری شیطان بدکار!

امیلیا:۔ وہ رومال وسدیمونہ نے کاسیو کو نہیں دیا۔ ہرگز نہیں دیا۔ بلکہ میں نے وہ رومال جو مجھے پڑا ملا تھا اپنے شوہر ایاگو کو دیا تھا۔

ایاگو:۔ بے ایمان تو جھوٹ بولتی ہے۔

امیلیا:۔ خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتی۔ لوگو میں ہرگز جھوٹ نہیں کہہ رہی ہوں۔ ارے قاتل۔ بے ایمان تجھ جیسے بدکار کو ایک نیک بخت معصوم عورت سے کیا واسطہ تھا۔

اوتھیلو:۔ اے عرش جو پتھر تجھ سے زمین پر گرا کرتے تھے کیا اب ان میں کوئی باقی نہیں رہا۔ ارے خبیث بدمعاش۔

(اوتھیلو ایاگو پر دوڑ پڑتا ہے۔ ایاگو پیچھے
آ کر امیلیا کو خنجر مار کر چلا جاتا ہے)

گراتیانو:۔ یہ عورت گر پڑی ہے۔ ایاگو نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔

امیلیا:۔ ہاں ہاں مجھے اپنی بیگم کے پاس لٹا دو۔

گراتیانو:۔ وہ تو چلا گیا اور اپنی بیوی کو جان سے مار گیا۔

مونٹونو:۔ ایاگو تو مشہور بدمعاش ہے۔ یہ تلوار آپ اپنے پاس رکھیں اسے میں نے مراکشی سے لیا ہے۔ سپاہیو آؤ باہر کے دروازہ پر پہرہ دو کسی کو باہر نکلنے نہ دیا جائے۔ اگر کوئی نکلنا بھی چاہے تو فوراً اس کی گردن اڑا دو۔ میں اس بدمعاش ایاگو کو گرفتار کرنے جا رہا ہوں۔ کیونکہ وہ بڑا ہی خبیث اور چالاک آدمی ہے۔

(مونٹونو اور گراتیانو چلے جاتے ہیں)

اوتھیلو:۔ اب میری بہادری کیا باقی رہ گئی جب ایک کمزور آدمی بھی مجھ سے تلوار لے لے۔ جب زندگی کی معمولی عزت بھی مجھ سے رخصت ہوئی تو پھر فوج اور میدانِ جنگ کی عزت کا باقی رہنا بیکار ہے۔ دونوں عزتوں کو خیرباد کہو۔

امیلیا:۔ پیاری وسدیمونہ تو نے جو مرنے سے پہلے گیت گایا تھا اس سے کیا خبر نکلتی تھی۔ پیاری کچھ سُنتی بھی ہے میں تو اب وہی گیت گاتے گاتے مرتی ہوں۔ (امیلیا گاتی ہے)

مراکشی سن لے وہ پاک تھی اور پاکدامن تھی اور
تجھ سے اُسے عشق تھا۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ
سچ ہے۔ خدا مجھ پر رحم کرے اور سچ کہتی ہوئی
میں جان دوں۔ میں مرتی ہوں۔ میں مرتی ہوں۔

(امیلیا مر جاتی ہے)

اوتھیلو:۔ میرے پاس ایک دوسری تلوار اسی کمرے میں ہے جو اندلسی فولاد کی ہے۔ دیکھو وہ یہاں موجود ہے۔ گراتیانو میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔

گراتیانو:۔ (اندر سے کہتا ہے)۔ اگر تم نے ایسا کیا تو سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ تمھارے پاس کوئی ہتیار نہ رہنا چاہیئے۔ ورنہ تم سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

اوتھیلو:۔ آپ خود دیکھ لیں اور پھر مجھ سے کہیں میں تو بالکل نہتا ہوں۔ مگر اس حال میں بھی حملہ کرنے کو تیار ہوں۔

گراتیانو:۔ یہ کیا بات ہوئی؟

اوتھیلو:۔ دیکھئے میرے پاس ایک ہتیار ہے جو اس سے بہتر طریقے پر کبھی کسی سپاہی کی کمر میں نہ بندھا تھا۔ میں وہ دن دیکھ چکا ہوں کہ اس بازو اور اس تلوار سے میں بڑی بڑی مزاحمتوں اور خطروں کو چیرتا ہوا نکل گیا ہوں جو تمھاری مزاحمتوں سے بیس گنا سخت تھیں۔ مگر اس وقت یہ شیخیاں فضول ہیں۔ تقدیر پر کسی کا بس نہیں۔ مجھ سے ڈرو نہیں کہ میں اس وقت ہتیار لگائے

ہوں ۔ نہیں میرے سفر کی منزل قریب آگئی ہے ۔ اور وہ نشان نظر آنے لگا ہے جہاں تک میری کشتیٔ عمر کا بادبان جا کر نظر آ سکتا ہے تم ڈر کر بھاگتے ہو ۔ تمہارا خوف فضول ہے ۔ اوتھیلو کے حملے کے سامنے انسان ایک پرِ کاہ کی مثل ہے ۔ مگر اب وہ رُوپوش ہو تا کہ اوتھیلو تو کہاں جائیگا ۔ اور اے بدقسمت عورت جو برف کی مثل سفید پڑی ہے ۔ جب ہم دونوں عالمِ بالا میں ملیں گے تو پھر تیری نگاہ میری رُوح کو عرش سے جہنم میں پھینکے گی ۔ اور شیاطین اسے لپک لیں گے ۔ ہائے پیاری لڑکی کیسی اپنی عفت اور عصمت کے مثل سرد پڑی ہے ۔ ارے جہنم کے شیطانو آؤ اور مجھ ملعون کو کوڑے لگاؤ ۔ اور اس پاک صورت کو مجھے نہ دیکھنے دو ۔ مجھے پھونک مار کر ہوا میں اُڑا دو ۔ جلتی گندھک میں ڈال کر جلا دو ۔ اور آتشِ عمیق کی گہری خلیجوں میں مجھے غوطے دو ۔ ہائے ڈسڈیمونہ ہائے ڈسڈیمونہ تو مرگئی ۔

(لودویکو، مونٹونو، کاسیو کو کرسی پر بٹھائے لاتے ہیں ۔ بہت سے افسر ایاگو کو پا بہ زنجیر کئے حاضر ہوتے ہیں)

لودویکو :۔ وہ بے احتیاط ، بے پروا ظالم و سفاک کہاں ہے ؟

اوتھیلو :۔ وہ جو کبھی اوتھیلو تھا یہاں موجود ہے ۔

لودویکو :۔ اور وہ سانپ کا بچہ کہاں ہے ۔ اس حرامی کو سامنے لاؤ ۔

اوتھیلو :۔ میں تو اس کے پیروں کی طرف دیکھتا ہوں ۔ کہ کہیں پاؤں کی جگہ شیطان کی طرح پنجے تو نہیں ہیں ۔ مگر یہ تو قصّے کہانیوں کی بات ہے ۔ اگر تو واقعی شیطان ہے تو میں تیری جان نہیں لے سکتا ۔ (اوتھیلو ایاگو کو زخمی کرتا ہے)

لودویکو :۔ اوتھیلو سے اس کی تلوار لے لو ۔

ایاگو :۔ زخم سے خون جاری ہے مگر مرا نہیں ہوں ۔

اوتھیلو :۔ مجھے دونوں باتوں میں سے کسی کا بھی افسوس نہیں ۔ میں تو تیرا زندہ رہنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ میرے نزدیک اب مرنا ایک خوشی کی بات ہے ۔

لودویکو :۔ اوتھیلو تم پر افسوس آتا ہے ۔ کسی زمانہ میں تم کیسے اچھے آدمی تھے ۔ تم اس جہنمی خبیث کی باتوں میں آگئے ۔ اب تمہیں بتاؤ کہ تمہیں کیا کہا جائے ؟

اوتھیلو :۔ جو جی میں آئے سو کہو ۔ اگر چاہو تو مجھے ایک معزز قاتل کے نام سے یاد کرو ۔ کیونکہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہے وہ نفرت کی وجہ سے نہیں بلکہ عزت کے خیال سے ہوا ۔

لودویکو :۔ اس عورت ایمیلیا نے ایاگو کے جو جرائم بیان کئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اوتھیلو تم نے اور ایاگو نے مل کر کاسیو کے قتل کا ارادہ کیا تھا ۔

اوتھیلو :۔ ہاں ایسا ہوا تھا ۔

کاسیو :۔ پیارے سالار میں نے کبھی آپ کو ناراض نہیں کیا ۔

اوتھیلو :۔ مجھے اس کا پورا یقین ہے اور میں تم سے معافی چاہتا ہوں ۔ تم اس شیطان سے دریافت کرو کہ اس نے کیوں میرے جسم اور میری رُوح دونوں کو مبتلائے عذاب کیا ۔

ایاگو :۔ مجھ سے کچھ نہ پوچھو ۔ جو کچھ تمہیں معلوم ہے معلوم ہے اور اب سے ہرگز میں کوئی لفظ منہ سے نہ نکالوں گا ۔

لودویکو :۔ کیوں کیا منہ سے معافی مانگنے کیلئے بھی کچھ نہ کہو گے ۔ لیکن جب شکنجے میں کھینچے جاؤ گے تو زبان آپ سے آپ کھل جائے گی ۔

اوتھیلو :۔ ہاں اس کیلئے یہی درست ہوگا ۔

لودویکو :۔ جو کچھ ہوا وہ آپ کی سمجھ میں اور آ جائیگا ۔ یہ خط مقتول روڈریگو کی جیب سے برآمد ہوا ہے ۔ اور یہ دوسرا خط بھی اسی کی جیب سے نکلا ہے ۔ ان میں سے ایک خط میں لکھا ہے کہ روڈریگو کاسیو کو قتل کرے اور یہ کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے ۔

اوتھیلو :۔ ارے حرامی خبیث !

کاسیو :۔ یہ ایاگو تو بڑا ہی کافر ظالم نکلا ۔

لودویکو :۔ اور لیجئے یہ پرچہ اور ہے جو مقتول روڈریگو کی جیب سے نکلا ہے ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرچہ روڈریگو اس شیطان ایاگو کے پاس بھیجنے والا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پرچہ پہنچنے سے پہلے ایاگو نے روڈریگو کا کام تمام کر دیا ۔

اوتھیلو :۔ ارے بے ایمان سفاک ایاگو ۔ کاسیو یہ بتاؤ کہ میری بیوی کا رومال تمہارے پاس کیسے پہنچا ۔

کاسیو :۔ میں نے اسے اپنے کمرے میں پڑا دیکھا تھا اور خود ایاگو نے بھی اقبال کیا ہے کہ میرے کمرے میں کسی خاص مقصد کیلئے اس نے رومال ڈلوا دیا تھا ۔

اوتھیلو :۔ ہائے میں کیسا بیوقوف احمق اور نالائق تھا ۔

کاسیو :۔ روڈریگو کے پرچے میں جو اس نے ایاگو کو لکھا تھا اس

میں ایاگو کو اس بات پر سخت اور سست کہا ہے کہ اس نے مجھ پر اس وقت حملہ کرنیکی ترغیب دی جبکہ میں پہرہ دے رہا تھا۔ اور جب ہم سمجھتے تھے کہ روڈریگو مرگیا تو دفعتہً ہوشیار ہو کر کہنے لگا کہ ایاگو نے فی الواقع کاسیو کو اس وقت زخمی کیا تھا جبکہ کاسیو کے قتل کیلئے روڈریگو کو ہدایت کی تھی۔

لودویکو:۔ اوتھیلو آپ اس کمرے سے نکل کر ہمارے ساتھ چلیں آپ کے تمام اختیارات سلب کر لئے گئے ہیں۔ اور کاسیو اب قبرص میں حکومت کریگا۔ اور کاسیو اگر کوئی درد و عذاب ایسا ہے جو اس شیطان ایاگو کو سخت سے سخت اذیت پہنچائے مگر مرنے نہ دے تو پھر ایسا درد و عذاب آپ اسے پہنچائیں۔ اوتھیلو تم اس وقت تک حراست میں رہو گے جب تک تمہارے جرم کی پوری کیفیت وینس کی ریاست کو دریافت نہ ہو جائے۔ سپاہیو! اوتھیلو کو لے چلو۔

اوتھیلو:۔ ذرا ٹھہرئیے میں نے ریاست کی کچھ خدمت کی ہے وینس کی مجلس میری خدمات سے واقف ہے۔ مگر اس وقت اس کا کچھ ذکر نہیں۔ صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ اپنی کیفیت میں جو کہ در اصل میں ہوں وہ لکھیں۔ واقعات کے بیان میں کمی نہ ہو۔ اور نہ عداوت اور نفرت سے کام لیا جاوے۔ اور میرا ذکر اس طرح کیجئے گا کہ میں وہ تھا جس نے سچا عشق کیا تھا مگر عقل نہ تھی۔ اور جیسے کسی ملک کا ایک وحشی باشندہ ایک گوہر نایاب پاتا ہے جس کی قیمت اس وحشی کی پوری قوم سے بھی زیادہ ہوتی ہے مگر قدر نہ پہچاننے کی وجہ سے وہ اس گوہر آبدار کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور یہ غمزدہ آنکھیں گو رونے سے واقف نہ تھیں مگر پھر بھی وہ اس طرح اشکبار ہوئیں جیسے عربستان کے درختوں سے لعاب بہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ لکھنا کہ حلب میں ایک مفسد اور نابکار شخص تھا جس نے وینس کے ایک آدمی کو قتل کیا تھا۔ اور وینس کی ریاست کو گالیاں دی تھیں میں نے اس کتے کا گلا پکڑ کر اس طرح اس کے سینے میں خنجر بھونک دیا

(اوتھیلو خنجر نکال کر سینے میں بھونک لیتا ہے)

لودویکو:۔ ارے خونی انجام!

گراتیانو:۔ ہماری سب بحث اور خیالات فضول ہو گئے۔

اوتھیلو:۔ (زخمی پڑا ہنستا ہے) ڈسدیمونہ تجھے جان سے مارنے سے پہلے میں نے تیرا بوسہ لیا تھا اور اسی بوسے کو یاد کر کے میں اب اپنی جان دیتا ہوں۔ (اوتھیلو ڈسدیمونہ کے بستر پر گر کر مر جاتا ہے)۔

کاسیو:۔ مجھے بھی ڈر تھا مگر میں سمجھتا تھا کہ انکے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے

لودویکو:۔ اب رہا یہ موذی ایسے حیا اور بے شرم کتا جو انسان کے اضطراب بھوک یا سمندر سے بھی زیادہ موذی اور سفاک ہے۔ اب ذرا اس بستر کو دیکھ کہ اس پر کتنی لاشیں پڑی ہیں۔ یہ سب تیرا کام ہے۔ ان کے دیکھنے سے بصارت زہر کھاتی ہے۔ اچھا اب اس بستر پر پردہ ڈال دیا جائے۔ گراتیانو آپ اوتھیلو اور ڈسدیمونہ کے گھر کا انتظام کریں۔ مراکشی کے مال و دولت پر قبضہ کریں۔ کیونکہ ڈسدیمونہ اور اوتھیلو کے وارث آپ ہی ہیں۔ اور کاسیو آپ، جو اس وقت جزیرے کے حاکم ہیں آپ کے سپرد اس جہنمی بدمعاش ایاگو کی سزا کی جاتی ہے۔ کب؟ کہاں؟ اور کس طرح تکلیف اور اذیت اس کو دی جائے آپ خود تجویز کر کے اس پر عمل کریں۔ میں خود فوراً جہاز پر سوار ہو کر وینس جاتا ہوں تاکہ وہاں ریاست کے سامنے سخت رنج اور صدمے کے ساتھ یہ کل واقعات بیان کروں۔

(چلا جاتا ہے)

عنایت اللہ دہلوی
